بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لمن قدر خیرا وجبالا | والشکر لمن صور حسنا وجمالا

حمد بے حد و سپاس بے عد اوس شہنشاہ ارض و سما کو سزاوار ہے کہ جس نے لفظ
کن سے الف اسم تخلیق جمیع کائنات و افراد موجودات کا فرمایا اور ایک نقطہ سے مخلوق
ہیجدہ ہزار عالم کو بہ تباین و تخالف صور کے رنگا رنگ بنایا حکمت بالغہ و قدرت
کاملہ اوسکی بمقتضائی فعل الحکیم لایخلو عن الحکمۃ کے طریقہ انتظام عالم حدوث میں
باین طرز و ایجاد مربوط و مائل ہوئی کہ او گروہ رسل اکرم و انبیای اعظم کو واسطے
تمہید و توضیح اصول شریعت و حقائق طریقت کے باستحکام احکام لقد کرمنا بنی آدم
سے مخصوص و ممتاز کیا اور بادشاہان سلاطین و جمہور خواقین کو بنا بر رفاہ عام و آسایش
کافہ انام کے بنظم و نسق و بندوبست بشای تؤتی الملک من تشاء کے سکہ حکمرانی کا
دیا اور نعت نامحدود و درود نامعدود اوس حبیب رب العالمین شفیع المذنبین نبی الحرمین
سید الثقلین صاحب تاج و براق طے کنندہ قصر نیلی رواق کو زیبا ہے کہ جسکی شان

والا ہین حدیث قدسی لولاک لما خلقت الافلاک جو ہو دادر آیۂ وما ارسلناک الا
رحمۃ للعالمین کا وارد ہے یعنی کہ ہے رسول مقبول ناسخ ادیان ماسبق ہو اور
اقرأ باسم ربک الذی خلق ہین صفات حمیدہ اوس برگزیدۂ آفرینش کے
انداز وہم و گمان سے باہر ہین اور معجزات پسندیدہ اوس کو یکتائی محیط آفرینش
و بینش کے ظاہر ہین بیت رسول معظم حبیب کریم ٭ قسیم نسیم ٭

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین اما بعد کہ یہ بندہ امیدوار ان
امیدوار رحمت رب غفور والمنن عاصی محمد حسن ساکن قصبہ بجنور ضلع لکھنؤ پیشگاہ قدر شناسان
سخندانی و معانی رایان رموز معانی کے ملتمس ہے کہ فی الحال ذہن ناقص مین یہ وارد ہوا کہ ایک
کتاب لاجواب حاوی حالات عہد تخت نشینی سلطان ابن سلطان و خاقان بن خاقان ابو المنصور
ناصر الدین سکندر جاہ بادشاہ عادل قیصر زمان فغفور دوران سلطان عالم و عالمیان
واجد علی شاہ بادشاہ اعاد اللہ ملکہ و سلطنتہ یعنی تا انتزاع سلطنت نیز مملو کیفیت ایام
تا جنگ و معرکہ کوہ ہٹول کے بطور تواریخ و سوانح عمری حضرت قدر قدرت بطرز نثر
سلیس و عبارت نفیس کے موزون و مرتب کیجئے اور شبدیز قلم کو میدان قرطاس مین جولان دیجئے
اگرچہ بہت کتب تواریخ خاندان والا شان کے قبل سے اور نیز جب سے کہ حضرت فلک
صولت دار شہر کلکتہ مین نہایت شرح و بسط سے مبسوط و با استیعاب ہین اور بابین
شایستہ لاجواب ہین مگر میری نیت خاص اس طرز پر مرعی ہوئی بقول شخصے مصرعہ
ہر گلی را رنگ و بوئے دیگر است ٭ کہ مخصوص کیفیات زمانہ حضرت جم جاہ یہ تواریخ تالیف کرون
چنانچہ فوراً القا ہوا کہ نام اسکا ضیائی اختر رکھنا چاہیے کیونکہ اوسی کے ضیائی
عنایت سے عالم تابان ہے اور زمانہ نور سخاوت سے درخشان ہے اشعار مصنف
مجھے تھا نام مین اسکے بہت غور ٭ تجسس مین ہا کرتا تھا اکثر ٭ ہوا یکبارگی یہ مجھکو القا
کہ کیون اس فکر مین بیتاب ہے ششدر ٭ ضیائی اختر اسکا نام رکھ دی ٭ کہ تا عالم مین

جلوہ ہو منور کرے۔ بعد غور یہ بھی امر قرین مصلحت معلوم ہوا کہ اولاً کیفیات ابتدای ہر ایک
وزرا و سلاطین اس خاندان کی مختصراً اسم باسم عہد نواب برہان الملک سعادت خان بہادر
تا دور خلافت حضرت امجد علی بادشاہ جنت مکان کے لکھکر بعدہ تشریح مشرح زمانہ سلطنت
حضرت شاہ اختر تا معرکہ جنگ غدر قلمبند کی جاوی لہذا اسی ترتیب سے بعد کوشش فراوان و
وا اہتمام بہم رسانی کتب تواریخ معتبرہ و تقادیم پارینہ و جوابات بلو بک کی تشریح آنکی کی گئی تاکہ سلسلہ
حکومت وخلافت اس خاندان علیہ کا ہر ایک ناظرین و شایقین کو بخوبی تمام روشن و ظاہر ہوجائے
اگرچہ اس ہیچمیر کو اپنی فرومایگی و بے بضاعتی سے کیا یارا کہ ایسے عزم کو انجام دیوے اور وادی سخنوری
کی لیوے مگر نیت کو رحمت ایزدی پر بموجب آیہ کریمہ لا تقنطوا من رحمة اللہ کے استحکام دیا اور
اسکی فکر و ترتیب مین کمال جد و جہد کیا خداوند عالم آغاز اسکا انجام کو پہونچاوے اور نتیجہ اسکا حسن و نیک و بھلا ہو [illegible]

تذکرہ نواب سعادت خان بہادر برہان الملک

نواب سعادتخان برہان الملک اول محمد امین زمانہ سلطنت شاہ عالم بادشاہ دہلی مین
ملک ایران خراسان سے وارد شاہجہان آباد ہو کر چندے ہمراہ نواب سربلند خان صوبہ دار
گجرات کے رہے بعدہ بعہد محمد شاہ بادشاہ ۱۱۳۲ ہجری مین بعنایت و عواطف خسروانہ
ممتاز ہوے اور بعہدہ صوبہ داری ملک اودہ و خطاب برہان الملک نواب سعادتخان بہادر
کے سرفراز ہوے چنانچہ محاربہ نادر شاہ مین ہنگام مقابلہ اول زخمی ہوکر ۱۱۵۱ ہجری مین
بمقام شاہجہان آباد وہان سے حق تسلیم کیا اور بعض روایت یہ بھی ہے کہ جب نادر شاہ کی
نذر کثیر عوض [illegible] دہلی سے عہد محمد شاہ مین طلب کیا اور برہان الملک و نظام الملک نے اسکا سر انجام اپنے ذمہ
لیا چونکہ تدبیر و سبیل اسکی امکان سے باہر ہوئی لہذا بخوف عزت و عدم ایفای عہد کی زہر کہا کر جان دیدیا
چنانچہ [illegible] افشانی و شعلہ باری انکے توپخانہ کی مشہور عالم ہے و معروف عوام

تذکرہ ابو المنصور خان صفدر جنگ برہان الملک

مرزا محمد مقیم نواب ابو المنصور خان صفدر جنگ خواہرزادہ و داماد نواب سعادتخان بہادر

برہان الملک نے بعد وفات برہان الملک بہنگام ورود نادرشاہ سنہ ۱۱۵۲ ہجری میں دہلی پہونچکر دو کروڑ روپیہ نقد خزانہ نادرشاہ میں بطریق پیشکش داخل کیا اور لاعوض عہدہ وزارت پر ممتاز ہوکر بعدہ عہدہ صوبہ داری مالک اودہ کا پیشگاہ حضور محمد شاہ بادشاہ سے لیا نائب انکی راجہ نول رای رہے چنانچہ سنہ ۱۱۶۶ ہجری میں بادشاہ سے رخصت ہوکر صوبہ اودہ کو روانہ ہوئے منزل مقصود کو نہ پہونچے تھے کہ اثنای راہ مقام پاپرگھاٹ پرگنہ [illegible] میں منزل واقع ہے شدت جراحت سپھوڑہ سے ہلاک ہوئے نعش اونکی چندے مکان گلاب باڑی فیض آباد میں بطریق امانت تفویض رہی آخرکار روانہ شاہجہان آباد ہوئی روضہ اونکا شاہجہان آباد میں قریب مقام شاہ مردان نہایت عمارت عالیہ وگلکاری سنگہای رنگین سے تعمیر ہوا اوسکی تیاری میں تین لاکہہ روپیہ صرف کثیر ہوا اور یہ بھی روایت صحیح ہے کہ بعد آتشفشانی لاش بوسیدہ کو مرزا سیحو پدر حکیم مرزا علیخان دہلوی نے کربلای معلی میں لیجاکر دفن کیا اور پشت روضہ مقدس پر مقام قبر قرار دیا تاریخ انتقال کی یہہ ہے تاریخ جوان صفدر عرصہ مردمی بود زدار دنیا گذشت حلت گزین چنین سال تاریخ او شقفہ رقم کہ باد اقلیم بہشت برین سنہ ۱۱۶۷ ہجری

تذکرہ نواب شجاع الدولہ صاحب بہادر

شجاع الدولہ ابن صفدر جنگ کا نام اونکا جلال الدین حیدر تھا سنہ ۱۱۴۴ ہجری میں [illegible] تاریخ ولادت یہ ہے تاریخ برآمد آفتاب از مطلع نور ہ بدولت خانہ نواب منصور چنانچہ بعد وفات نواب صفدر جنگ کے بعمر سن شعور شجاع الدولہ بہادر سنہ ۱۱۶۷ ہجری میں بمقام فیض آباد مسند آرای حکومت ہوئے نائب اونکی راجہ بینی بہادر رہے سنہ [illegible] ہجری میں درمیان روسای انگریزی و نواب قاسم علیخان حاکم بنگالہ کے محاربہ عظیم پیش آیا قاسم علیخان نے تاب مقاومت کی نہ لاکر ہزیمت و شکست فاش پائی چنانچہ بنگالہ سے کوچ کرکے نہایت پریشان بعد شاہ عالم بادشاہ دہلی کے مقام الہ آباد میں پہونچے نواب شجاع الدولہ بھی اوس زمانہ میں وہان موجود تھے قاسم علیخان نے

استمداد و اعانت چاہی لہٰذا حسب درخواست نواب بنگالہ کے بادشاہ موصوف نے
بہمراہی شجاع الدولہ بہادر باسپاہ جرار بسیار کے طرف مشرق نہضت فرما کر بارادۂ
مقابلہ جنگ ایک ماہ عظیم آباد میں مقیم رہے بعدہ بکسر میں پہنچے چنانچہ بعد انقضای
ایام برسات کے میجر منرو صاحب حسب الحکم صاحبان کونسل فوج قلیل سے معرکہ آرا
و آمادۂ دغا ہوئے بہ عرصہ تک معرکہ جنگ و جدل کا بیش رہا آخر کار فوج شاہی و ہمراہی
شجاع الدولہ کے روگردان ہوئی اور سخت حیران شجاع الدولہ بہادر بمشورہ و عنایت خان
پسر حافظ رحمت خان کے طرف بریلی کے چلے گئے اگرچہ قوم افغان روہیلہ شریک ہو کر امداد کرنے بسبب
مقابلہ سے پھر گئے چنانچہ بشکست روہیلہ بھی لڑائی ہوئی خوب صف آرائی ہوئی
الا بہر شکست کھائی انگریزوں نے فتح پائی مردمان فوج انگریزی آلہ آباد و لکھنؤ کو
راہی ہوئی اور بادشاہ موصوف بھی ملول ہو کر واپس گئے شجاع الدولہ بہادر نے
بسبب التفرقہ و مناقشہ عظیم دیکھا تو انجام سوچ کر انگریزوں سے صلح کر لی خود
فیض آباد کو چلے آئے بعد اس معرکے کے شدت مرض سے بمقام فیض آباد راہی ملک بقا
ہوئے گلاب باڑی میں دفن کئے گئے تاریخ وفات کی از روی تشریح بکلید و گنج پیوہ فوت نواب شجاع الدولہ

تذکرہ نواب آصف الدولہ بہادر

سنہ ۱۱۸۸ ہجری میں نواب آصف الدولہ بہادر بعد وفات اپنے باپ کے اورنگ آرای حکومت فیض آباد
و مسند رونق افزای دار الامارت لکھنؤ کے ہوئے تئیس ۲۳ سال تک خوب حکمرانی کی
رعایا کی نگہبانی کی اسکے فیض و عدل سے عالم مستفیض و غنی اور شہرۂ قدردانی
و عطا پروری سے خلائق مستغنی ہر فن و علوم کے کامل قدرشناسی سے فیضیاب
ہوئے ... کے اپنی اولو العزمی سے کامیاب ہوئے ایک دفعہ
بانیہ سے ... میں بسبب قحط سالی و گرانی غلہ کے خلقت خدا سخت
تباہ و پریشان تھی ... محتاج و حیران تھی بس بنظر رفاہ و فوائد عام

تعمیر امام باڑہ کلان و عمارات دولتخانہ و مچھی بھون وغیرہ کی شروع کردی اور ایسی
یہ عمارات عالی بنوائی کہ قدرت خدا کی نظر آئی ۔ شعر ۔ اگر فردوس بر روے زمین است ٭
ہمین است و ہمین است و ہمین است ٭ اس مقام پر ایک نقل فیض و فیاضی اوس مرجع کرم
کی عموماً لکھی جاتی ہے کہ نواب ممدوح اپنے عہد مین سنبھل و دو ملکی قریب قصبہ بجنور وطن عاصی
کے رونق افزا ہوے چنانچہ اوس عرصہ مین منشی انعام اللہ متخلص بہ انجب مورث
راقم نے ایک کتاب تواریخ حالات نواب ممدوح مین تصنیف کی تھی اور عبارات
مقفی و مسجع اوس مین بکمال بلاغت و فصاحت تالیف کی تھی نام اوسکا اوصاف آصف
رکھا چنانچہ ایک قطعہ اوسکے سرنامہ کا جو یاد آگیا اس موقع پر لکھتا ہون بقول شخصیکہ
مشتے نمونہ از خروارے و اندکے دلیل از بسیارے ۔ قطعہ ۔ اے آنکہ تو ساختی صفی و
منصفت ٭ در حکم توصفت بعصمت بوصفت آصفت ٭ دریافتہ ذرہ فیض عام توصفت
ہر کاخہ کفاف از تو آرد برکت ٭ یہ کتاب سفر مین معرفت راجہ مہرا کے بجنور جناب
نواب صاحب پیش ہوئی بعد ملاحظہ پسند خاطر ہو کر مقتضاے قدردانی چار ہزار روپیہ
نقد دیا اور بصلہ وہی تصنیف کے اراضی جاگیر موضع بیندرا ول پرگنہ بجنور مین معاف
و مرفوع القلم کیا کہ تا زمانہ سلطنت اس خاندان کے وہ سند رمق باقی رہا غرضکہ
ایسے ایسے تذکرات و حکایات اونکے فیض و کرم کے بہت ویسے شاہ مین زمانہ مین
یادگار ہین نائب اونکے مختار الدولہ ایلچ خان و سرفراز الدولہ حسن رضا خان و تفضل حسین خان
کشمیری جو صاحب تدبیر تھے اور یہی لوگ منتظم و مشیر تھے بالآخر اس ارفا
سے ملک جاودانی کو رحلت کیا امام باڑہ کلان مین مقام آخرت کیا تاریخ وفات کی جو سنگ قبر
کندہ و نصب ہے وہ یہ ہے تاریخ لکھنوی آصف سنے آسمان ز آفتاب ٭ شہر لونبان ز صبح
طور سینا ز کلیم ٭ نقش بند کاف و نون بر تربت آصف نوشت ٭ ہم نار و ہم و ریحان و جنات النعیم ۱۲۱۲ھ

تذکرہ وزیر علی خان

وتیار ہو کر سریر شاہی پر جلوس کیا اور بلقب ابو المظفر معز الدین شاہ زمن غازی الدین حیدر کے
سکہ حکمرانی کا دیا ماہی و مراتب شاہانہ جمیع لوازم شوکت خسروانہ موزون تیار ہوا اور
سکہ حکومت شاہی زیب نقود ہو کر رائج ہر دیار ہوا سکہ زد بر سیم و زر از فضل
رب ذو المنن ۔ غازی الدین حیدر والا نسب شاہ زمن ۔ اوسی وقت سے اس سرکار
کا لقب بادشاہی مشہور ہوا ہے اور ہر طرح سے آداب شاہی کا دستور ہوا آپ
اس عہد سلطنت میں وہ اعتماد الدولہ آغا میر بعدہ فضل علیخان وزیر ہوئے انتظام سلطنت میں مشیر با تدبیر
رہے چنانچہ چند سال نہایت اولو العزمی سے سلطنت کی آخر ۱۲۴۳ ہجری میں جہان فانی سے رحلت کی

تذکرہ نصیر الدین حیدر بادشاہ لکھنو

۱۲۴۳ ہجری میں سلیمان جاہ نصیر الدین حیدر خلف الرشید غازی الدین حیدر تخت نشین
ہوئے اور نائب انکے منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان مالک وزارت ہوئے سکہ نواب اودھ کا
جو بیت الضرب میں رائج الوقت ہوا وہ یہ ہے سکہ زد بر سیم و زر از فضل حق ظل اله
نائب مہدی نصیر الدین حیدر بادشاہ ۔ ان بادشاہ نے اپنی عہد حکومت میں نہایت
اولو العزمی و طنطنۂ شاہی سے انتظام کیا اور اپنی جاہ و حشم کو بعنوان خسروانی جلوہ دیا
مگر کثرت عیش و عشرت شبانہ روزی و کیفیت لہو و لعب کی مشہور عام ہو گئی لیکن فی الواقع
باطن میں بجز انتظام ملک کے ما انتظر کیا تھا حسابی ملکی سے کبھی اوقات رائگان و ضائع نہیں کی
اور کوئی غفلت یا بدعنوانی علی العموم شائع نہیں ہی جب کسی اہلکار ملازم کو کام سے
غافل پایا فوراً معتوب و معزول کیا اور جب کبھی زنان محلات کو کسی قسم سے خلاف
وضع دیکھا سزا ہی سخت دیا غرض کہ ہیبت و سطوت شاہی قلوب عالم میں ایسا
غالب تھا کہ ہر ایک کسی ناکسی اطاعت و تعمیل حکم پر راغب تھا عمارت عالی یعنی ہر
ہر کوٹھی فرح بخش و دلکشا و بارہ دری لب دریا ایسی ایسی موزون و قطعدار بنوائی کہ
قدرت صانع باکمال کی دکھلائی مکان درگاہ بارہ امام کا نہایت عمدہ عمارت سے

تعمیر ہوا اوسمین مصارف زرِ خطیر ہوا حال فیاضی و کرم کا قابل تحریر نہیں اور لائق تقریر نہیں ایک ادنی بات مشہور ہے کہ ایک وزقہ سید محل نے عرض کیا کہ مین نے لاکھ روپیہ ایک جگہ فراہم نہیں دیکھا تھا چنانچہ فوراً ایک لاکھ روپیہ کا چبوترہ بنوا کر دکھلا دیا اور اوس روپیہ کو فی الفور لٹوا دیا چنانچہ بعد حکومت دس سال کے سنہ ۱۲۵۳ ہجری مین الماس خانی نے مع پیر شجرہ کے تحلیل کیا عالم کو سخت تاسف و ملال ہوا فقط

تذکرہ منا جان

بعد انتقال نصیر الدین حیدر بادشاہ کے مرزا فریدون بخت عرف منا جان جسکو اپنی فرزندی سے محض محروم کیا تھا بلا رضامندی حکام انگریزی فقط تخت نشین ہوا الا بعد چند ساعت مقید ہوکر مع بادشاہ بیگم کے قلعہ چنار گڈھ کو بھیجا گیا وہان دونو کا انتقال ہوا اسی خودسری کا یہ مآل ہوا

تذکرہ محمد علی شاہ بادشاہ فردوس منزل

بعد گرفتاری منا جان کے نصیر الدولہ محمد علی شاہ بادشاہ ابن نواب سعادت علیخان نے ۱۲۵۳ ہجری مین باعانت و امداد فوج انگریزی عالم پیرانہ سالی مین بہ افرازی سریر سلطنت ہوئے سکہ اونکا مروج ہے سکہ بحق و کرم سکہ زد در جہان بشہنشاہ محمد علی بادشاہ زمان بشہ اپنے زمانہ حکومت مین رعایا کو نہایت آسایش و آرام و ملک کا بخوبی انتظام کیا روشن الدولہ و مولوی غلام یحیی علیخان و منور الدولہ احمد علیخان و شرف الدولہ ابراہیم علیخان کشمیری یکے بعد دیگر نائب و وزیر ہے ہر ایک خیر خواہ و صاحب تدبیر ہے امام باڑہ حسین آباد مع بازار و عمارات عالیہ تعمیر و آباد کیا زر کثیر سے وثیقہ مصارف امام باڑہ کا ایجاد کیا چونکہ آفتاب لب بام ہو رہے تھے لہذا بعد حکومت پانچ سال کے ۱۲۵۸ ہجری مین عزلت نشین عالم بقا ہوئے و تکونشہ گزین جملہ قضا ہوئے

تذکرہ امجد علی شاہ جنت مکان

۱۲۵۸ ہجری مین ثریا جاہ امجد علی شاہ اورنگ نشین خلافت و شہریاری و رونق افزائے تاج جہانداری ہوئے سکہ شاہی یہ ہے سکہ در جہان زد سکہ شاہی بتائید اِلہ بشہ ظل حق امجد علی شاہ زمان

باجے انگریزی و ہندی کس انداز و صدا سے بجتے ہوے نقیب و چوبدار پکارتے ہوے نفر سوار
زرین کمر لباس زرین دربر جھولین بانا تی زرنگار سے سر پا پوش گھوڑے بار ہزار و پیادے
فوج مسلح سوار و پیادہ اور جیب کا کیا شمار تماشائیون کا ہر جانب سے ہجوم صدا ہی
پڑ رہا تھا کی کس زور و شور سے ہجوم خلقت کا پیل دمان ہودج و عماری اونکی مرصع
و گوہر فشان ہزارہا سمند باد پا صرصر رفتار ہر قدم مین کھڑ کھڑ و طلائی کے جھنکار مین
ساز و سامان سے جیتے ہوے اون پر زین جواہر نگار پڑتے ہوے بیچ مین تا پان
مرصع جواہر الماس و یاقوت سے بھرا زمرد و لعل سے جڑا سلطان العالم بالمبوس زرین
و تاج زمردین اوس پر جلوہ فرما ہر جانب سے مرصع و مشرق چتر پرور رندیان شاہی
و بندگان خاص زیب یمین و یسار غرضکہ اس جاہ و حشمت سے تا بہ نگاہ سواری ہی
آتی قدرت خدا کی نظر آتی دست مبارک سے خوب تصدق عطا کیا غربا و مساکین
کا گھر زر و مال سے بھر دیا درگاہ مین حاضر ہو کر حسب قاعدہ حاضری کھائی بیت
دولت وہان چڑہائی ترقی دین اسلام ہوئی اور استیصال کفر و ضلال اول یہ قاعدہ
رہا کہ جب سواری روزمرہ باہر نکلتی تھی چند سواران اردلی خاص گھوڑون پر تھیلی
لئے ہوے آگے پیچھے پڑہتے ہوے جاتے تھے کہ دادخواہان و مستغیثان پیش عرض
حالات کی اوسمین چھوڑ دیتے تھے جب بادشاہ سواری سے داخل محل ہوتے تھے
وہ عرائض و کاغذ ملاحظہ مین گذر کر احکام مناسب و رسی کے جاری ہوتے تھے

حالات معزولی امین الدولہ بہادر وزیر و مشرفی نواب علی نقی خان بہادر بعہدہ وزارت

چونکہ محمد جنت مکان سے امین الدولہ وزیر تھے امور سلطنت مین
مشیر با تدبیر تھے انکی وزارت مین خوب انتظام تھا ہر طرح پر ملک کا انصرام تھا
ایک دن عجیب واقعہ عبرت الناظرین گذرا کہ امین الدولہ گھر سے نکل کر دربار چلنے
تھے جب سواری قریب امام باڑہ ملکہ زمانیان کے سواری پہونچی چار شخص

گزین خانہ زاد عقیدت سرشت صفوت آئین مختار ذی اقتدار یار وفادار پیشتر ہند
مدار المہام وسنتظم الملک علی نقی خان بہادر سہراب جنگ بادشاہ تو اپنا خیر خواہ جانکر باگ
سفینۂ وسپاہ کا لیا مالک اداراک منصب و جاہ و بانواب صاحب ایسا جاہ و مرتبہ پا کر
اپنا گھر بیسبب اکثر جنگ کے تنگی کے نہ لگے سبب تنخواہ نواب کے مالی و ملکی انتظام ہونے لگا
فوج کا سرانجام ہونے لگا تمام عزیز و اقارب نواب کے کپتان و رسالدار ہو گئے
ہر معاملات سلطنت میں دخیل و مختار ہو گئے بادشاہ اپنی عیش و آرام میں مشغول ہیں کچھ فرصت
ملاحظہ کاغذات ملکی و گرد آوری امور جاندار ہی کے معمول تہ ہے بعد سب معاملات
جزو و کل نواب صاحب کے حوالے ہوئے شب و روز غفلت و مال و دولت جمع ہوئے

آمد امیر کبیر نواب گورنر جنرل ہارڈنگ صاحب بہادر وزیر شاہ لندن مقام کانپور اور جانا چاہی پانی کا بارگاہ سلطانی سے اور روانگی خیام شاہی واسطے استقبال گورنر بہادر کے

صاحب جانشین دربار نے بادشاہ کو خبر دی کہ گورنر جنرل بہادر فرخ آباد تک تشریف
لائے ہیں یہ رسم قدیم سے خوت و رسم ملاقات گورنر ضرور ہے اگرچہ ابھی سفر دور ہے
کیونکہ سلاطین ماضیہ واسطے ملاقات گورنر کے ہمیشہ جاتے تھے اور وہ خود آتے تھے
ملاقات سے باعث ازدیاد مراسم محبت و اتحاد ہے اور ہر طرح سے موجب رفع
نزاع و فساد ہے پس بادشاہ نے ایماء صاحب رزیڈنٹ بہادر کا پذیرا کیا
نواب صاحب کو حکم دیا کہ فی الفور پہلے سامان چاہی پانی کا روانہ ہو بعدہ ہم خود
سفر کرینگے فکر روانگی جداگانہ ہو چنانچہ اوسی روز سے سب سامان روانگی کا درست ہونے لگا
اسباب فوج کا مہیا و چست ہونے لگا ازانجملہ ہزارہا ظروف نقرئی و طلائی واسطے صرف
طعام اور بلورین و یاقوتی جام اور حسد حقہ جواہر نگار و ہودج نقرئی و طلائی ہوا دار

اوس ریاض تازہ مین سب پھول چمن کے سمن یاسمن نسرین ونسترن کہین ہزارا
خوشبو گلاب تھا ہر ایک پھول غیرت آفتاب تھا وہ چمنستان ہر رنگ و بو مین رشک
گلستان جنان تھا ہر طرح سے شاداب وخندان تھا اغرای سلطانی کے خیام چپ و
راست تھے ہزارہا کنڈے وخیام ریشمی بے کم وکاست تھے شاگرد پیشہ کی چھولداریون
سے گرد حصار تھا بارگاہ شاہی کے قریب خاص بازار تھا خوان نعمت ہر دوکان پر
بے شمار ہر ایک شئے موجود جو درکار کہین گرم شوربے کہین شیرمال شفاف شلل کا قورمہ
طباخ لاجواب کباب وشیرمال نفیس پکائے ہوئے دکانین ہر ایک نعمت سے لگا دی
ہوئے بھنگیرون کی ہر ایک جگہ موقع پر دوکان تھی اوسکی بھی نئی سج دھج نرالی آن بان
تھی ہزارہا دوکان مہاجن و صراف زر نقد و سرخ کا ڈھیر تا بہ ناف جداگانہ ہر گنج
وبازار کا نشان تھا ہر ایک خیاس سے بھرا مکان تھا طوائفین جو ہمراہ لشکر تھین وہ
ہر ایک غیرت خورشید وماہ منظر تھین کثرت فوج کا کیا شمار ہزارہا پیدل ہزارہا سوار
پس و پیش سب توپخانے تھے بہت پرانے اور نئی کارخانے تھے صدہا ضرب توپ
آتش افشان جنگ کی تھین ہر پٹی اسباب و ڈھنگ کی تھی

پہونچنا ایلچی کا فرخ آباد مین اور شرفیابی گورنر جنرل بہادر سے

مرزا وصی علیخان ایلچی بعد طی منازل وقطع مراحل فرخ آباد مین پہونچے و سرہرور باسامان وترک
وحشمت بطرز لباس سفارت دربار گورنری مین آئے وہ دربار عالی وقار مرجع
مہمات ہندوستان مجمع گروہ عالیان تھا بعد اطلاع وخبر آمد ایلچی دربار مین گذر ہوا
ایک انگریز معزز رہبر ہوا ایلچی ازادای آداب وسلام عرض کیا کہ شاہ اودہ آسمان بارگاہ
عدیل جہان پناہ آپ کے مشتاق ملاقات ہین اور مستفسر حالات ہین جواب پایا کہ اونکی
عنایات سے ہمکو بھی ملاقات کا شوق ہے معاینہ کا ذوق ہے ہم واسطے ملاقات کے
آگئے ہین اسی طرح سے چند کلام رہے مراسم ادای نامہ وپیام رہے غرضکہ ہر ایک امر کا

جواب باصواب ملا اور ہدایا و تحائف جو ساتھ لے گئے تھے وہ سب گذرانے بدل
قبول و منظور ہوا ایلچی رخصت حسب دستور ہوا اور ایلچی روانہ لکھنؤ ہوا شہر والی
کو کیفیت ہوا اور پھر گورنر نے حکم کوچ کا دیا پیش خیمہ آگے روانہ کیا چند روز میں خیام گورنری
اوس جگہ پہونچے کہ جہاں پر خیام شاہی نصب تھے مہیا سامان سب تھے خیام پہونچے
گورنر جنرل بہادر فرخ آباد سے کوچ کر کے باجاہ و حشم بسیار مع بھیڑ فوج گورہ
پیادہ و سوار کانپور میں داخل ہوئے اور واسطے ملاحظہ قواعد فوج جنگی کی [illegible]
سوار ہوئے بادشاہ کا تخت گاہ سے جانب کانپور واسطے ملاقات گورنر [illegible]
اور گورنر جنرل کانپور میں پہونچے ادھر خیام شاہی روانہ ہوئے در دولت سے
دو کوس تک دو رویہ سڑک میں ہجوم بے شمار انگریزی و ہندوستانی
سواروں کے رسالے تیار جلو میں مردمان بادشاہی تھے چپ و راست
افسران فوج واسطے جان نثاری تھے ایک بگھی نقش ولایتی اوس میں
چار چھ گھوڑوں کی جوتی اول تو وہ نقش نقرئی و طلائی کار ساز اوسکا صنع
و زرنگار صورت قبہ نور صفائی و شفافی میں رشک شعلہ طور دوسرے وہ گھوڑیاں
خوش رفتار باد پا صورت تصویر سراپا سامنے بارگاہ سلطانی کے آراستہ ہو کر آئیں
بادشاہ محل سے برآمد ہو کر اوس پر سوار ہوئے مصاحب چند خاص ہمراہ و جا رہو
اوس وقت کے سامان جلوس کا کیا حال بیان کیا جاوے کہ جلوخانہ میں عالم جلوہ
نور تھا ادھر شاہی گویا سامان جلوس سے معمور تھا جنگل ہر رسالہ کا جیسے لگا کڑکا بادل سا
گرجنے لگا سب سلامی کی توپ سر ہوئی روانگی کی خبر مشتہر ہوئی یہاں سے سواری
آگے روانہ ہوئی قواعد شاہانہ ہوئی غرض کہ شہر سے اول موسی باغ میں داخل ہو
استراحت سے دو شب وہاں مائل ہوئے بروز نیک ساعت سعید وہاں سے کوچ
کیا بارہ آسمانی نظر آیا اوس روز غضب کی سردی و شدت ابر باران کچھ ترشح اور ہوا

پریشان سڑک پر گرد کا نام نہیں غبار و گرمی سے کام نہیں آسمان پر شور رعد بادل چمک
برق خاطف کی دو چند ایسی حالت میں تا به نول گنج پہونچے وہاں بھی خیام شاہی نصب
تھے امور حسب طلب تھے نول گنج میں حسب ایما شاہی جلا ہی ہوئی سواری آگے بڑھی
اور نام نظر آباد یاں سے قدم آگے بڑھایا رفتہ رفتہ قریب کانپور کے آئے بادل فوج کی
چھا گئے یہاں سب نالیاں لشکر چشم براہ تھے سواری دیکھ کے سب تھم گئے پرے
سلامی کے تھم گئے قریب تر سواری آئی جلو میں بادشاہی آئی ہر ایک نے قاعدہ سے
تسلیم جھکایا پھر آداب بجا لایا غرض کہ تکلی ہی سے اوتر کے خیمہ میں بادشاہ داخل ہوئے
اس طرح یہ قطع منازل ہوئی ابر رحمت برسنے لگا زور سے پانی پڑنے لگا اور وقت
عجیب کیفیت نمایاں تھی ہوا ایک تو پانی کا برسنا شدت ہوا سے سردی کا ہونا دریا
گنگ کا کنارہ دلدل و ریت کہیں نہ گرد و غبار نہ خشکی نہ ہوا ایسی سامان انتظام

جانا مرزا سکندر حشمت بہادر کو پاس بادشاہ ہمراہ نواب علی نقی خان مجد بہت گورنر جنرل کے واسطے تعین وقت ملاقات کے

بادشاہ نے نواب سے فرمایا کہ بسبب بارش علی الاتصال کے سخت اذیت ہے پانی کی شدت ہوا سے لشکر کی
ویرانی و پریشانی ہے ہر طرح کی حیرانی ہے گورنر کے پاس مرزا سکندر حشمت بہادر کو برائے ملاقات
معین فرماویں چنانچہ مرزا صاحب بہادر ہمراہی وزیر اعظم جلوس شاہانہ سے خیام
گورنری میں پہونچے گورنر جنرل بہادر نہایت اعزاز و اکرام سے پیش آئے اول تذکرہ
بادشاہ کا آیا یوم ملاقات کا قرار پایا چنانچہ وہاں سے مرزا صاحب بہادر نے واپس
آکر بادشاہ کو اطلاع دی جملہ کیفیت بیان کی کہ گورنر کو بھی بس ملاقات کا شوق ہے
دل میں نہایت ذوق ہے کل صبح کو ملاقات ہو رسم تواضع و مدارات ہو بادشاہ نے
یہ پیام سنکر حکم دیا کہ صبح کو فوج و لشکر میں تیاری ہو آراستہ سامان سواری ہو وقت
چنانچہ چوبداروں نے حکم تمام سنا دیا ہر ایک کو آگاہ کیا سپیدہ صبح نمودار ہوا ہر ایک نے آب

بیدار ہوا جملہ سامان جلوس مرتب و مہیا کیا گیا ہر قسم کا سامان ہمراہی بکیا گیا سوار انگریزی
دس بارہ ہزار تھے لباس و ساز اونکے زرتار تھے اور سپاہ ہندوستانی مسلح و زرہ پوش
چار آئینہ و جبلم بر دوش سروں پر خود فولادی صاف مصقل عیان تھے اسپان تازی پر سوار گستوان پوش

سوار ہونا بادشاہ کا اپنے خیمہ سے جانب خیام گورنری

امرای دربار شاہی کا اوس روز عجیب ڈھنگ تھا ہر ایک کی پوشاک و لباس کا نیا رنگ
تھا زرتار اف جنت بدن تھے لباس زرین زیب تن تھے وزیر الممالک حضرت کی پاس
بالباس مغرق و جواہر مثال ماہ و مہر مسندین تھے دولت کی گویا قندیل تھے تیغ خراسانی
زیب کمر قبضہ میں سلک ہای گوہر اور بادشاہ لباس جواہر سے سراپا مغرق قبہ نور پر ضیا
سر پر پوشاک جامہ حسن زیب و ر بر حسام اصفہانی کمر میں موزون و آراستہ کمر بند جواہر نگار
زیب کمر و پیراستہ باین شان و شوکت ہوا دار پر سوار ہو کر سواری چلی باد بہاری آگے
بڑھی چتر بردار نے چتر زرین لیا حضرت پر سایہ کیا مرزا ولیعہد و جرنیل صاحب ہمراہ تھے ہوا دار
کے پس سواری شاہ تھے حلقہ ندیمان میں بادشاہ جیسے ستارون میں ماہ صدہا
خاصون کے گھوڑے پری وش گوہر شمر مرصع و مکلل سر سے تا بہ دم زرآلود تھے زین
سکامت و زرین اون میں یاقوت و لعل جڑے ہوئے گوٹیچی موتیون کی لڑی ہوئی جھلکہ
پل کنتی سے لگے کہ ہوا سواری دیکھکر ہر ایک ششدر رہا قریب پہونچکر بادشاہ ہاتھی
پر سوار ہوئے خواصی میں چند خواص و چتر بردار ہوئے وہ ہاتھی بلند کوہ تمثال اوس پر
ہودج طلائی مرصع بیاقوت و لعل و دانت اوسکے عجیب شان و انداز سے کھڑے ہوئے
اوسپر ہالی طلائی مرصع کے چڑھے ہوئے غرض کہ اس تزک و شان سے بادشاہ قریب
خیام گورنری کے پہونچے سواری کے لوگ تھم گئے پرے قواعد کے جم گئے اون خیام
کے سراچون میں ایک بارہ دری نہایت وسیع زر دوزی لگی اوسکے ایک نمگیرہ کلان
سکامت کھڑا ہوا ہر ایک پردہ اوسمین زری کا پڑا ہوا چپ و راست پائین گورہ کی جمی ہوئی

سلامی کو تھمے ہوئے اور ایک خیمہ علیحدہ جسمین میز کہانے اور چاہ پانی کا آراستہ جام
بلورین و ظروف نقرئی طلائی سے پیراستہ ایستادہ گورنر کو انتظار بادشاہ تھا ہر ایک شخص
چشم براہ تھا غرض کہ ہاتھی سے بادشاہ اوترے ہوادار پر جلوہ فرما ہو کر لب فرش
پہونچے وہان سے گورنر جنرل بھی تعظیما آئے بادشاہ کو لے گئے دونو جانب سے حسب دستور
سلام ہوا استفسار خیریت کا کلام ہوا بعد اوسکے گورنر نے بادشاہ کو کرسی زرنگار پر
باصد اعزاز و احترام بٹھلایا ہر اسم مستمرہ ادا کر کے ہاتھ سے ہاتھ ملایا گورنر جنرل بھی
ایک کرسی زرین پر رونق افزا ہوئے مصاحبین ہر جانب سے دست بستہ ہوئے
گورنر جنرل بادشاہ سے ہمکلام تھے سکوت مین خاص و عام تھے بڑے ذوق شوق
سے ملاقات ہوئی نہایت اخلاق و تہذیب کی ہر ایک بات ہوئی گورنر نے ایک قلمدان
عاج ولایتی ہزار باصنعت و نفاست سے قطعہ مرصع و گلدار علاوہ اسکے ایک جلد کتاب
گلستان بخط ولایت کہ ہر ایک صفحہ اوسکا تختہ گلستان جنان تھا اور ہر ایک حرف
و نقطہ اوسکا گلدستہ کہکشان تھا بطور تحائف سامنے بادشاہ کے پیشکش کیا خادمان
شاہی نے اوٹھا لیا اختتام چاہ پانی مین آئے نعمت خانے کے سامان دیکھا کئے
قریب میز کے بادشاہ نے کرسی جواہرنگار پر جلوہ کیا خادمان خاص نے حقہ حسن محفل
زمردین جواہرنگار سراپا پر انوار آگے لگا دیا وہ حقہ زمردین کہ جسکے عکس سبزی سے تمام
خیمہ سبز اور منور ہوا خوشبوی دہووین سے دماغ معطر ہوا اور انگریز اپنے استعمال غذا
مین مشغول تھے جو اونکے معمول تھے بعدہ یہ صحبت برخاست ہوئی وہ جماعت
مجموعی چپ و راست ہوئی ایک دوسرے خیمہ مین جو مقام خلوت سا تھا نہایت
دلچسپ و دلکشا تھا تھوڑی دیر تخلیہ کی صحبت روبرو رہی ہر قسم سے راز و نیاز
کی گفتگو رہی غرض کہ بعد اس مراسم کے بادشاہ رخصت ہوئے ملاقات سے نہایت
محظوظ و با مسرت ہوئے گورنر جنرل نے اوس گھوڑہ عربی با زین زر مغرق ساز و یراق ایک

ترکی و ولایتی براق اور چند ہاتھی معہ عماری زرین و مرصع ہوا اور ایک خیمہ پشمینہ کارنگار
از قسم تحائف بادشاہ کی خدمت مین پیش کئے ملاحظہ ہوکر ہر ایک ملازمان و خادمان حاضر
و عامہ انگریزی کو انعام و خلعت بیش بہا عطا ہوئے الغرض وہان سے بادشاہ سوار ہوکر با حشمت
و اجلال اپنے خیام شاہی مین داخل ہوئے استراحت سے مائل ہوئے

تذکرہ واپسی بادشاہ دربار گورنر جنرل سے خیمہ گاہ سلطانی مین

بعد ملاقات گورنر کے بادشاہی بارگاہ مین آئے فوج ہمراہی ذکر کھولی ہر ایک مشغول بکار ہوا صبح کو
دربار ہوا دوسرے روز بندیمان سلطانی واسطے استقبال اور لانے گورنر جنرل کے
روانہ ہوئے سامان جلوس شاہانہ ہوئے دریای گنگ کے اوس طرف صدای توپ
بلند ہوئی معلوم ہوا کہ گورنر اپنے خیمہ سے سوار ہوئے یہان آمد کے سامان درست ہوکر
گرد سواری گورنر کے فوج گورہ بلباس مکلف و چست ساز و یراق سواران کے
نہایت درست چمک نکے روی صاف کا وہ نور جیسے ابر تیرہ مین برق خاطف و شعلہ طور
غرض کہ باین آئین و حشمت گورنر جنرل خیمہ شاہی مین رونق افروز ہوئے ہمراہیان گورنر
ہمراہی مین جلوہ ریز ہوئے حسب قاعدہ انجمن سلطانی رونق پذیر محفل شاہی بے نظیر ہار گوہر
کے مرصع و زرنگار سلک یاقوت و گوہر گرانبار زیب گلوی گورنر ہوئے عطریات شہنشاہ
محمد شاہی سے لباس معطر ہوئے اور ہر ایک انگریز کو ہار و دستار تقسیم ہوئے انعام کثیر زر و
سیم ہوئے جلسہ ملاقات کا تمام ہوا وقت رخصت گورنر جنرل سے یہ پیغام ہوا کہ تخت گاہ
کو بھی سرفراز کیجئے معافی سے ممتاز کیجئے گورنر جنرل نے قبول کیا رضامندی سے
جواب دیا بعدہ بادشاہ وہان سے سوار ہوئے ہمراہی مین مصاحب و جلیس دوچار ہوے
مع لشکر و حشم نواب گنج آئے اہالیان فوج حسب دستور آداب سلامی بجالائے اوس
مقام پر ایک مظلوم زمیندار حاضر ہوا زمین بوسی کرکے بادشاہ کو نذر دیا اور اپنا حال
مظلومی عرض کیا بادشاہ نے بنظر رعایا پروری استفسار حال کیا زمیندار نے بخوبی جواب و

سوال کیا کہ عامل وقت نے سخت تنگ کیا ہے بربادی کا ڈھنگ کیا ہے بمجرد استماع
استغاثۂ زمیندار کے حکم محکم خسروانہ بنام انجم الدولہ داروغہ دیوانخانہ جاری ہوا کہ
فی الفور رفع داد کی جاوے ہمارے پاس تک مکرر فریاد نہ آوے چنانچہ بتعمیل اس حکم کے
زمیندار مذکور اپنی مراد سے کامیاب ہوا اور انصاف شاہی سے بہرہ یاب ہوا وہانسے
طرفۃ العین میں سواری ڈاک لگی بادشاہ ڈونگی میں مستعجل ہوئی بعد طی راہ کی عشق منزل میں داخل ہوئے

آنا گورنر جنرل کا لکھنو میں اور سامان ہونا ضیافت وغیرہ کا بارگاہ سلطانی سے

جب بادشاہ لکھنو میں داخل ہوئے تمام شہر لکھنو میں حکم تیاری و آراستگی
کا جاری ہوا چنانچہ بموجب حکم سلطانی تمام دکانات شہر کی نہایت
آراستہ و صاف ہوئیں مثل آئینہ شفاف ہوئیں ہر مکان میں کنول جھاڑ گیلاس ہانڈی تیار
ہوئی تمامی اور بادلہ سے مڈھی ہوئی بازار چوک کس خوبی و صفائی سے آراستہ رنگارنگ تھا
ہر مکان کا نیا ڈھنگ ہوا گورنر جنرل نے کانپور سے سوار ہو کر شمدرے میں مقام کیا
وہاں بھی اہلکاران شاہی نے خوب اہتمام کیا یہاں حکم سلطانی یوں نافذ ہوا کہ صبح کو
سامان جلوس تیار رہے ہر ایک شخص خبردار رہے چنانچہ صبح کو سلطان عالم ہودج زرین پر
سوار ہوئے سامان سواری تیار ہوئے جو جلوس روز اول تھا وہ اوس قدر نہ تھا بلکہ
جملہ سامان نیا نظر آتا تھا جلوہ قدرت خدا دکھلائی دیتا تھا غرض کہ بادشاہ تا بہ شمدرے
خود جا کر باعزاز و احترام گورنر کو لکھنو میں لائے اول مکانات شاہی شاہ منزل وغیرہ
دکھلائے گورنر نے کیفیت تیاری مکانات کی ملاحظہ کی قدرت خدا کی نظر آئی اوس روز
تیاری آراستگی مکانات کا کہاں تک بیان ہو یعنی وہ لب آب سنگی بارہ دری جسمیں فرش
قاقم و سنجاب پردہ ہای زری کے نایاب شیشہ ہای بلور سے تمام کوٹھی منور ہر ایک جھاڑ
رشک شمس و قمر بیر ولایتی ہر مقام پر موقع سے لگے ہوئے جام بلورین و زمردین اوسپر دھرے
ہوئے ہزار ہا ظروف نقرئی و طلائی پر ز میوہ ہای لطیف و مشتہی و مزعفر لذیذ اور صد ہا

اقسام کے کباب سکے ہوئے بحال دلسوزی پکی ہوئے قریب میز طعام کے ہر دو جانب
قبانات مرصع کہ یہ قاعدہ دعوت اہل فرنگ کا ہے نہایت رونق سے موزون و زرنگار
پھری اوسکی مکلل و آبدار بعرضکہ بعد ملاحظہ سامان نادرہ کے شغل طعام ہوا اوس وقت بادشاہ
نے جشن محفل طلب کیا خواص نے سامنے حقہ زمردین کو لگا دیا ہر جانب سے ناچ رنگ کا
سامان و ساز تھا ہر سمت سے بربط و بین و مساز تھا مغنیان مشغول نوای و صدا ہر ایک
اون مین ناہید و داؤد نوا بادشاہ گورنر کا ہاتھ لیکر لب آب پر سائبان اطلسی مین رونق
افزا ہوئے کرسی زرنگار پر جلوہ فرما ہوئے ہاتھیون کی لڑائی شروع ہوگئی حکم ہوا کہ گارسی
بڑھا و لڑائی دیکھلاؤ وہ پیل مست کہ کوہ سے زور آزمائی کرین اور آسمان سے لڑائی کرین
خوب لڑے عرصہ تک یہی شغل رہے وقت شب کے مکانات شاہی روشنی سے پر نور
ہوئے رشک جلوہ طور ہوئے آتشبازی عجائب و غرائب چھوٹی ہر طرح کے صحبت
شاہانہ تھی عیش و عشرت زمانہ رہی گورنر بادشاہ سے رخصت ہوکر اپنے فرودگاہ
مین آئے صد ہا کشتیان پر از تحائف روزگار و جواہرات الماس نگار کی پیش ہوئی تھیں ساتھ لے گئے

بیان حالات صحبت بادشاہ و تذکرہ ندیمان شاہی و اشغال سخنگوئی و آرایش بستر و عجیب

بعد رخصت گورنر جنرل کے جہان کا سر انجام ہونے لگا مناسب ہر کام
ہونے لگا بموجب صلاح وزیر کے ہر طرح سے بند و بست ہوا
ہر کارخانہ مین نظم و شکست ہوا اور بادشاہ کو انیس الدولہ و رضی الدولہ و نجیب الدولہ
و مستقیم الدولہ و میر ذکی مہر الدولہ مرثیہ خوان قدیم ندیمان سے صحبت شب و روز تھی
عجیب محفل دل افروز تھی ہر ایک گویا خوش بیان ندیم تھے راز دار قدیم تھے اور جلسہ
شعرا مین مثل سبع سیارہ فصیحان زمانہ یعنی مقبول الدولہ قبول و مرزا محمد مہدی درخشان
و مہتاب الدولہ و میر علی جان و آفتاب الدولہ خواجہ اسد قلق و فتح الدولہ محمد رضا برق
و تدبیر الدولہ منشی مظفر علی اسیر تھے ہر ایک ان مین سے طوطی زبان سحر بیان و بے نظیر تھے

اور گروہ حکمای حاذقین مین سے حکیم مرزا علی حسن مسیح الدولہ و حکیم فضل علی شفاء الدولہ و
سیر نواب و طبیب الدولہ مسیحای عصر فلاطون و ہر معالج قدیم خیرخواہ صمیم سرکار شاہی کے
تھے اور طائفہ مغنیان و نوازندگان مین کیسے کیسے استاد کہ جنکے نام سے سیر تان سین
سوان پکڑین شاگردی کا دم بھرین تقو خان و چھجو خان کو وئی پکھاوجی لاجواب ناصر احمد و
غلام محمد خان و غلام علی خان بین کار آفت روزگار اور صمد با نوازندگان سرود و رباب
ہر ایک بے مثل و نایاب جیسے تھے اور محمد حسین خان منجم و رمال و اخبار احوال ماضی و حال و
خوشنویسون مین جواہر رقم خان و یاقوت رقم خان و گوہر رقم خان کہ جنکا ہر دائرہ حروف
ہلال آسمانی ہو گیا ہے اور ہر نقطہ انکا قطب لکھے تو واسطے مصورون مین مانی رقم
و بہزاد خان نامی نقاش گری جنکی تصاویر و عکس کشی سے نقل تصویر ہوئی آدمی بشکل تصویر
حیرت ہوئی غرض کہ جملہ کمالات ہر فن و استادان زمن ہر ایک علوم مین طاق و فنون
و علوم مین مشتاق شاگرد بادشاہ تھے جلیس و خیرخواہ تھے بادشاہ نے خود دیوان چند
مثنوی نہایت فصیح و موزون تصنیف فرمایا قول کلام الملوک ملوک الکلام کا رتبہ بڑہایا
ازان جملہ ایک مثنوی با دیگر بیسی تن دو سر سے زیادہ ایسی تصنیف ہوئی کہ بے مثل و لاجواب
تالیف ہوئی بنیاد جلسہ رہس کی اوسی مثنویات سے قرار پائی کیفیت محفل اوسکی اندر
کی دیکھلائی صدہا طوائفان حسین و جمیل اوس رہس مین ملازم و مامور ہوئین لباس
پریون مین مشہور ہوئین ہر ایک کو پوشاک جواہر نگار و زیور مرصع و زرنگار عطا
ہوا عجیب لطف کا جلسہ برپا ہوا قطع دار و موزون سب اوسکے مرد و زن تھے
جواہرات کے اوس کھیل مین ہرن تھے کوئی اون مین طاؤس جادو بنا کوئی آدمی
بشکل آہو بنا چند شاہزادے دیو بشکل قبیح و کیبو کوئی پری سرو قامت و سرو سہی تھی
بحر مین نو خاستہ و ہی تھی کسی شاہزادہ کا نام بدر الدجی کوئی ماہ پیکر و مہر لقا تھا غرضکہ
سب مرد و زن اوس قصہ سے واقف کار تھے بر زبان دیا و ہزارہا اشعار تھے سیان ہلال

وبیخود دو شاعر تھے اوس جلسہ مین ملازم تھے ندیموں مین قائم تھے الغرض جلسہ
رئیس کے طیار کرے گئے قصہ جات سمعی بچشم دکھلائے گئے

حالات انتظام و اختیارات نواب علی نقی خان و تفصیل عہدہ داران ارکان شاہی

سلطان عالم اپنے عیش و نشاط مین معروف و مشہور ہوئے غربا و مساکین داد و دہش سے
معمور ہوئے اور نواب صاحب نے باختیار خود نظم و نسق سلطنت کا بخوبی انتظام کرنا
شروع کیا عہدہ داران سابق و حال کو اپنے موافق فروغ دیا ناظم و چکلہ دار عامل
و فوجدار سب مقرر ہوئے اعزہ و اقربا نواب کے رسالدار و امیر تلنگہ و فوج عہدہ دار
ارکان شاہی تھے اگر تفصیل مفصل اونکی لکھی جاوے تو ایک کتاب جداگانہ ہو جاوے
مگر اسامی ضروری جو رکن رکین و عمال سلطنت اوس زمانہ مین تھے اور ہر طرح سے منتظم
ہر کار خانے مین تھے ذیل مین درج و تحریر ہوتے ہین [illegible]

مشیر الدولہ بہادر مہاراجہ بالکرشن دیوان شاہی
مدبر الدولہ راجہ جوالا پرشاد نائب میر منشی
مصاحب الدولہ مہتمم جاگیرات و معافی
دبیر الدولہ منشی عبد اللطیف مہتمم دفتر انگریزی شاہی
مجد الدولہ مفتاح الدولہ وغیرہ اولاد کپتان
فتح علیخان مہتمم کوٹھہ جات اسباب جواہرات وغیرہ
منصف الدولہ پسر سید محمد صاحب مجتہد العصر
داروغہ عدالت اہل تشیع
بشیر الدولہ خواجہ سرا نواب ناظر محلات

راجہ کندن لال بخشی بیت الانشاء بیت الاجرا
راجہ الفت رای بخشی الملک
انتظام الدولہ و اہتمام الدولہ حسین خان
داروغہ دیوان خانہ و سرشتہ
زکی الدولہ مہتمم اخبار ملکی و میر [illegible]
مرزا علی رضا بیگ کوتوال شہر [illegible]
مولوی [illegible] یوسف داروغہ عدالت
اہل تسنن
شرف الدولہ مرزا غلام رضا خان بہادر
داروغہ گنجہای و مہتمم و [illegible] کارخانجات

سامان شادی مرزا ولیعہد بہادر

شادی کتخدائی ابو الحرب فغفور جاہ خاقان حشم صاحب عالم ولیعہد مرزا جاوید علیجاہ بہادر
کی تیاری ہوئی ہر ایک رسم تقریب کی جاری ہوئی جملہ سامان جاہ و حشم باہم ہوا اسباب نشاط
و عیش فراہم ہوا تمام سال جوڑی سرخ و زرین و لباس مرصع تقسیم ہو کے مستفیض ملازم و
ندیم ہوئے منوں عطر کا صرف ہوا لبریز عطروں سے ہر ایک ظرف ہوا مہینوں بخت طعام کی
تقسیم خاص و عام رہی تمام شہر میں ٹھٹروں کی روشنی تھی نہر میں حوض روشنی تھی سیکڑوں
نقارخانہ گڑے ہوئے ہر ایک جگہ خیام پشمینہ و بادلہ کے کھڑے ہوئے عجیب عالم اہل دربار
تھا کہ پوشاک سرخ سے ہر ایک گلنار تھا لال بارہ دری لال تھی زمانہ کو خوشی کمال
تھی ہزارہا پریویان لالہ فام و لولیان نازک اندام خوش آواز و خوش قامت رقص میں ایک
بلا و قیامت تھی محلات معلی سب ایک جا ہر مکان قصر جنت سے سوا تھا اور جملہ اسباب سرخ
کماریان گوہر گوش یوم شادی صبح کو اس ہجوم کثرت سے برات آراستہ ہو کر روانہ ہوئی
کہ قابل دید زمانہ ہوئی نوشاہ رونق افروز سواری بزم شادی ہر جانب سے غلغلہ مبارکباد تھا
جملہ محلات شاہی سکھپال طلائی و عماری زرکش پر سوار دونو جلوس میں پیادہ و سوار
ہر ایک فیل آراستہ پر نوشاہ اور بادشاہ گویا ایک برج میں دو ماہ جلوس برات میں
تزک و حشمت شاہی کا بالکل تھا صدائے باجوں سے عالم میں شور و غل تھا غرض کہ
بعد اس سامان کے عقد ہوا مبارک سلامت کی آواز آئی ہر سو سے صدا ہی ساز کی
مہینوں سے اسباب جہیز کا تیار تھا حساب و اندازہ سے بے شمار تھا
رخصت ہوئی رسوم سے فرصت ہوئی دولہ و دولہن جلوہ افروز محل شاہی ہوئے
عرصہ تک جشن نوروزی و سرور جشن شاہنشاہی ہوئے ایک شاعر نے تاریخ شادی
کی موزون کی وہ اس مقام پر لکھی گئی تاریخ دو گل بر بہت لب بلب ہو گئے دو خورشید ہیں ایک جا ہو گئے

حالات تعمیر و تیاری قیصر باغ و میلہ سرخ پوشش

شاد کام ہون مشاہدہ مین خاص و عام ہون

عدالت بادشاہ

حالات عدالت و نصفت سلطان عالم کے حیطۂ امکان سے باہر ہین تحریر و تقریر
سے قاصر ہین اگر تحریر ہون تو دفتر جداگانہ چاہیے لکھنے کو زمانہ چاہیے مگر چند حکایات
عدل و انصاف کے نظر آرزیب قرطاس ہین یہہ بیانات بھی عدالت اساس ہین اول
یہہ کہ عہد سلطنت سلطان عالم مین ایک وقت قریب بارگاہ سلطانی کے ایک شخص نے
ایک شخص کو ناحق جان سے مار ڈالا نہین معلوم کس کا عوض نکالا پرچۂ اخبار گشتی
سے بادشاہ کو یہہ خبر معلوم ہوئی مفصل خبر مفہوم ہوئی کہ مقتول رہنے والا کسی گانون کا ہے
قاتل ہلاک کر کے مفرور ہوا خون ناحق ضرور رہا یہہ خبر سنتے ہوئے بادشاہ کو غضب
و جلال ہوا غصہ کمال ہوا نواب کو بولایا زبان مبارک سے فرمایا کہ اللہ اکبر تخت
شاہی پہ غفلت و عناد ہے اسطرح کی ظلم و بیداد ہے اہلکاران شاہی ایسے غافل
ہین کام سے بالکل کاہل ہین خیال و فکر رعیت نہین خواب غفلت مین سوتی ہین اپنے
حق مین زہر بوتی ہین سمجھو اپنی طبیعت سے مہلت نہین بدمزگی مزاج سے فرصت نہین
اسیواسطے تمہیں سب کام چھوڑا ہے مگر تم لوگون نے خبرداری سے مونہہ موڑا ہے
اگر اپنے حق مین بہتر جانین قاتل کا پتہ جلد لگا دین اور جبتک سراغ قاتل کا معلوم نہ ہوگا
قسمیہ کہتا ہون کہ کھانا نہین کھاؤنگا کسی کی بات ہرگز نہ مانونگا یہہ حال سلطان عالم کا
دیکھکر زلزلہ پڑا تمام شہر مین تہلکہ پڑا ہر ایک شخص لرزان و ترسان ہوا تلاش قاتل مین
پریشان ہوا چنانچہ ہرجانب سے فکر کامل ہوئی تدبیر دستیابی قاتل ہوئی الغرض
بعد تجسس عظیم قاتل دستیاب ہوا بادشاہ کا خطاب ہوا گردن زنی کا حکم عام دیا
فورا خون ناحق کا انتقام لیا جب یہہ حال ظاہر ہوگیا تو خاصہ نوش فرمایا لوگون پر رعب چھایا

حکایت عدل دوم

اوائل زمانہ سلطنت مین نہایت عدل و رعیت پروری رہی اور بیدار مغزی سے
بہت داد گستری رہی جس مستغیث و مظلوم کی وہان تک رسائی ہوئی اوسکی فریاد رسی
و عقدہ کشائی ہوئی بقول سعدی شعر نیاید بپرسش در دانا کہ از عجمی ∴ کہ ننہاد بر خاطر مش
رسیدے ∴ اوس ایام مین ایک لڑکا سوداگر کا احمد نام کم سن طفلی کے دن گردش زمانہ سے
محض ناکام بسبب نوعمری ہونے اپنے باپ کے مر کر جنگ جنگلہ وارثین نہایت مظلوم
ناواقف رسیدہ دست اہلکاران سلطانی سے محض ستم کشیدہ عرصہ سے فکر
بحالی نوکری مین پہنچی متصدیان کے پاس سرگردان ہر روز نالان پریشان
رہتا تھا شد و شد دروازہ عشق منزل تک نے لگا امرای دربار کے پاس
جانے لگا سب سے منت کی کسی نے نہ سماعت کی وہ لڑکا تمام سال نہایت
ہر ایک شخص کے پاس دست بستہ رہا جب کہیں کچھ مقصود نہ دستیاب ہوا
حال خراب ہوا ارادہ حاضری قدمبوسی بادشاہ کا کیا ہر روز اسی تاک مین رہا
شب و روز تاک جھانک مین رہا کہ کب قدوم سلطان العالم تک پہونچون اور
مراد دلی پاؤن اتفاقاً ایک روز سلطان العالم ہوادار پر سوار سیر قیصر باغ مین مصروف
تھے اور عالات انصاف اوس زمانہ کے بہت معروف تھے ہمراہی مین چند
مصاحب و خواص بعض لوگ منتخب خاص یہ لڑکا مظلوم بھی ساتھ اندر باغ کے
چلا دربانون نے روکا جواب دیا کہ مین بھی ملازم شاہی ہون غلام ہمراہی ہون
مجھکو بادشاہ نے یاد فرمایا ہے اسلئے بندہ پائی ہی کہتا ہوا قریب ہوادار کے
پہونچا فوراً قدم بادشاہ پر سر رکھدیا اور ماجرا ہی حال بیان کرنا شروع کیا
الا بسبب خوف کے چہرہ متغیر و زرد ہونے لگا حضور کے سامنے رونے لگا
بلکہ بنظر التفات شاہی سلطان العالم نے فرمایا کہ حال اپنا مفصل بیان کر کیا تجھکو
اتنا مضطرب ہے کسنے ستایا ہے کیا ظلم پیش آیا ہے لڑکا بشفقت شاہی دیکھکر بے تکلف

گویا ہوا کہ میرے شوہر یا باپ میرا سواروں مین ملازم سرکار تھا قدیم کا نمک خوار تھا ہمراہ
ناظم کے جنگ مین پاؤن اوسکا بیکار ہوا نشست برخاست سے بے اختیار ہوا وہ بہائی
میرے صغیر سن اور ایک پای رزق کا کہین نہین سہارا ہے اہلکاران سرکاری سر رشتہ
بخشیگری بجبر بلا ہی اوسکے نام کے دوسرے کو مقرر کرتے ہین بھائی میرے خوردسال
فاقون سے مرتے ہین یہہ کہکر اوسکا بہت گریان ہوا ہر ایک اوسکے حال کا پرسان ہوا
فوراً بادشاہ نے ایک چوبدار کو حکم دیا کہ بخشیگری مین اسکو لیجاؤ ابھی چہرہ اسکا لکھواؤ
چنانچہ علاوہ اسم حمت کے ایک گھوڑا ابھی خاصے سے عطا کیا اور زر نقد بھی دیا

حکایت عدل سوم

جب بنائی تیاری قیصر باغ کی پڑی اور حد و دیوار کے ہر جانب ہر طرف کئی ہزار ہا
مکانات قرب و متصل کے اندر باغ کے آ گئے مگر سب لوگ قیمت حسب الخواہ
پا گئے چنانچہ ایک ضعیفہ عورت کی ایک جھونپڑی حلقۂ باغ مین آ گئی ہر چند کہ اوسکو قیمت
دی گئی اوس ضعیفہ نے زر معاوضہ نہین لیا کچھ زر نقد پر التفات نہین کیا بادشاہ نے
براہ ترحم کے اوسکو ایذا نہ دی جھونپڑی اوسکی بدستور حلقۂ باغ مین رہنے دی مکان اوسکا
درمیان چمن تھا وہین مقام پیرزن تھا بلکہ اوسکے واسطے ہر روزہ خوان طعام مقرر
کیا ایام زمستان مین شال دوشالہ بھی پس خیال کرنا چاہیے کہ اسقدر ترحم
عنایت مزاج مین تھا کہ دل آزاری ایک ضعیفہ عاجزہ کی گوارا نہ ہوئی بجز رحم
کے صورت چارہ نہوئی کیا زور حکومت مین نہ اختیار تھا مگر خیال مظلومی کا ہر بار تھا
بقول شیخ سعدی شعر بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن ٭ اجابت از در حق بہر استقبال می آید

حکایت عدل چہارم

ایک علاقہ مین مسلمان چودہری و تعلقدار تھا بڑا صاحب وقار تھا چنانچہ ایک
حلوائی کی دختر پر کہ نہایت حسین و جمیلہ و شکیلہ و عفیفہ تھی فریفتہ و مفتون ہوا

اوس لڑکی کے عشق مین مجنون ہوا آخر کو تنگ ہوکر اوس لڑکی کو لیکے گھر ڈال لیا
بجبر و ظلم مسلمان کیا حلوائی مظلوم و نالان ہوا نہایت پریشان ہوا چنانچہ مان باپ
اوس لڑکی کے در دولت شاہی پر پہونچکر مستغیث و نالان ہوئے و دادخواہان
ہوئے اتفاقاً سلطان العالم بادشاہ باغ کو جاتے تھے اثنای راہ مین یہ مظلوم دادخواہ
ہوئے بادشاہ کے ہمراہ ہوئے دوہائی دی کہ دختر ناکتخدا کو چودہری نے چھین لیا
عزت و آبرو برباد کیا فوراً غالب جنگ کو حکم ہوا کہ چودہری کو قید کر لاؤ حال اسکا
بچشم خود دیکھو غالب جنگ فی الفور روانہ ہوا وہان یہ حال معائنہ ہوا کہ چودہری
نے نقل کوٹھی فرح بخش و قصر شاہی کی تعمیر کرائی ہے ہر ایک کوٹھی لب دریا و گلشا
ہوائی ہے سوای اسکے سامان تاج و تخت سے مثل جلوس شاہی مع نشست ہے
غالب جنگ نے یہ حال دیکھکر فوراً عرضداشت کیا حالات تازہ سے اطلاع دیا چنانچہ
حاکم قدر شیم نافذ ہوا کہ مکان کو بکلم منہدم کراؤ اور چودہری کا جلد سر لاؤ فوراً مکانات
چودہری کے منہدم ہوگئے چودہری مع دختر حلوائی گرفتار ہوکر در دولت پر روانہ ہوا
اس معاملۂ انصاف سے آگاہ زمانہ ہوا چودہری قدم سلطان العالم پر گرا عفو تقصیر ہوئی
سو قوف النظر پر ہوئی غرضکہ اندک توجہ مین چودہری کو تنبیہ و حلوائی کامیاب ہوا بقول شخصیکہ ہم خرما و ہم ثواب

حکایت عدل پیچم

خورد محل کے چند دیہات جاگیر مین تھے منجملہ اون دیہات کے ایک گاؤن مین چند
باغات ابراہیم خان و جہانگیر خان دہقانی نے نصب کیا تھا مثل لڑکون کے باغات
کو سرسبز کیا تھا اون غریبون کو درختان باغ سے الفت کمال ہر شجر گویا ثمرۂ نہال
منشی غلام حسین داروغہ خورد محل سے بابتہ حدود گانون کے ابراہیم خان سے کچھ تکرار
و خصومت ہوئی ابتدا دیہی کی حکومت ہوئی غریب جان کر باغات پر قبضہ کیا عوض
عداوت کا لیا سب باغات بکلم کٹوا ڈالے بغض و حسد کے حوصلے نکالے

دہقانی لوگ مظلوم و ستمدیدہ پاس اہلکاران شاہی کے حاضر ہوئے اونکی داد کسی نے
ندی فریاد نہ سنی بقول شخصیکہ کون سنتا ہی فغان درویش ایک روز بادشاہ کی سواری
جاتی تھی سر راہ ان مظلومان نے عرضداشت اپنی ظلم کی گذرانی بادشاہ نے ملاحظہ
فرمائی جب عشق منزل مین داخل ہوئے وہ مظلوم طلب ہوئے حاضر سب ہوئے اور وزرا
و مصاحب الدولہ مہتممان جاگیرات سے فرمان جاگیر منگائے گئے کاغذات دکھائے
گئے بعد ملاحظہ جملہ کاغذ کے عرضداشت پر حکم ہوا کہ ان باغات مین خرد محل کا نہین ہے
یہ اراضی باغات خارج جاگیر ہے ایذا دہی بے تدبیر ہے چنانچہ یہ حال خرد محل سنکر
مغضوب الغضب بادشاہ کے پاس آئین باکمال برافروختہ ہوکر آئین بہت شور و غل مچایا
مگر بادشاہ نے کچھہ التفات نفرمایا اور یہ کلمہ علانیہ ارشاد کیا کہ رعایا سے محل کو غرض نہین
یہ اراضی کوئی چیز نہین ہم ایسی ظلم کو پسند و گوارا نہین کرتے غربا کو مجبور و بیچارہ
نہین کرتے غرضکہ تین روز تک یہی مرحلہ رہا خرد محل نے کھانا نہین کھایا بہت ہنگامہ
مچایا مگر بادشاہ نے بمقتضای انصاف اون دہقانی کو قیمت درختان باغ کی دلوائی
رسم عدالت و انصاف کی دکھلائی خیال کرنا چاہیے کہ باوجود اسکے کہ خرد محل پر بادشاہ بہت
مانوس و راغب تھے ہر طرح سے ایک جان دو قالب تھے مگر بمقابلہ انصاف کے کچھہ محل کا خیال نکیا تھا [illegible]

بیان سخاوت بادشاہ

سخاوت سے دنیا مین نام ہے سخی کا نیکنامی سے بلند مقام ہے سخاوت دولت
لازوال ہے اسی سے جاہ و جلال ہے سلطان عالم کی صفت سخاوت و ہمت کہان تک
بیان ہو کہ حد حساب سے افزون ہے اور اندازہ سے بیرون ہے اپنے عہد سلطنت
مین امرا و ندیمان کو موتی و جواہر کے مالے دئے اور غریبون کو شال و دوشالے دئے
غربا و مساکین زر و سیم سے مستغنی ہوئے شاعر و اہل ہنر دولت سے غنی ہوئے گدا کو
زر بے حساب دیا ذرہ کو آفتاب کیا محلات معلی کو زیور و اسباب مرصع و حشمت دی کہ دریا

روپیہ کی دولت دی اسقدر محلات کو جاگیر و معافیات دیا کہ علاقے و پرگنات معاف
کیا انیس الدولہ ندیم خاص کو جاگیر دہلی اور حکیم شفاء الدولہ کو جاگیر جو شہر جسکا محاصل
کثیر سے عطا فرمایا نام حاتم طائی کا مٹایا البیان دربار کو ہر روز ہوادار زرنگار فیل مع ہودج
زرنگار اسپ عربی و ترکی بے شمار جواہرات و تحائف روزگار مرحمت کئے خطاب عمدہ عمدہ دیئے
اگر تفصیل مع خطاب کی تحریر ہوتی تو ایک مجموعہ ذخیرہ بے نظیر ہوئی ؛

حال رضی الدولہ وغیرہ

چند ندیم پر ایسا لطف و کرم تھا کہ کمال اونکا جاہ و حشم تھا عنایت شاہی سے دولت
بیکران پائی نعمت فراوان ہاتھ آئی ذرہ بھی آفتاب ہوئے دولت وجاہ سے کامیاب
ہوئے قدر و خاطر اونکی ابزاد ہوئی اوج و حشمت خداداد ہوئی گویا کہ بادشاہ کی زبان
تھی ہر طرح کے رازدان تھے منجملہ اونکے ایک رضی الدولہ ڈہاری جو بڑا معتمد و خاص
جلیس تھا مونس و انیس تھا بسبب فرمایگی کے ایک خطا اوس سے سرزد ہوئی بادشاہ
اوس خطا سے واقف ہوئے عفو تقصیر کیا مگر با این ہمہ شومی ایام سے بقول شخصیکہ مصرعہ
اصل بد از خطا خطا نکند ؛ پھر اوس سفیہ کم مایہ نے ارتکاب خطا کا کیا بادشاہ نے
حکم دیا کہ رضی الدولہ و نجیب الدولہ و وحید الدولہ و قطب الدولہ ایک واسطہ دار ہیں باہم
واقف اسرار ہیں قید کئے جاوین حبس مین بھیجے جاوین مگر بعد ایک ہفتہ کے پھر ارشاد ہوا
کہ شہر سے یہ لوگ بدر ہون دور دور انکے گذر ہون الا بتقاضای عنایت و سخاوت یہ بھی
حکم دیا کہ مین نے جو ان لوگون کو کلاہای ہیرے و ئیے زمرد و گوہر و لعل کے ڈھیر سے دئیے خلعت فاخرہ
زرتار لباس مرصع گرانبار عطا کیا وہ سب ساتھ لیجاوین ضبط نہ کئے جاوین غرض کہ
ضبطی کا نام نہ لیا سب درگذر کیا چنانچہ یہ لوگ شہر سے نکالے گئے غیر ملکون مین ڈالے گئے
اللہ اکبر یہ حلم و سخاوت کہ اون شقیون نے وہ خطا کیا اور آپ نے یہ عطا کیا ؛

احوال سامان عیش سلطنت و مجمل کیفیت صاحب کلان بہادر لکھنؤ

اس عہد مین عجیب سامان عیش تھا ہر شخص بے رنج و بے تپش تھا اندوہ و ملال کا بجز ایام
محرم الحرام کے نام نہ تھا بجز خوشی رات دن کے کچھہ اور کام نہ تھا ایام عشرہ مین ذاکرونکا
محلات مین ہجوم و دلدل کی آمد مہندی کی دہوم زر کثیر نذر سادات تقسیم طعام و شربت
سنون عطر کا صرف لبالب ہر ایک کنھل و ظروف دعا ہی سلطان عالم مین سب لوگ مصروف
سخاوت و داد و دہش انکی معروف حال اوقات سلطان عالم کا یہ تھا کہ بعد فراغت نماز
سحری تا وقت استراحت مصروف بہ تصانیف غزل و سلام ہر وقت فکر معانی و کلام اہل
دربار کے اول سلام ہوتے پھر ارکان مشرف بار عام ہوتے کوئی پرچہ جب گذرا فورا آ
دستخط ہوا کسی وقت گانا بجانا ہوا محلات آگئے تو زنانہ ہوا غرض کہ شام تک یہی حال
ہنگام زوال آفتاب اگر مزاج مین آیا تو چمنستان مین بگھی لگی ہوئی سواری ہوئی باد بہار
کی تیاری ہوئی سیر و گلگشت فرمائی تا نصف شب ہوا کھائی کیونکہ بسبب تبخیرات و کثرت
حرارت کے ہمیشہ مزاج زیادہ اعتدال سے رو بہ انحراف رہا کبھی نہ مزاج صاف رہا ہر روز
و ہر فصل تبرید و مسہل سے خالی نہین مگر بخوبی صحت مزاج حاصل نہین ہر چند کہ اطبای و حکمای
حاذقین کی تدبیر رہی مگر بدستور کثرت تبخیر رہی حرارت مزاج سے زمستان مین یہ حال تھا
کہ بجز دولائی کے نہ شال و رومال تھا جب زیادہ قصد ملاحظہ کاغذات ملکی کا کیا تبخیر نے
زیادہ زور کیا بایں لحاظ وزیر خیرخواہ و اہلکاران کے تعلق سب کام تھا نایب مدار المہام
تھا مگر ایسے خیرخواہ وزیر و نایب خوش تدبیر کہان ہوتے ہین کہ جنہون نے اپنے [illegible]
یہ نتیجہ دکھایا بعد سلطنت نو سال کی یہ گل کھلایا جس روز سے سلطان عالم نے جلوس کیا
دو رزیڈنٹ آئے ایک جان لو صاحب بہادر دوسرے سلیمن صاحب بہادر [illegible]
سلیمن صاحب بہادر تشریف لائے بادشاہ کی ملاقات ہوئی ہر ایک طرح سے راز و نیاز
کی بات ہوئی اپنے عہد دولت مین ایک مرتبہ صاحب رزیڈنٹ بہادر کی کوٹھی پر تشریف
لے گئے پھر دوبارہ بسبب علالت مزاج کے جانے کی نوبت نہ آئی صاحب رزیڈنٹ بہادر

اپنے کام مین مصروف تھے سپاہی و تدبیری مین مصروف تھے بعد دو سال کے
رزیڈنٹ کا قصد ہوا کہ مصاحت ملک اودہ کیجاوے تشخیص حاصل اراضی ملک کی
لیجاوے بادشاہ سے ظاہر کیا کہ واسطے تبدل آب وہوا ارادہ سفر ہے تاکہ دل کو
تفریح رہے کیفیت ملک کی توضیح رہے ملک اودہ مین ہم ہوا کھاوینگے بعد
طے سفر پھر آوینگے یہ بات سنکر بادشاہ نے بخوشی سب سامان سفر مع خیام
ولشکر مہیا تحصہ کیا اسباب سفر موجود کردیا حکیم مسیح الدولہ بہادر بتوسط انگریزی کو
ہمراہ کیا اور حکم دیا کہ جہان لشکر صاحب جانشین دربار کا قیام ہووے رسد رسانی
وسامان سفر سے بہر کیفیت انصرام ہووے غرض کہ صاحب رزیڈنٹ نے لکھنو سے
کوچ کیا دیہات مین ڈیرہ لیا ہر سو سے زمینداران و دیہاتی لوگ آنے لگے
اپنے اپنے حالات سنانے لگے جو مظلوم دربار شاہی تھے اونہون نے عرضیان
دین اور درخواستین گذرانین جس نے زبانی عذر کیا وہ بخوبی سن لیا اگر کسی نے
شکایت ناظم وچکلہ دار کی کی اوسکی فوراً داد دہی اور جس نے سختی جمع کا عرض
حال کیا اوسکا دربار شاہی سے رفع ملال کیا غرض کہ صاحب بہادر بعد چند ماہ
دورہ سے فراغت حاصل کرکے پھر لکھنؤ مین داخل ہوئے مگر اس گردش مین بہت سے نتایج ملک کو حاصل ہوے

کیفیت شک صاحب کلان بہادر

ایک شب کو صاحب کلان بہادر اپنے پلنگ پر سوتے تھے کہ ناگہان ایک آواز بندوق
کی کوٹھی بیلی گارد مین آئی یکایک وحشت چھائی تلنگے ہر جانب سے دوڑے کہ یہ آواز
کہان سے سر ہوئی ہر سمت سے لیو لیو کی خبر ہوئی تلنگون سے استفسار کیا اونہون نے
جواب دیا کہ ایک آدمی مسلح نظر آیا اسکو چند مرتبہ آواز دی نہ بولا تب بندوق سر کی چنانچہ
روشنی لیکر ہر جانب تلاش کیا کوئی نہ ملا از روی سررشتہ پیام کے سلطان عالم کو خبر ہوئی
تعجب گذرا حکم ہوا کہ اسکی تحقیقات کیجاوے مجرم کو سزا دیجاوے ہنگام تحقیقات کے

یہہ ماجرا ظاہر ہوا کہ نالنگہ جو پہرہ پر تھا اوسکے ہاتھہ مین بندوق تھی اوسپر ہاتھہ ٹیک کر
سو گیا بندوق خود بخود چل گئی سر پہ آفت ٹل گئی الا احتیاطاً آیندہ کے لئے حکم ہوا
کہ ہر وہان فوج سلطانی وہان پر چند مقرر ہون استے واسطے جتنی کے بند ہون ارباب
دربار شاہی کو حکم تھا کہ خلاف مرضی صاحب رزیڈنٹ بہادر کوئی کام نہوی منافی اونکے
کچھہ انتظام نہوی جب پرچہ پیام بادشاہ کو آتا تھا فوراً اوسکی تعمیل ہوتی تھی بلکہ انصرام
مین سخت تعجیل ہوتی تھی حتی کہ ایک محکمہ سنیثان متوسلان انگریزی کا ہمیشہ مقرر تھا
صدر امین اوسکا محکمہ جات افسر تھا جو مقدمات متوسلان انگریزی کے دایر ہوتے
تھے اوسکی معرفت خوب تحقیقات ہوکر فیصل ہوتے تھے نظم ونسق چکلہ داران و عامل کا
بدون رای صاحب رزیڈنٹ بہادر کے منظور نہ تھا اور خلاف مشورہ کے کوئی امر کا
دستور نہ تھا الا با انہمہ صاحب بہادر کو ہمیشہ یہ خیال و یہ حالات خیال ایسا رہا کہ وزیر ہمیشہ
ونایب دوسرا مقرر ہوی یہ دستور دانا عاقل نہین وزارت کے قابل نہین الا بادشاہ کو
ایسا امر نہ قبول ہوا صاحب رزیڈنٹ کا ملال طول ہوا اگرچہ ظاہر مین صاف باطن
مین اما وہ مصاف رہے نوبت باین درجہ رسید کہ آمد و رفت نواب کی صاحب
رزیڈنٹ بہادر کے پاس بند ہوئی صفائی کی فکر ہر چند ہوئی مگر کچھہ رفع ملال نہ ہوا
عداوت پر خیال نہ ہوا صاحب رزیڈنٹ کا یہ دستور رہا کہ شکایت بے انتظامی ملک اودہ
سے نواب گورنر جنرل بہادر کو اطلاع دیتے رہے ہر طرح سے فکر انتزاع ملک کی کرتے
رہے باین طور کہ بادشاہ یہان کا بیمار ہے وزیر الممالک کو حبلہ اختیار ہے رعایا
جبر و ظلم سے مظلوم ہے فکر سلطنت معلوم ہے غرض کہ دستخط کے دستہ ان حالات
سے رنگے رہے روز مرہ کیفیت لکھتے رہے رزیڈنٹ کو طول دینا منظور تھا بہر حال
انقلاب کرنا ضرور تھا چنانچہ اسی اثنا مین سلیمن صاحب رزیڈنٹ تبدیل ہوئے بجای
اوٹرم صاحب کی آمد ہوئی سلیمن صاحب کوہ پر روانہ ہوئے یہان بنا کارخانہ ہوا

پھر اوٹرم صاحب بہادر رزیڈنٹ مقرر ہوئے نگرانی کے افسر ہوئے چونکہ پہلا غبار
سلیمن صاحب کا بدستور چلا آتا تھا وہ رفع نہ ہوتا تھا اگرچہ بظاہر اوٹرم صاحب
خیر اندیش تھے مگر باطن میں نیش تھے اوٹرم صاحب بہادر بھی مدام حالات یہاں کے
شکایت آمیز تحریر کرتے رہے موقع پر زبانی بھی تقریر کرتے رہے رفتہ رفتہ یہ مجموعہ
شکایت کا ذخیرہ ہوا اور یہاں بدستور یہ وتیرہ ہوا کہ فکر انجام سے گویا خواب خرگوش تھا
ہر ایک اپنے لطف میں ہمہ آغوش تھا

حالات قصد معرکہ مولوی امیر علی صاحب بابت مسجد ہنومان گڑھی

بادشاہ کو اپنے عہد میں رہس و تماشہ کا شوق رہا خرات سرود و نغمہ کا ذوق رہا
ندیموں سے صحبت رہی محلات سے رغبت رہی کبھی صحبت شعر خوانی کبھی
بحث لفظ و معانی غربا کو انعام دیا امرا کا اعزاز و احترام کیا اکثر داد خواہوں کی
دادرسی مظلوموں کی مراد دی اسی طرح رطب یابس سے نو برس سلطنت کی بہت
عشرت کی کہ نویں سال اودہ فیض آباد سے یہہ خبر آئی کہ درمیان ہندو و مسلمانان کے
جھگڑا ہوا تلوار چلی بابت مسجد ہنومان گڑھی کے لڑائی ہوئی کعبہ بتخانہ کا ہمسر ہو گیا
کعبہ کلیسا ہو گیا بہت اہل اسلام مارے گئے سر اونکے تن سے اوتارے گئے مسجد نجاست سے
آلودہ ہوئی زمین لاشوں سے تودہ ہوئی بحکم ظہیر الدین بابر بادشاہ دہلی مسجد موسومی
جا انتقال سنہ ۹۲۳ ہجری میں جلسراے راجہ رام چند و مطبخ سیتا کا برابر کرکے جو مسجد بنوائی
تھی اور دوسری مسجد محی الدین اورنگزیب عالمگیر بادشاہ نے وہیں تعمیر کرائی تھی
یہہ دونوں مسجدیں بسبب کہنگی کے جا بجا سے شکست ہوئیں انہیں مسجدوں کو بیراگیوں نے
آہستہ آہستہ مٹایا ہے اور مندر و معبد اپنا وہیں بنایا ہے یہی امر باعث فساد ہے ہندو
کو مسلمانوں سے سخت عناد ہے فقط یہہ خبر سنتے ہی بادشاہ نے نواب کو حکم دیا
کہ بہت جلد اسکا تدارک کرو تفرقہ معقول ہو تحقیقات حال میں تامل نہ ہووے خبردار تغافل

نہ ہوئی کہ اس سانحہ کا ہر آن اس سے دل کو نہایت ملال ہے غرض کہ بموجب حکم بادشاہ
کے نواب نے مولوی نہال الدین و مولوی حفیظ الدین کو واسطے تحقیقات و اقعات کے
موقع پر روانہ کیا اور حکم بنام آغا علیخان ناظم جاری ہوا کہ تم بھی مفصل باجرا لکھو بعد تحقیقات
کرو ناظم نے بعد عرصہ دراز لکھا کہ ہمنے بزرگان دیرینہ سال سے دریافت کیا نشان مسجد کا
معلوم نہیں ہوتا ہے مسجد کا وجود معدوم نہیں ہوتا ہے علی ہذا القیاس از جانب مولویان جو
واسطے تحقیق حال گئے تھے کیفیت مناسب پیش ہوئی نواب نے یہ حال بادشاہ کو سنایا
پھر حکم ہوا کہ از سر نو پھر تحقیق کیجاوے کہ یہ معاملہ مذہبی ہے مقدمہ دینی ہے
مگر نواب صاحب کو کیا غرض کہ معاملہ مذہبی کو تحقیق کریں راستی و سختی کی تدقیق کریں
غرض کہ بظاہر اسکا چرچا چند عرصہ رہا باقی رفت و گذشت ہوگیا چونکہ معرکہ قضیہ مذہبی
تھا ہر دیار و جوار میں مشہور ہوا تذکرہ اسکا ورد زبان ہوا اہل اسلام کو رنج و ملال رہا
فکر و تدبیر کا خیال رہا قصبہ امیٹھی بندگی میں ایک درویش باصفا ستودہ اوقات
ثابت قدم طاعت گذار عارف خفی و جلی سید حاجی مولوی امیر الدین علی کہ جنکی ادنی
یہ صفت مشہور ہے کہ جب بیت اللہ کو گئے تھے تو ہر گام پر سجدہ کیا جبہ سجدہ کیا
بقول شخصیکہ مصرعہ این کار از تو آید و مردان چنین کنند * حال معرکہ جنگ و جدل اور
مفصل سنا چہرہ غضب سے لال ہوا نہایت جلال ہوا اور رو کر کہا کہ افسوس
اسلام میں ضعف ہوا کہ زیر حکم کہیں ہر مسلمان ہوا پامال قرآن ہوا حقارت اہل اسلام ہوئی
رونق مذہبی تمام ہوئی یہ دنیا چند روزہ ہے راہ خدا میں جان دینا چاہیے ثمرہ اسکا لینا چاہیے
اہل صحبت نے یہ کلام گوش کیا سبھوں نے جواب دیا کہ انجام اسکا سمجھ لیجئے تب آگے
قدم رکھیے یہ امر بہت دشوار ہے یہ عزم گران بار ہے مولوی صاحب نے فرمایا کہ اب
مجکو زندگی ناگوار ہے خداوند عالم حافظ و مددگار ہے یہ کہکر نماز صبح کی پڑھ کر لکھنؤ
روانہ ہوئے ہمراہ خویش و بیگانہ ہوئے مولوی محمد یوسف و مولوی رحمت اللہ و

ومولوی خادم احمد و مولوی سعد اللہ و مولوی ابو البرکات و مولوی رکن الدین علمای
فرنگی محل سے صلاح کیا سبھون نے جواب دیا کہ مناسب جہاد ہے واجب اجتہاد ہی
بعد مشورہ مولوی صاحب قصبہ امیٹھی کو واپس آئے یہ تذکرہ زبان پر لائے اور زمانہ
بغیر لشکر حاضر ہوا کوئی نہ قاصر ہوا ہر ایک گانون سے لوگ آنے لگے شرکت کے بیڑے
اوٹھانے لگے تمام مرد مسلمان مسلح پیر و جوان جمع ہوئے وقائع نگاران نے بادشاہ کو
خبر دی کہ یہان نو سو آدمی مسلمان دیندار ہین اجل کے طلب گار ہین فساد عظیم برپا ہوا
چاہتا ہے زمانہ دگرگون ہوا چاہتا ہے نواب نے یہ حال لشکر امرای دربار سے
مشورہ کیا باہم مشورہ لیا اس بات پر طے ہوا کہ مولوی صاحب کو یہان بلوا کے
نشیب و فراز دکھلائے غرض کہ نواب نے بشیر الدولہ خواجہ سرا کو طلب کر کے کہا تم
مولوی صاحب سے رسم و راہ ہے مولوی صاحب کو اپنی وساطت سے یہان جلد
بلواؤ یا تم اپنے ساتھ لاؤ چنانچہ بشیر الدولہ نے ایک نامہ بطلب مولوی صاحب بدست
منشی میر حیدر ساکن قصبہ امیٹھی جو ملازم و مشیر خواجہ سرا تھے روانہ کیا منشی صاحب
امیٹھی مین پہونچے مولوی صاحب سے ملاقات کیا اور نامہ دیا غرض کہ کچھ ایسی گفتگو باہمی
ہوئی کہ مع چند ہمراہی مولوی صاحب عازم لکھنؤ ہوئے بشیر الدولہ کے روبرو ہوئے
بشیر الدولہ مولوی صاحب کو دربار مین ساتھ لائے نواب کے پاس آئے مولوی صاحب
نے نواب صاحب سے برسم سلام علیک ادا کیا نواب نے جواب سلام دیا فریقین کے
علما بھی اپنی اپنی کتاب ساتھ لائے اول یہ حرف زبان پر آئے کہ ای مولوی صاحب
حکم خدا و نبی مقبول بموجب آیت اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول اطاعت حاکم کی فرض ہے قصد
جہاد سے باز آیئے کہین نہ جایئے حاکم کو خود اسکی فکر ہے شب و روز اسکا ذکر ہے اگر
اسکے خلاف ہے تو حد شرع سے انحراف ہے سلطنت مین فتنہ و فساد اوٹھنے کا ملاحظہ
برپا ہو جاوے گا مولوی صاحب نے جواب دیا کہ حکم خدا و رسول بدل منظور ہے

سببیت حاکم ضرور ہے اگر حاکم انتقام لے رونق اسلام فسے تو ہمکو قصد سے کیا کام ہم اپنے
کام سے کام ہے بہرحال عدوی دین کی تعزیر ہوئی کہ مسجد شہید سے تعمیر ہوئی الا کچھ اسکی بنیاد
مقرر ہو جاوے حال نیت ظاہر ہو جاوے چنانچہ چند دنون کا وعدہ ہو گیا باہم معاہدہ
ہو گیا مولوی صاحب نواب سے رخصت ہوئے نواب نے خلعت پیش کیا مولوی
صاحب نے جواب صاف دیا کہ ہمکو زر و مال سے دو شالے سے کنارہ ہے خدا کی ذات کا
سہارا ہے مولوی صاحب قصبہ امیٹھی میں واپس آئے فوج لشکر ایمان ہمارا جمع تھے
بدستور مقیم رہے قول و انتظار پر مستقیم رہے مگر اس جماعت دینی سے ہر ایک ہوشیار ہوا
جب تمام زمانہ اقرار ہوا وعدہ معاہدہ و انتظار فوت ہوا مصرع الانتظار اشد الموت ہوا
نواب نے جب وعدہ بھی کچھ پیام نہ بھیجا حرف مطلب بھی ہرگز نام نہ بھیجا تب بعد انقضای
انتظار بسیار مولوی صاحب نے یہ شعر پڑھ کر شعر درین دریای بے پایان درین طوفان
شور افزا ❊ دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا ❊ قصبہ امیٹھی سے بانسی کو کوچ کیا
سب کو پیام دیا کہ ای قوم دیندار مسلمان جسکو فرماتے ہے آدمی جوش ایمان دکھاوے
چنانچہ جابجا سے مسلمان دیندار آنے لگے صفین جمانے لگے صاحب ریذیڈنٹ بہادر لکھنؤ کو
اسکی اطلاع ہوئی کہ مولوی صاحب آمادہ جنگ ہین اس فساد سے تنگ ہین یہ بات سنکر
صاحب بہادر بادشاہ کے پاس گئے شدہ شدہ اسکا تذکرہ آیا ہر طرح کا حال سنایا
کہ اس معاملہ مین جلد فکر ضرور ہے رفع نزاع منظور ہے جب فساد بڑھیگا تو پھر نہ گھٹیگا
شعر سرچشمہ شاید گرفتن بمیل ❊ چو پر شد نشاید گذشتن بپیل ❊ ابھی یہ معرکہ لائق انسداد
ہے ورنہ یہ بیشک باعث فساد ہے پہلے مولوی صاحب کو فہمائش کیجیے اگر نہ مانین تو اور تدبیر کیجیے
بادشاہ نے کہا کہ اگر مسجد کھودی گئی ہے تو اہل ہنود قابل تعزیر ہین اور مسجد لائق تعمیر
اس فرقہ ہنود نے پامال قرآن کیا مسلمانان کو صدمہ دیا حمیت دین سے قصد
جہاد ہے ہر ایک عازم فساد ہے مگر ہم آپکو اختیار دیتے ہین کہ آپ اس آتش کو بطرح

ممکن ہوی سرزد کیجیے جو مناسب ہوی وہ سزا دیجیے ہم کسیکے معین نہین یہ
رسم و آئین نہین صاحب رزیڈنٹ نے جواب دیا کہ ہمکو امور مذہبی مین دخل سرکار کا
نہین ایسے نازک معاملات مین اختیار نہین بادشاہ مالک و ناظم ہین اپنے ملک کے
حاکم ہین بہتر یہہ ہے کہ کشت و خون نہوی حال دگرگون نہوی یہہ کہکر صاحب بہادر
رخصت ہوے نواب حاضر آئے بادشاہ نے یہ چند کلمہ فرمائے کہ اسکی تدبیر کرو
کہ مجاہد لوگ عزم سے کمر کھولین کچھہ نہ بولین سمجھا کر روکو راہ مین ٹوکو اب کہ فوج آیندہ
مولوی صاحب کا نہ ہوی خون ناحق نہ ہوی جب نواب نے یہ حکم سنا فوج کو
حکم دیا کہ ابھی جاوے اگر بن پڑے تو مولوی صاحب کو مع فوج لے آوے چنانچہ
اہالیان فوج کو یہ حکم قطعی نواب کا ملا مسلمانون کا دل ہلا سب نے کہا کہ کیا یہ
مسلمان نہین ہین پاس و ایمان نہین ہین مگر عقل نے سبکو جواب دیا کہ یہ بات
بیجا نہین فرمائی ہی ایسی سلف سے چلی آئی ہے غرض کہ فوج سوار و پیادہ پانسو کو
راہی ہوئے فوج شاہی بارہ ہزار ہر ایک مسلح و تیار سرداران لشکر شاہی مولوی صاحب
کے پاس حاضر آئے آداب بجا لائے حکم نواب کا سنایا کہ پہلے حکم سمجھانے کا ہے
ورنہ موقع گرفتار کر لانے کا ہے مناسب ہے کہ کمر کھولیے کچھہ نہ بولیے حاکم وقت
کچھہ زور چلتا نہین تکرار سے مطلب نکلتا نہین مولوی صاحب نے صاف جواب دیا
کہ کیا بکتے ہو اگر خطا ہو تو قید کرو سزا دو ہمکو حاکم سے سرکشی نہین منظور ہے مطلب اپنا
اغیار بدکار سے ضرور ہے اگر نواب صاحب اپنا ہی وعدہ کرتے تو کیون لڑتے افواج
نے قسم کھا کر کہا کہ ہم کچھہ دنون کا وعدہ کرتے ہین اور درمیان مین حلف دیتے ہین کہ ایک ماہ
آپ اور تامل کیجیے اس عرصہ مین مسجدین جاوی گی بنا ہو فساد مٹ جاوی گی اور اگر اس عرصہ
مین مسجد تیار نہ ہوی تو آپ کو قصد جہاد کا اختیار ہے فی الحال عزم بیکار ہے مولوی صاحب
نے پھر وعدہ سنکر قبول کیا یہ بات نواب صاحب سے لوگون نے کہا کہ ہمنے فہمایش

مولوی صاحب سے وعدہ کیا ہے روک لیا ہے اگر یہ اقرار ٹل جاوے گا تو بہتر ہوگا
نواب نے حکم دیا کہ علمای مذہب فریقین سے ایک ایک استفتا لکھایا جاوے دریافت حال کیا جاوے

مضمون استفتای مذہب اثنای عشری

ما قولکم فی ہذہ المسئلہ کہ در مسجد اہل اسلام مقیم بودند در حالت نماز گروہی از اہل کفر و عبدہ
اصنام یورش کردہ اہل اسلام را کشتند کہ مسجد از خون آنہا مملو شد و کفار در مسجد بول کردند
و کلام اللہ را پارہ پارہ کردہ زیر پای خود انداختند و دیگر بے ادبی ہا آن ساختند و جمعی عظیم
مجتمع شدند کہ ہر کس را از اہل اسلام یابند بکشند مسلمانان سکنای آن مقام بخوف جان و
آبروی خود جلای وطن شدند پس محاربہ باچنین کفار مسلمانان را فرض است یا نہ و کسانیکہ
برای جنگ ہنود چنین آمادہ می روند رفتن ایشان عند الشرع جائز است یا نہ فقط

جواب

بپناہ خدای عزوجل از شر کفار بر حکام اسلام تدارک این مہام و از اہل اسلام ایمان دفع شر کفرہ
لئام لازم است بدون مشارکت حکام عصر و معاونت حکام معروف با حاکم شرع تدارک چنین امور ندارد واللہ اعلم

سوال مذہب اثنای عشری

کیا فرماتے ہیں علمای اثنای عشری اس مسئلہ میں کہ بعض اہل اسلام کو گمان ہے
کہ آگے مسجد ہنومان گڑھی میں تھی اور اب تک بت بھی وہاں ہیں اور سیکڑون برس سے
بنای مسجد ثابت نہیں ہوتی اب مسلمان دعوی مسجد کرتے ہیں مگر سلطان عہد چاہتا ہے
کہ فساد زیادہ نہو اور مسلمان قصد جہاد نکریں مقتضای عدالت جو کچھ تحقیق ہوگا حکم
دیا جاوے لیکن چند رعیت تعمیل حکم سلطان نہیں کرتے ہیں ایسے میں حکم شرع شریف کیا ہے

جواب

اس صورت میں تو حکم جہاد کا نہیں ہے لیکن حاکم وقت کو بنانا مسجد کا بعد تحقیقات ہنود کو انکار ہو سکتا ہے

سوال

ما قولکم ایها العلماء رحمکم الله تعالی که وقت هجوم کفار مشرکین بر مسلمانان و هدم مسجد
و انداختن مصاحف مجید در نجاست و اقتحاب خون خوک بر در مسجد و قتل مسلمانان
و دیگر امور هتک اسلام و اهل اسلام حاکم اسلام را بدین صورت بر مسلمانان قتل و قمع ایشان واجب است یا نه

جواب

حاکم عصر را بمتابعت حاکم شرع دفع شر کفار از اهل ایمان و اسلام و اجرای حدود
بر محاربین مشرکین و قصاص خون مسلمانان واجب است و الله یعلم الغیب کتبه سید محمد مجتهد

سوال مذهب اثنا عشری

ما قول العلماء اندرینصورت که شخصی سنی المذهب و طریقه صوفیه دارد و برای انتقام و ادب
با کلام مجید و انهدام مسجد شریف و کشته شدن مسلمانان از دست کفار برای جهاد
کمر بسته و بادشاه که اثنا عشری است بجهت خوف فساد و حاکم بالادست مجبور شده
مانع می شود و الحال مسلمانان اثنا عشری را از اعانت و تعظیم و تکریم شخص مذکور باوجود مخالفت
ملت و مذهب جائز است یا نه

جواب

من اکرمه فقد اکرم الله و من اهانه فقد اهان الله فقط کتبه سید محمد

استفتای علمای اهل سنت و جماعت

چه می فرمایند علمای دین اندرینصورت که اهل اسلام باوجودی آنکه مغلوب و مسجد کنند بوده
شامل [illegible] اندر اجماع عزیمت جهاد می دارند بادشاه
[illegible] ثبوت و رفع حجت طرفتانی می فرمایند و صلاحیت
از هجوم عزیمت که [illegible] اسلام است می نماید درینصورت تعمیل امر
سلطان فسخ عزیمت می باید یا نه فقط

جواب

تعمیل امر سلطان و فسخ عزیمت می باید

سوال

ایلمای اہل سنت چہ می فرمایند علمای دین اندرین صورت کہ مولوی امیرالدین علی
بانتقام بے ادبی با کلام مجید و انہدام مسجد شریف و کشتہ شدن مسلمانان از دست کفار
بموجب احکام علما و احادیث نبوی و احکام آیات کلام مجید کمر ہمت برای جہاد بستہ
راہی ہنومان گڑہی ہست و فوج شاہی ممانعت می نماید مولوی ممدوح کہ بجوش حمیت دین
وعدہ جانثاری بجناب باری نمودہ فسخ عزیمت آن نمی سازد و بادشاہ بسبب فساد حاکم
بالادست مجبور شدہ براہ مصالحت چند ایام می فرماید درین حال اگر مولوی موصوف
کوچ سازد و مقابلہ و مجادلہ از مجاہدان و افواج سلطانی بوقوع آید پس مرگ مسلمانان
طرفین چگونہ خواہد شد فقط

جواب

درین حال جماعہ مولوی امیرالدین علی را قتل روا نیست بلکہ در نہی قولہ تعالی ولا تلقوا
بایدیکم الی التہلکۃ داخل شدن ہست کذا فی العالمگیریہ و ہرکہ مرتکب منہی عنہ خواہد شد صلا
مثاب نخواہد گردید واللہ اعلم کتبہ محمد سعد اللہ فی الواقع فسخ عزیمت می باید و شہادت
دغدغہ ہست کتبہ محمد یوسف صحیح الجواب کتبہ [illegible] صحیح الجواب کتبہ محمد عبداللہ

روانہ ہونا مولوی امیر علی صاحب کا بستی و دریاباد کو

جب نواب کو یہ احکام استفتاہای علمای فریقین کے حسب دلخواہ حاصل ہوئے بیش
تر وہ اطمینان کامل ہوئے اضطراب دل [illegible] ہوئے قصد اعانت اسلام خاطر سے
کافور ہوئے ایدہر مولوی صاحب کو ایک ماہ کامل در انتظار جواب ثانی کا قرار [illegible]
مجبوری فوج اسلام کے کوچ کا ارادہ ہوا ایک [illegible] چلنے کا ارادہ ہوا افسران فوج نے
مولوی صاحب سے کہا کہ وعدہ تمام ہوا [illegible] انجام ہوا کسی کو کہتے

اب ہم نتھے ہین سگ کچھ کہانا مانگیگے یہ کہکر اشتر پر سوار ہوئے ہمراہ مسلمان دو چار ہزار
فوج شاہی ہمراہ کہاٹ مین تھی مگر غنان ادب ہاتھہ مین تھی الغرض دریاباد مین داخل ہوئے
وہان بھی بہت شامل ہوئے فوج مسلمان کی سلاح خفیہ رکھکر لائے سب طرح سے حاضر
رہے لکھنو سے چند لوگ پھر واسطے فہمایش کے پہونچے کہ سمجھاکر پھیر لاوین طمع مال و زر
دکھلاوین چنانچہ ہر طرح سے طمع جاگیر و مال دی مگر کچھہ پذیرا نہوئی مولوی صاحب نے
فرمایا کہ پرواہ مال و دولت نہین بجز مرگ اور کچھہ حسرت نہین مجتہد العصر نے بھی ایکنامہ تحریر کیا تھا اور بھیجا

نامہ مجتہد العصر بنام مولوی صاحب

ای رونق دین رسالت و ای الحمد آرائین شریعت مصباح راہ شرع و دین اس جرات
و ہمت پر ہزار آفرین آپ نے وہ کام کیا جو کوئی نہین کرسکتا ہے رستم دلون سے بھی
نہین ہوسکتا ہے اس جگہہ پر جسکے ثابت قدم رہین اوسکو تائید غیبی و مدد لاریبی ہین
الا یہ امر رای حاکم سے خلاف ہے قصد جانب مصاف ہے کہ کہونے مین حقارت
نہین واپس آنا خلاف عبارت نہین برسم محبت یہ نامہ تحریر کیا اور بمقتضای مراسم
الفت تسطیر کیا والسلام ذوالاکرام

جواب

خط مجتہد العصر کا مولوی صاحب نے پڑھکر یہ جواب لکھا کہ ای مہر دین رسالت آپ
تجلی بخش مہر و محراب حق آگاہ خضر راہ مومنین پیرو شریعت خاتم المرسلین براہ الطاف
آپنے جو نامہ لکھا ادای شکریہ کرتا ہون اور یہ لکھتا ہون کہ مین کیونکر پھیرون نقاضا
مرگ سے لاچار ہون راہ حق مین جو چیز فدا کی جاتی ہے وہ کب واپس لی جاتی ہے
واسطے جان نثاری کے جو اقرار ہے اسواسطے اپنے دوش پر یہ سر گرانبار ہے باقی الاسرار
علاوہ برین اہالیان فوج شاہی نے دست بستہ مولوی صاحب سے تسلیم کیا اور عرض
کچھ تفہیم کیا کہ آپ اس ارادہ سے باز آوین آگے نہ جاوین جلدی اور توقف کیجیے اپنے

غصہ و غضب سے امان دیجیے ہم لوگ گرفتار آفت ہیں مبتلائے قہر و ملامت ہیں
اگر آپ سے لڑتے ہیں تو ایمان میں خلل آتا ہے اور نہ لڑیں تو رزق میں بل آتا ہے
بقول شخصیکہ مصرع کوئی مشکل ورنہ کوئی مشکل ہے اگر دو ماہ اور ٹھہر جایئے اسقدر ہم پر احسان
فرمائیے کوئی راہ جب تک نکل آویگی ہم سب بھی چلے جاوینگے تب مولوی صاحب نے جواب دیا کہ ہمکو
قول آپکا منظور ہے جہاں آپ کہیں توقف کریں مگر افسران فوج مہر اپنی ثبت کریں
وعدہ لکھی دیں کہ پھر بعد انقضائے وعدہ ہم نہ روکیں گے عزم آیندہ کو نہ ٹوکیں گے
سبھوں نے جواب دیا کہ آپ کے حکم سے باہر کوئی خادم نہیں الا یہ حکم حاکم نہیں جب
نواب کو یہ بات معلوم ہوئی کہ مولوی صاحب نہیں مانتے ہیں اور وہ کوچ کیا چاہتے ہیں چنانچہ
انہیں مفتیان کو بلا کر حکم ہوا کہ تم پیشوائے اہل سنت ہو ہمراہ جماعت ہو وہاں جا کر
ایسا وعظ کہو کہ جماعت سب پریشان ہو جاوے مجمع متفرق و ہراسان ہو جاوے
یہ چار مفتی روانہ ہوئے اور پھر مولوی صاحب کو اس حال سے اطلاع ہوئی تب
مولوی صاحب نے ایک شخص کو بھیجا اور مفتیان کو پیام دیا کہ اگر آپ برائے جہاد
آتے ہیں تو بسر و چشم آئیے اور اگر تفریق جماعت منظور ہو تو تشریف لیجائیے
میں ملاقات سے باز آیا مفتیوں نے یہ بات سنی اور ایک مقام پر ٹھہرے اذان دی
اور نماز پڑھی اوس جماعت نماز میں مجاہدین بھی آئے نماز ادا کیا مفتیوں نے وعظ
کہنا شروع کیا کہ ہم چار عالم ایک ہیں عالم میں نیک ہیں ایک شخص کے قول کا کیا اعتبار ہے
بات وہ ٹھیک ہے جو کثرت رائے پر مدار ہے یہ قصد مولوی صاحب کا بادشاہ وقت
خلاف ہے حکم خدا سے اونکو انحراف ہے امر خدا و رسول یہی ہے کہ اطاعت حاکم
کی کرو خلاف حکم جو لڑائی ہے تو شہادت میں دغدغہ ہے عبث لوگ اپنا جان کھوتے
ہیں پریشان و برباد ہوتے ہیں غرضکہ وعظ نے یہ اثر دکھایا کہ لوگوں کے دل سے
اعتقاد اوٹھایا لوگوں نے بیعتیں تنکے کی سی توڑ کے اپنے اپنے گھر کی راہیں لیں الا جو ثابت قدم

نصرت جماعت سے کم گئے مولوی صاحب دریاباد مین بیس روز تک مقیم رہے مگر کہیں نہ گئے اس عرصہ مین بادشاہ کو ایک عرضیہ لکھا کہ اطلاع آخر کو ضرور ہے اسمین یہ لکھا کہ تحریر کر

عرضداشت بحضور بادشاہ

اے خدیو جہاندار گیتی ستان مالک بارگاہ فلک آستان پناہ جہان فریدون حشم گوہر تاج کسری ورد اکلیل جم سر براہ خدا دیتا ہون حرص دنیا چھوڑتا ہون غرض میری قتل کفار سے ہے نہ مجکو کوئی عذر سرکار سے ہے اگر میرا سر مطلوب ہے تو حاضر ہون یہی خوب ہے غم جان نہین صدمہ سر نہین یہ فدوی اطاعت سے باہر نہین خاطر جمع عام واسطے انتقام کفار کے جمع ہے اور جماعت کفار بھی وہان مجتمع ہے ایک ہم مین نزاع ہاستمین اگر بادشاہ کی جانب سے تائید ہوئی تو کیا بعید ہوئی اور اگر آپکو یہ منظور نہین تو روکنا بھی ضرور نہین عمامہ میرا بجای سر آپکی خدمتمین پہونچتا ہے جو مناسب ہے وہ کیجیے حکم سے اطلاع

جانا بارلو صاحب کا جانب جماعت اسلام و معرکہ قتل مولوی صاحب

عرضیہ مولویصاحب کا سر بمہر روانہ در دولت شاہی ہوا اور ساتھہ اوسکے ایک عمامہ بھی ارسال بارگاہ ظل الٰہی ہوا نامہ بر دربار مین پہونچا مگر اسکی نوبت بھی نہین آئی کہ وہ نامہ بادشاہ تک پہونچ جاوے اور ملاحظہ مین آوے دربار مین یہ بھی کسی نے نہ پوچھا کہ کون آیا اور کیا نامہ لایا شاید اگر بادشاہ نے کبھی یاد کیا تو یہ کہدیا کہ مجاہد لوگ برگشتہ درگاہ ہین منحرف بادشاہ سے ہین برای نام جواب خط کا یہ حاصل ہوا کہ مجاہد لوگ گھر بیٹھین ایسی شکل نکل آوے گی ورنہ بڑا پیچ پڑے گا بجای عمامہ کے سر آویگا اودہر تو یہ نامہ روانہ ہوا یہان بارلو کو یہ حکم شاہانہ ہوا کہ تم فوج لیکر فوراً جاؤ اگر کہنا نہ مانین تو مولوی صاحب کو نشانہ اجل بناؤ معرکہ جنگ دکھاؤ چنانچہ اور اہالیان فوج کے نام حکم جاری ہوا کہ سب فوج بارلو صاحب کی اطاعت کرے تعمیل حکم مین سماعت کرے بارلو آیا فوج کو حکم سنایا یا مولوی صاحب کو سمجھایا ہوا کہ جب فرنگی افسر ہوا تو حال ظاہر ہوا مولوی صاحب نے

فوج اسلام سے ارشاد کیا کہ شبکو نماز عشا پڑھکر سو رہو سحرگاہ اپنا اس مقام سے
کوچ ہے مصرعہ هر چه باداباد ما کشتی در آب انداختیم غرض کہ تاریخ ۲۶ ماہ صفر سنہ ۱۲۴۶
روز چہارشنبہ مولوی صاحب نے دریا پار سے لشکر اور کوچ کیا فوج اسلام کا یوں
انتظام ہوا کہ مجاہدین کے چار غول ہوئے ایک غول کو آگے بڑھنے کی اجازت دی ایک فوج
سے دوسرے کو رخصت دی تیسرے غول کو ساتھ لیکر آگے بڑھے چوتھے غول کو
کہا کہ یہاں ٹھہرے جب ہم آگے جاویں تو یہ غول بڑھے روایت صحیح ہے کہ بندوقچی پیادہ تھا
گھوڑہ پہ سوار ہوئے فوج اسلام سے دوچار ہوئے الہام سے یہ مصرعہ زبان پر آیا
مصرعہ بمیدان کفن بر دوش دارم اب بیان قدرت خدا دیکھو باوجودی شب تار
کہ فوج شاہی کو باوجود ہوشیاری اور گشت روند کے اسقدر غفلت ہوئی کہ لشکر
روانگی لشکر اسلام سے مطلق خبر نہ ہوئی جب یار لوگ خواب غفلت سے چونکا خبر کوچ کی
ہوش جاتے رہے اس اختر رونہ بے ساختہ ہوا شیخ حسین علی نایب احمد نواب علیخان
سے کہا کہ یہی وقت عیاری و کارگذاری کا ہے غافل مت ہو اگر یہ لشکر پوری پہنچا تو جانو سب
پہنچا پھر اگر فوج ممالک محروسہ کی فراہم ہوگی تو یہ یورش نہ تھم ہوگی برای خدا جلد جاؤ
مولوی صاحب کے غول کو مقام پر ٹھہراؤ ہم ایک دم میں آوینگے فوراً اور کہیو
مولوی صاحب کو ہماری بات پر اعتبار ہے ہر طرح کا ڈر ہے ٹھہر جاوینگے ہم اپنا
کام بنا دینگے شیخ صاحب بطور باد صرصر مثل شہاب ثاقب گھوڑہ اوٹھایا اور جا پہنچے
اور اس پار مولوی صاحب کے غول کو ٹھہرایا ساتھ ہی یار لوگ مع آتش خانہ آیا شیخ صاحب
نے مولوی صاحب کو باتوں میں لگایا ادہر یار لوگ نے موقع سے توپوں کو جمایا شیخ صاحب نا
فرصت کیا دی مولوی صاحب سے کہا کہ آپ دو دن یہیں دو چار روز قیام کریں
خواستہ ایزدی ہے تو بے جنگ جدل مسجد بن جاوے گی بندگان خدا پر آنچ نہ آوے گی یہ
کلیہ بیکاری نہ فرما ویتہ یہ کہکر شیخ صاحب روانہ ہوئے ادہر فوج اسلام کا

یہ حال کہ اول تو بعض بے سامان دوم دو دن کے بھوکے پریشان سوم تنزل کو بھلے
باندھے کمرین باندھے چارم شہادت کا وعدہ سب سے بڑھ کر تھا اسی نقش و پنج مین
سارا لشکر اسلام لڑنے کا کون سرانجام تھا سچ یہ ہے کہ بڑی جرات تھی اور بعض غیرت
حمیت تھی قضا را لشکر اسلام سب بہنائی شیخ صاحب اوس ٹیکرے کے پار پہونچا
بارلو کے منہ سے نکلا خیر مسلمانون نے کہا خیر مرضی مولی از ہمہ اولی غرضکہ مسلمان
گولہ اندازان فوج شاہی نے چھرا بھر دیا کمال ہشیاری سے توپون کو اونچا کر دیا دو چار
ضرب توپ یا ہوائی سر کین مگر فوج اسلام کی اپنے مقام سے نہ سرکی اگرچہ عالم حیوان بار
ہو الیکن خالی وار ہو اقضا کے کارخانے موت کے بہانے دیکھئے جب مرگ کا وقت آتا ہے
اوسکا ویسا ہی سامان ہو جاتا ہے بقول شخصیکہ مصرعہ قضا تو نوشتہ بہانہ بیشتر پہلی ہی ضرب سامان بار
مثل مشہور ہے کہ سوا الٰہی اسپ جنازہ روان توپ کی آواز سے گھوڑہ مولوی صاحب کا
بھڑکا اول سب کا وہ بڑکا زین سے مولوی صاحب گرے صدمہ ایسا ہوا کہ دو دانت آگے
ٹوٹے لوگون کے رنج چھوٹے مگر شجاعت مین بے مثال تھے ہمت خدا داد تھی جنگ جیسی
تھی ویسی ہی جو مین ہوئی اور بارلو صاحب نے وہین لگائی دور سے حکمت گولہ اندازی
دیکھی ہوا کی طرح گھوڑہ پھینکا نزدیک پہونچا جاتے ہی کیچ سے اوس گولہ انداز کو مارا اوس
[illegible] سر کیا کیچ کا جواب دیا پھر وہ گولہ انداز تلوار سے خوب لڑا سب لوگون کو
ایسا پھر اپھر گولہ اندازی کرنے لگا خون سے ہاتھ بھرنے لگا مولوی صاحب نے کہا
کہ اب تو آغاز ہو چکا ہے اب مقام حجت باقی نہ رہا لشکر اسلام نے بھی تلوارین ہاتھ مین لین
سینہ سپر ہو کر جا پہونچے خوب گھمسان رہا معرکہ کا میدان رہا کشتون کے انبار ہو گئے
معرکہ آرائی کا زمانہ بھی سے اوس وقت کچھ ایسی فوج اسلام پا پیدا ہوئی کہ فوج شاہی کو جابری
دشوار ہوئی کمپنی کی کمپنی کٹ گئین سامنے سے ہٹ گئین مگر بارلو کی یہ طرفہ تدبیر تھی یہ تدبیر بھی
اقتضائے تقدیر تھی کمین گاہ سے فوج لگا رکھی تھی وہان سے نشانہ تاک کر توپ سر کی فوج آ

زیر و زبر کی پہلا چھرہ بارود مولوی صاحب کے پڑا پار ہوگیا تیر قضا تھا کہ دوسرا رہو گیا خون کے
فوارے جاری ہوئے لڑائی سے سرپرست ہاتھ عاری ہوئے اوس پر بڑا معرکہ عظیم ہوا
فوج شاہی کا حال سقیم ہوا اور چار گھڑی لڑائی رہی خوب صف آرائی رہی مارے میدان کا
کون سا سنا کرتا ہی مقابلہ دشوار ہو جاتا ہی اور سپہر بھی یہ طرفہ تھا کہ شیر سجاد سنگھ تعلقدار
کیارو شاکر سنگھ سیلی نے جو کمین گاہ مین تھے پشت پر راہ مین تھے پیچھے سے آکر گھیر لیا
معرکہ عظیم کیا فوج اسلام کی لڑائی بگڑ گئی اوسوقت ایسی تلوار چلی کہ زمین ہلی عجیب معرکہ رستخیز
تھا اذا زلزلت [illegible] تھا اذا السماء انفطرت کا ظہور ہوا اذا الکواکب انتثرت کا نشور ہوا مولوی صاحب
بعد معرکہ جنگ و جدال اسواسطے ادائے فرض نماز ظہر کے زمین پر آئے فرض سے فارغ ہوئے تھے یا نہ
کہ ایک شخص نے سر بدن سے جدا کیا جان نذر خدا کیا لڑائی تمام ہوئی یہ خبر مشہور عام ہوئی
سنتے مین کہ ایک سو انیس آدمی ہمراہ مولوی صاحب کے شہید ہوئے راہ خدا مین
شہید ہوئے سر مولوی صاحب کا شام کو روانہ دربار شاہی ہوا مفصل حال ابلاغ بارگاہ
جہان پناہی ہوا اور صدہا کس فوج شاہی سے ہلاک ہوئے ہزارہا زخمناک ہوئے یہ سانحہ
بھی نمونہ معرکہ کربلا کا کچھ تعجب نہین مشہور ہے کہ جب سر مولوی صاحب کا لکھنؤ گیا
پھر معلوم نہین ہوا کہ وہان سے کہان بھیجا گیا اور کیا ہوا لاش مولوی صاحب کی
متصل میدان شجاع گنج مین دفن ہوئی اور حوالی اوسی مزار مین اور کشتگان راہ خدا کے
مرقد بنا دیے نشانات لگا دیے بہلے والے زمینداران کو ہزار آفرین کہ اونہون نے لاشہاے شہیدان
دفن کروا دین خوف خدا کرکے قبرین بنا دین ورنہ گور و کفن کا کون سامان تھا ایسی حیثیت کا
کسکو دھیان تھا سنا ہی کہ اس معرکہ مین دو عورتین بھی بعد معرکہ نمایان شہید ہوئین لائق
تحسین و مزید [illegible] ہے شعر نہ ہر زن زن ست و نہ ہر مرد مرد * خدا پنج انگشت یکسان نکرد
[illegible] چو معرکہ [illegible] تاریخی وقت شہادت کے مولوی صاحب نے الہام غیبی سے کہا تھا یعنی
سر میدان کفن بردوش دارم * اسکا قطعہ تاریخ منشی ظہیر الدین بلگرامی نے موزون کیا ہی [illegible]

سے خبر دی کہ ابھی جلد بھیجیے تدبیر معقول کیجیے وزیر کو اس راز سے بخوبی آگاہی تھی لیکن
مگر مطلقا بادشاہ کو خبر نہ دی بلکہ ایک شخص خیرخواہ دولت نے اطلاع اس فساد کی کلکتہ سے
نواب کو پاس آیا سب ماجرا سنایا اوس وقت نواب صاحب شغل شطرنج میں
مشغول تھے شبانہ روز یہی شوق معمول تھے خبر بھی نہ سنی کہ کون آیا اور کیا پیام لایا
اتفاقا ایک مخبر بادشاہ کے پاس بھی آئی خط پڑھ کر نہایت تشویش ہوئی نواب کو بلا کر
یہ سب حالات سنائے گئے نواب نے جواب دیا کہ میں پہلے سے اسکی خبر رکھتا ہوں کسی طرح سے
درگذر نہیں میں نے اسکی تحقیقات کی ہے یہ خبر محض غلط ہے معقول نہیں فکر و تردد فضول ہے جانے دیجئے
حضور اس کا جو جس طرح کا ذمہ دار ہے ہرزہ گویان کا انسداد کیا ہے بہ رعیت اسکا نہ ہو سکا
گیا ہے شہر میں منادی ہو کہ کوئی اسکا تذکرہ نکرے یہ خیال اپنے دل میں سے باہر ہے باقی شاہ
کو یہ حال سنکر رنج و ملال دور ہوا شغل نشاط و عیش پر مشغول ہوا مگر اس حال سے خبر نہ تھی
کہ اسکا کیا انجام ہے تردد کا مقام ہے بعد معرکہ قتل مولوی امیر علی صاحب تو آراء
سلطنت کا حال نواب نے گوش گذار کیا عقل فراموش کیا ایک روز نواب نے تماشا
میں بحالت تردد و ہراس کے ایک شخص باتدبیر سے کہا کہ دیوان حافظ میں فال دیکھو
اونکا استعمال دیکھ چنانچہ دیوان خواجہ حافظ میں یہ شعر بطور فال نکلا کیا خوب یہ مضمون
فال نکلا فال دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را ٭ چندان امان نداد کہ شب را سحر کند

فرمان ملکہ معظمہ بنام گورنر جنرل صادر

ایک حکم ملکہ معظمہ کا بنام گورنر صادر ہوا کہ اچھا اگر بادشاہ ملک دینا منظور نہیں ہے تو ہمکو
ملک لینا بہر طور منظور ہے تنخواہ بادشاہ کی مقرر کی جاوے یہ حکم ناہموار ہی دی جاوے
عدو دولت سلطنت سنکر خوش و خورم ہوئے ہوا خواہ ملول و پرغم ہوئے یہ خبر طرفۃ العین میں
مشہور خاص و عام ہوئی خلقت خدا اس حال سے ناکام ہوئی گورنر نے حکم دیا کہ جس دور
سے کانپور میں اول فوج آوے لام باندھا جاوے غرض کہ فوج دور و نزدیک کانپور میں آ گئی

بادل سی چھا گئی گورنر نے اوٹرم صاحب کو حاکم رزیڈنٹی لکھنو کا دیا واسطے انتظام کی رخصت کیا
آنا اوٹرم صاحب کا پاس بادشاہ کے اور سنانا حکم ضبطی ملک کا
اوسوقت لکھنو مین عجیب حال تھا تزلزل کمال تھا یکایک خبر آمد اوٹرم صاحب کی لکھنو مین
مشہور ہوئی بادشاہ کو فکر ضرور ہوئی کہ واسطے استقبال صاحب رزیڈنٹ بہادر کے جانا چاہیے
حسب دستور سابق لانا چاہیے غرض کہ نواب صاحب دروازہ چار باغ تک پہونچے کہ دیکھا
صاحب بہادر اوس باغ مین داخل ہوئے استراحت پر مائل ہوئے نواب صاحب سے
ملاقات ہوئی ادای مراسم مدارات ہوئی وہان سے اپنی کوٹھی خاص مین آکر نواب سے
یہ کلمات زبان پر لائے کہ شاہ لندن کا حکم آیا ہے کہ سوا لاکھ روپیہ ماہوار ہی بادشاہ کو دیا جاوے
اور سب ملک لیا جاوے اب بادشاہ تنخواہ لیا کرین دن رات جشن کیا کرین ہم آپ
انتظام ملک کا کرین گے اسکا بار اپنے ذمہ دہرین گے فوج شاہی موقوف کی جاویگی تنخواہ دی
جاویگی اب آپکو کیا پروا ہے کرو کہ فوج انگریزی کی آمد ہے رسد رسانی کا انتظام کرو جلد و بست
سے انصرام کرو جب یہ خبر نواب نے سنی ہوش باختہ ہوا اسی بے ساختہ ہوکر دل خون
ہوکر سرنگون ہوا خون دل زار رنج و غم افزون ہوا اور کسی کا نہ خیال ہوا اپنی وزارت کا ملال ہوا
کہ دیکھو کسطور سے عزت رہے زمانہ کیا رنگ کھاوے کون کس طرح سے پیش آوے غرض کہ
صاحب بہادر سے نواب رخصت ہوکر بادشاہ کے پاس آئے گریان و پریشان سب حالات تازہ
سنائے کہ پیر و مرشد غضب ہو گیا ملک آپکا ضبط ہو گیا سلطنت پر آج زوال آیا ہم لوگون پر
وبال آیا تنخواہ آپکی مقرر ہوئی سلطنت ابتر ہوئی شاہ انگلستان کا حکم ہے کہ بادشاہ ایک
مکان کو پسند کرین مع چند محلات اوسمین رہین یہ حال سنتے ہی بادشاہ کو سخت قلق ہوا
رنگ چہرہ کا فق ہوا گریہ وزاری ہونے لگا دریای اشک جاری ہونے لگا زمانہ مین یہ خبر
پہونچی کہ بادشاہ مصروف آہ و فغان ہین سراسیمہ و حیران ہین تمام محلات شاہی پریشان
ہوکر وہ سب غمناک ہوئے حال بادشاہ کا دیکھکر سینہ چاک ہوئے بادشاہ نے فرمایا

سرکار جناب عالیہ یعنی والدہ ماجدہ کو لاؤ مرزا سکندر حشمت جرنیل صاحب کو بلاؤ چنانچہ جناب عالیہ
آئیں اور جرنیل صاحب فی الفور پہنچے کوئی اشک بہا ہم بہانے لگا کوئی خبر پیہم منگانے لگا
غرض کہ بادشاہ نے بکمال یاس حسرت فرمایا کہ ریاست تباہ ہوئی برباد و سیاہ ہوئی اسکا
گھر کا خاتمہ ہوا البتہ یار کا لازم ہوا اگر بے ریاست کے زندگی ہوئی تو بیکار ہو جائے شوق
ہو کچھ تخت و تاج دیں یا پہلے معرکہ جنگ کا نام لیں ہمت تو تھا ہی ہمت و جرأت بھی ہے
کر لیں آئندہ جو کچھ کریں نواب نے یہ صلاح دی کہ مناسب جنگ و جدال نہیں
اس سے بہتر کوئی چال نہیں یہ مقام ایسا ہے کہ فی الحال صبر کیجیے ملک اسکا انکو دیجیے نواب نے
یہ کہا کہ صاحب رزیڈنٹ کی یہ رائے ہے کہ فوج کنیر کا پور سے آتی ہے کوئی شخص اہلکار
شاہی واسطے ہمراہی سامان رسد وغیرہ کے بھیجا جاوے جلد تعینات کیا جاوے کہ
چنانچہ بادشاہ نے حکم دیا کہ جو شخص وہاں جاوے صلاح مردان فوج کے بیان کہ جاوے
غرضکہ حسب الحکم شاہی راجہ جی لال سنگھ بہادر نصرت جنگ اپنے غالب جنگ واسطے
انصرام اس کام کے روانہ ہوا مغموم سارا زمانہ ہوا شہر میں عجیب کہرام تھا گویا کہ
محرم الحرام تھا امرائے شہر رئیسان عصر عزیزان بادشاہ ندیمان خیر خواہ سب حاضر ہو کے
حالات سے ماہر ہوئے ازان جملہ منور الدولہ احمد علیخان و امین الدولہ امداد حسین خان
وزیران سابق و مرزا علی علیخان عم بادشاہ سب فراہم آئے ساتھ ہو کر باہم تو بادشاہ نے
اپنی صلاح سے سب کو آگاہ کیا سبھوں نے جواب دیا کہ حضور نے یہ رائے مناسب
تجویز کی ہے صلاح معقول وہی ہے مقابلہ لڑائی کا سراسر خلاف ہے موقع بجا ہے صاف
ہو اسمیں آئندہ کو گنجائش گفتگو نہیں حالت جست و جو نہیں غرضکہ یہ باتیں دربار میں
تھیں عجیب مصیبتیں خاص بازار میں تھیں مسیح الدولہ متوسط شاہی صاحب رزیڈنٹ بہادر
کے پاس گئے کہ حالات مفصل لاویں کیفیت تازہ وہاں کی سناویں فقط

آنا صاحب کلان بہادر کا پاس بادشاہ کے

قیصر کے ریذیڈنٹ صاحب بہادر مع چند مصاحبان خاص بارگاہ سلطانی میں اُسکے
تسلیم سلام بجا لائے پس پردہ جناب عالیہ یعنی والدہ بادشاہ و نیز خاص محلات
بھی نشستہ تھیں اولاً جناب عالیہ نے ریذیڈنٹ سے یہ کہا کہ کیا خطا ثابت ہماری ہوئی
اندیشہ ہی ناگہانی طاری ہوئی ہمیشہ سے ہم اطاعت بجا لائے ہیں جو کہا ہے اوسکے
پیش آتے ہیں کوئی امر خلاف نہیں ہوا کسی طرح سے انحراف نہیں ہوا ہے اگر کام وزیر کا
ناپسند خاطر ہے [illegible] تو وہ معزول [illegible] کامیاب ہوئی صاحب ریذیڈنٹ بہادر نے جواب دیا
اگر ایسا ہی [illegible] ہوتا تو سلطنت کو کیوں زوال ہوتا اب کوئی اسکا چارہ نہیں کیونکہ
[illegible] باتیں مسلم شہنشاہ کا یہی ہے خدا کو منظور یہی ہے یہ بات کہکر ریذیڈنٹ
[illegible] جناب عالیہ بادشاہ کے پاس آئیں یہ سب باتیں سنائیں بادشاہ کو نہایت
رنج و ملال ہوا صدمہ کمال ہوا لوگوں نے صلاح دی کہ صاحب ریذیڈنٹ کو پھر بلوایئے
[illegible] باتیں [illegible] دیکھیے وہ کیا کرتے ہیں اور کیا کہتے ہیں دوسرے روز پھر صاحب
ریذیڈنٹ طلب ہوئے حاضر باادب ہوئے ریذیڈنٹ نے بادشاہ کو نامہ گورنر کا بجنسہ باوزیر باقی حالات [illegible]

مضمون نامہ گورنر جنرل بنام سلطان عالم

ای شہریار جہان دوی فریدون کیہان سلیمان حشم سپہر پیکران گوہر تاج حکام ہندوستان
زمانہ سلطنت و گردش آسمان ظاہر ہے اسکی نیرنگی سے عالم باہر ہے کو ہمارا دوران ہے
کبھی بستی ہے آبادی ہوئی آبادی کی گاہ بربادی ہوئی بعد بہار خزان ہے کبھی خزان میں
گلستان ہے ہر کمال کو زوال ہے زمانہ کا یہی حال ہے گاہ زبردست زیردست ہوتا گاہ
گدا ہی مفلس صاحب تخت ہوتا ہے پروردگار عالم کا یہ راز ہے واقف پردہ راز ہے
آسمان کو چاہے زمین بنا دے اور زمین کو چاہے چرخ برین دکھا دے واسطے انتظام
سلطنت کے لائق وزیر چاہیے خیرخواہ مشیر چاہیے بادشاہ کی ہمیشہ نظر عنایت بحال
مستور رہی اور اوسکو غفلت و خود پسندی منظور رہی یہاں تک کہ حال سلطنت

تباہ ہوا ہر کس و ناکس داد خواہ ہوا لندن تک آوازہ ظلم و ستم کا بلند ہوا روز بروز شعلۂ آہ
دو چند ہوا اب اسکے سوا کوئی چارہ نہین سوای سرکشی کے کوئی یارا نہین زیادہ ظلم و ستم
دیکھا نہین جاتا ہے دیکھکر دیکھا نہین آتا ہے بجز ملک لینے کے کون صلاح ہے بہر حال عالم کا
اسمین فلاح ہے بشاہرہ آپکا مقرر ہوگا انتظام بہتر ہوگا عہود و مواثیق سابقہ منسوخ و کالعدم
ہوئے ملک کے منتظم ہم ہوئے فی الحال جو عہدنامہ جدید لکھا جاویگا اوسمین فرق نہ آویگا
سوای اسکے جو اوٹرم صاحب ریزیڈنٹ بیان کرین آپ ہماری زبان جانتے ہین

تقریر زبانی بادشاہ کی اوٹرم صاحب بہادر

بادشاہ نے جب یہ نامہ ملاحظہ فرمایا نالہ جگر سوز دل سے اوٹھایا صاحب کلان سے مخاطب
ہوکے تقریر زبانی سے راغب ہوکے کہ تمہارے قول کا کیا اعتبار ہے عہدنامہ مخفی پابند
تمہاری سرکار کیا راست گو ہے اپنے عہدناموں کو پڑھو اوسمین لکھا ہے کہ جب تک آفتاب
گنگ و جمن برقرار ہے بقول ہمارے عہدنامہ کا استوار ہے رشتۂ مہر و راہ کبھی نہ توڑینگے
محبت سے منہ نہ موڑینگے کیا وہ دریا خشک اب ہو گئے منسوخ عہد و پیمان سب ہو گئے
جو حاکم و رئیس تم سے پہلے لڑے ہین اونکی گھر بیگاہین ہین ہندوستان مین ایک ہم ہی
خطاوار ہین آپ کے گنہگار ہین ایسی کسی نے اطاعت کی ہے تعمیل احکام و تبعیت کی ہے
قدیم سے حکام انگریزی خورسند رہی ہمارے مراسم و راہ سے رضامند رہی جب روپیہ
طلب کیا فوراً دیا کسی بات مین سرکشی نہین کی کبھی لشکر کشی نہین کی جور و خونخوار کہان
نہین ہوئے مردم آزار کہان نہین ہوئے تمہاری طرف سے رہزن نہین ہوئے کہ ترک نہین ہین
کشت و خون نہین ہوئے معاملات زبون نہین ہوئے ہماری ریاست نے دیر تک حال
سنا خاموش رہا اور یہ کہا کہ ہم تابع حکم سرکار ہین مجبور و لاچار ہین آپ کا قول سچ ہے مگر
حکم سرکار کب لایق التوا ہے ہمکو حکم ہے کہ اودہ کا انتظام کرو حرمت شاہی کا خیال رکھو
لا آپ عہدنامہ پر دستخط کر دین کہ جسمین خوشی و رضامندی سے سلطنت دی ہے اس کاغذ پر مہر کیجے

غلغلہ مشہور ہوا حال آمد فوج کا بادشاہ نے سنا حکم دیا کہ سب دروازہ مکانات شاہی
کے کھولدو اور پہرے والون سے کہو کہ بندوق اور تلوارین اپنی اپنی رکھدین سلاح نہ باندھین
توپین جلوخانہ مین لگی ہین گرادو چہرہ تیغ سے ہٹا دو غرض کہ جب حکم شاہی
جلو دروازہ بارگاہ سلطانی کے کشادہ ہوئے اہلیان شاہی اطاعت پر آمادہ ہوئے حال
زمانہ کا دگرگون تھا تلاطم سے ہر ایک سرنگون تھا سب دوکان شہر کی بند دوکان داران
کو صدمہ آخر بادشاہ کو لوگون نے خبر دی کہ کچھ [illegible] امر خوف نہین اسطرح خیالات بیجا فوج آئی ہے [illegible]

بیان موقوفی عملہ شاہی

جب حال سلطنت کا ابتر ہوا موقوف ہر ایک ملازم و نوکر ہوا رہے وہ لوگ موقوف و مظلوم
ہوئے تمامی اہل ساز مغموم ہوئے جہان وہ خوش الحانی کی آواز تھی وہان صدای آہ و فغان
دمساز تھی جس مقام پر چنگ و رباب و ستار تھے وہان دل سے نالہ ارغنون اور اشکون کے
تار تھے اہل قلم کو ایک عالم خواب ہوا بیت الانشا و بخشیگری کا حساب ہوا اعمال نظارت و دیوانخانہ
کے برخاست ہوئے اہلیان عدالت چپ و راست ہوئے محلات سے جو ڈولیان نکالی گئی تھین
اونکی صدای نالہ آسمان پر جاتی تھی موقوف سواران کے رسالے ہوئے برخاستگی سے پیادون کے
شور و نالے ہوئے عالم مین تلاطم و تزلزل ہوا موقوفی فوج کا شور و غل ہوا ہر ایک گھر مین شہر پناہ
رنج بے انتہا تھا کوئی کہتا تھا کہ لکھنؤ شہر خراب ہو گیا کسی کی زبان پر یہ کلمہ جاری تھا
کہ کیا قیامت آئی ہے کیسی یا لکھنؤ چھائی ہے شہر مین گھر باہر ہر کسی کا دل چور تھا جہان
دو چار بیٹھے تھے ہر ایک کی زبان پر یہ مخمسہ کا مذکور تھا اشعار مخمسہ شہر مین کیا اوداسی چھائی
ہے ۔ بیجا رنج سے جدائی ہے ۔ آفت اک آسمان سے آئی ہے ۔ رزق عالم کی اب
صفائی ہے ۔ یا حسین آپ کی دہائی ہے ۔ ایک شاعر نے مصرعہ تاریخ کا موزون کیا اودھ
حسب حال لکھدیا مصرعہ گئی سلطنت گھر تباہ ہوگئے
سنہ ١٢٧٢ ہجری

تذکرات انتظام و بندوبست انگریزی ملک اودھ مین اور جانا ... آ

شاہی کارروائی صاحب رزیڈنٹ بہادر و چیف کمشنری

جب فوج شاہی موقوف ہوئی بادشاہ کو بیحد رنج واندوہ ہے کچھ کام نہ تھا اندیشہ ہوتا کہ
اب دوانہ حرام تھا رونق وزینت سلطنت کا زوال ہوا اہل عالم کو رنج وملال ہوا ارکان
شاہی سلطان عالم کو سمجھاتے تھے دن رات یہی باتین بناتے تھے کہ آپ خدا کو یاد کیجیے مگر جو ان
وہی بناتا ہے ناکام کامیاب ہو جاتا ہے وزرای سابق ہمیشہ حاضر آتے تھے یہی حکایات سناتے
تھے جب ایک ہفتہ اسی طرح تمام ہوا صاحب کلان کا پیام ہوا کہ اب یہان انتظام ملک کا
ہوگا جملہ اہالیان وارکان شاہی حاضر آوین ہر ایک کو یہ حکم سناوین بادشاہ نے نواب کو
حکم دیا کہ جملہ ملازمان وعمال شاہی صاحب کلان کی خدمت مین جاوین کیونکہ اب وہ مرجع
کار ہین اونکو ہر طرح کے انتظام کار ہین بست ونہم جمادی الاول ۱۲۷۳ ہجری کو یہ حکم ہوا
رات مثل روز قیامت گذری صبح سے ہر ایک وزیر و اہلکاران شاہی وامرای جہان پناہی
کوٹھی صاحب کلان پر مجتمع ہوئے اور خواجہ سراؤن مین یامن الدولہ واحسن الدولہ وغیرہ
اور رسالون کے رسالدار و پلٹنون کے افسر وصوبہ دار سب جمع ہوئے ہر ایک کو کرسیان
ملین آبرو وعزت کہین غرض کہ اشتہارات جاری ہوئے تاکہ حال انتزاع سلطنت سے مطلع
خاص وعام ہووے وعمل انگریزی کا استحکام ہووے صاحب چیف کمشنر بہادر نے اہلکاران
شاہی سے یہ کہا کہ ہر ایک آپ مین سے اہل وقار ہین وحید روزگار ہین اگر آپ لوگون کو نوکری
علی قدر مراتب منظور ہو تو بعہدہ وصیغہ اور جگہہ سے ہو دیے سبھون نے جواب دیا کہ ہم لوگ
اس سلطنت کے قدیم نمک خوار ہین خیر خواہ وتابعدار ہین آرزوی زر ومال نہین نوکری کا سوال
نہین یہ کہکر بعض رخصت ہوئے حاضر اہل خدمت ہوئے افسران فوج کو صاحب بہادر نے
تسلی دیا کہ جو تنخواہ شاہی سے ملتی تھی ہر ایک کی تنخواہ بڑھے گی چنانچہ اکثر لوگون نے فوج مین
نوکری منظور کیا بلکہ ان فوجی ونادری کو رکھ لیا آخر کار سب فوج اپنی اپنی تنخواہ لیکر روانہ
ہوئی اب کیفیت انتظام کی پیدا ہوئی شمشیر الدولہ بہادر مہاراج بالکشن وجملہ

کاغذات حسابی ملک کے سپرد بارنیٹن گفنس صاحب بہادر فنانشل کمشنر لکھنؤ کے کردیا
سب حساب ملک کا صاف کیا تھا

حال نیلام دواب شاہی

صاحب کلان بہادر نے بادشاہ کو لکھا کہ مصارف دواب کثیر ہے اسکے صرف مین
زر خطیر ہے اگر حکم ہو تو جسقدر لایق ضرورت ہے وہ رکھہ لیا جاوے مابقی نیلام
کیا جاوے بادشاہ نے فرمایا کہ ہمکو اب گھوڑے ہاتھیون سے کیا سروکار ہے آپکو
اختیار ہے غرض کہ بعد استفسار کے صاحب بہادر نے حکم دیا کہ کوٹھی دلارام مین جملہ
دواب شاہی یعنی گھوڑہ و ہاتھی اور بیل و گائی و شتر و بہیران و جملہ جانوران کا نیلام
کیا جاوے تھوڑے تھوڑے بقدر ضرورت رکھہ لیا جاوے چنانچہ واسطے بادشاہ کے ایک
سو یا اسی گھوڑے سواری خاصہ کا اور بیس پچیس تمبول رکھہ لیے گئے باقی گھوڑیون کو مول نیلام کیے

بیان تیاری سفر بادشاہ بعزم لندن بمشورہ منورالدولہ وزیر سابق

اودھر حکام انگریزی اپنے انتظام مین لگے اور بادشاہ سفر کی فکر سر انجام مین اسباب
مال کرور ہا روپیہ کا جو کوٹھون مین تھا کچھہ لٹ گیا کچھہ اڑ گیا جہان جسنے پایا اپنا مال
بنایا کسی نے یہ بھی نہ پوچھا کہ کون لے گیا مضمون اس شعر [illegible] کے شعر
بیت عہد اقبال مین زر نثار تھا یکبیک زوال آگیا گھر لٹا تھا تماشائیون کو حیرت تھی جا
عبرت تھی کہ دس برس کے دن مین کیا انقلاب ہوگیا گھر تباہ خراب ہوگیا نہ وہ کارخانہ
رہا نہ وہ تماشہ رہا نہ وہ دھوم دھام رہا نہ وہ زینت تمام قصر شاہی سنسان باغ چمن ویران
ہر ایک مکان تصویر حسرت تھا شخص سو کی جگہ دس ہوئے وہ بھی ملول نظر آتے
مین وہ ادھر کہان رسم مصاحبت وہ ویران الا کچھہ تھوڑے بارہ بادشاہ اور ارکان دولت
حاضر شام و پگاہ تھے منورالدولہ امین الدولہ وزیران سابق کو انتزاع سلطنت کا
نہایت رنج و ملال تھا ملک جانے کا صدمہ کمال تھا غرض کہ بادشاہ نے ایک روز

منور الدولہ سے جو کہ نہایت عقیل و فہیم و شفیق ندیم تھے مشورہ کیا کہ ہم فی الحال مقتول تیغ
بیداد ہیں مبتلای آہ و فریاد ہیں اہل زمانہ ہمارے سبب سے سر دست پامال ہیں
ان لوگوں کے برے حال ہیں کہاں تک یہ کیفیت دیکھیں گے کیونکہ بسر کرینگے ریاست گئی
تو مزہ کیا رہا ہر ایک بات کا لطف جاتا رہا زندگی خوب نہیں لطف زمانہ مرغوب نہیں اب
بہتر ہے کہ سفر کریں جس طور ہو بسر کریں خدا نے اگر لندن کو پہونچا دیا اور دربار شاہ لندن
دکھلا دیا تو ملکۂ معظمہ سے کہیں گے کہ یہ آپ کا لبادہ و تاج عطیہ موجود ہے عہد و پیمان کی سوگند ہے
اسکو لیجئے اس بار سے سبکدوش کیجئے اگر پروردگار عالم نے رحم فرمایا تو ہمنے پھر تاج پایا جانب
وطن بامراد واپس آوینگے ورنہ زیارات کو چلے جاوینگے منور الدولہ بہادر نے یہ بات سنکر رای
بادشاہ پر ہزار آفرین کی اور داد تحسین کی دی اور کہا کہ یہ بات نہایت پسندیدہ ہے اور یہ الہام
برگزیدہ ہے کیونکہ گھر سے سفر کا سبب یاس کرتے ہیں دشمن جو دوست ہو جاتی ہین یہ فدوی بھی حاضر
سفر میں نہیں قاصر ہے حدیث میں آیا ہے کہ السفر وسیلۃ الظفر جب منور الدولہ چلے گئے کسی
قدیم خیر خواہ نے کہا کہ حضور جو سفر کرتے ہیں اپنے اوپر صعوبات سفر لیتے ہیں یہ ایام گرما و باد سموم
حال مزاج والا کا معلوم کبھی سفر کیا نہیں قدم راہ میں دیا نہیں اگر یکایک سفر کیجیگا نصیب دشمنان
ضرر اوٹھانے گا زیادہ علالت ہوئے پریشان طبیعت نہ ہوی سوای اسکے امید مقیم ہو جای
خوف و بیم ہے امر ہمارا یہی ہے خوبی غور کرکے سفر کیجیے آئندہ جو رای ہو وہ حکم دیجیے اوسوقت
صاحب الدولہ سے بادشاہ نے حکم دیا کہ مجتہد العصر کے پاس جاو حال عزیمت سفر کا اونکو سناو
واسطے امر و نہی کے استخارہ کریں امر حق سے استشارہ کریں قرآن سے کیا اجازت ہوتی ہے
جانب اللہ سے کیا رخصت ہوتی ہے فی الفور صاحب الدولہ پہونچے سلام کیا اس حال کا پیام دیا
مجتہد العصر نے فوراً مصلا بچھا کر نماز ادا کی اور بعجز و نیاز دعا کی کہ ای رب ودود خالق معبود واقف
راز نہان پیدا کنندۂ زمین و آسمان تجھکو حال ہمارا ظاہر ہے بیان سے قاصر ہے صعوبت عظیم
پر حاکم ہے وہ ظاہر ہے قصد سفر ہے اسمین امید و ضرر ہے یہ کہکر بعد نعت رسول مقبول

قرآن مجید کو بوسہ دیا اوراق صحیفہ کو وا کیا چنانچہ اول یہ آیۂ کریمہ حسب حال موافق فال
نکلی آیت قل سیروا فی الارض یعنی کہدے کہ سیر زمین کی کرے یہ فال جو کلام الہی سے
دیکھی دل کو تسکین ہوئی مصاحب الدولہ نے بادشاہ سے سب ماجرا بیان کیا بہت کچھ تشفی دیا
اور کہا کہ سفر مبارک شہریار ہے مالک پروردگار ہے چنانچہ اوسی وقت سے سامان سفر ہونے لگا
اسباب ہمراہی کا جمع ہونے لگا حضرت عباس کی درگاہ میں تاج شاہی کو بھیجدیا اور منت کیا
کہ تاج اور علم اب بردار ہے بنینگے تو انہیں کی عنایت سے لینگے عزم سفر مصمم ہوا عجیب طرح کا
رنج و الم ہوا لوگون کو مفارقت حضرت کی دشوار تھی یہ مصیبت گران بار تھی صدہا صندوق و
پوشاک و ظروف نقرئی مطبخ کے روانہ ہوئے حبشیون کے ہمراہ سب کارخانے ہوئے دو تین سو
خادم نمکخوار قدیم ہمراہ ہوئے ساتھ خانہ زاد و نیک خواہ ہوئے عزم سفر نے بخوبی ظہور کیا اول
قصد کانپور کیا محضر رضامندی بادشاہ کا تیار ہوا ہزارہا مہر و دستخط سے استوار ہوا سبھون نے
یک قلم تحریر کیا کہ ہم اس بادشاہ سے راضی و شاکر ہیں اطاعت و انقیاد شاہی میں حاضر ہیں

حال برٹ صاحب انگریز

جس زمانہ میں بادشاہ ولیعہد روزگار تھے صاحب افتخار تھے ایک انگریز موسوم برٹ اکثر انکی
خدمت میں باریاب ہوتا تھا جب سے بادشاہ تخت نشین ہوئے برٹ انگریز واسطے سفر کے
روانہ ہوا تھا جب اوس نے حالات انقلاب سلطنت لکھنؤ کے سنے فوراً لکھنؤ میں آیا بادشاہ کو
آداب بجا لایا بخلوص اعتقاد خفیہ یہ عرض کیا کہ بندہ قدیم حاضر خدمت ہوں قائم و سفر میں بھی
تو ہمراہ ہوں دل سے بندۂ بادشاہ ہوں بعد عہد و پیمان رخصت ہو کر پہلے کانپور آیا بندوبست کیا
بھی ایک انگریز نمکخوار شاہی میکتام تھا کانپور میں اوسکا قیام تھا اس عرصہ میں وہ بھی حاضر
دربار ہوا بادشاہ نے اوسکو ستر ہزار روپیہ واسطے انتظام ڈاک سفر کے دیا اور پیشتر اوسکو روانہ کیا

حال روانگی بادشاہ جانب کانپور

حسام الدولہ بادشاہ کے عزیز ذی وقار تھے نہایت منتظم و ہوشیار تھے اوسکو بادشاہ نے

اپنے گہر کا مختار کیا سب کا سون مین اختیار دیا تاکہ لکھنو کا کام کرین باقی ماندہ کا
انصرام کرین تاریخ پانچوین ماہ رجب سنہ ۱۲۷۲ ہجری روز پنجشنبہ تھا کہ بادشاہ نے وقت شام
بگھی طلب کی جانے کی خبر ہوی سب لوگ گھبرا گئے دل مین ہول آئے حکم دیا کہ کوئی محل
یہان آنے نپاوے بلکہ اشرفی امام ضامن کی یہان کوئی نہ لاوے اسواسطے کہ وقت رخصت
گریہ وزاری ہوگی شورش مفارقت طاری ہوگی فقط جناب عالیہ ملکہ کشور صاحبہ والدہ بادشاہ
و مرزا سکندر حشمت برادر و مرزا ولیعہد و جنرل صاحب بہادر صاحبزادگان شاہی ہمراہ
چلین اور محلات مین خاص محل و معشوق محل ساتھ رہین اور کسی محل کی ضرورت نہین منظور
کثرت نہین جب سواریان ڈیوڑہی پر آئین ہر سمت سے شور و بکا ہوا سامان حشر
پیدا ہوا اسکا بات ماتم سرا ہوئی محلات قصر البکا ہوگئے قریب ایک پہر کے رات آئی بادشاہ
محل سے برآمد ہوکر ہوادار پر سوار ہوئے ہمراہی مین چند مصاحب عالی وقار ہو لیے
وقت روانگی دعای خیر ہر عزیز و حبیب کی تھی ہر جانب سے آواز نصر من اللہ و فتح قریب کی
تھی دروازہ قیصر باغ تک سب اہل حرم آگئے نالہ جان سوز بر آئے کسی نے پارہ پڑہا
کسی نے دعای نادعلی پڑہا کسی نے اللہ سلم [illegible] کا نعرہ مارا کسی نے کہا کہ ہمکو بھی ساتھ
لیے چلو یہان مجبور نہ چھوڑو بادشاہ نے جواب دیا کہ سفر دراز ہے زمانہ ناساز ہے
سبکو تسلی دی ہر ایک سے یہ بات کہی کہ اگر خدا رحم کرتا ہے تو یہ غم سب کی خوشی ہوگا اور یہ رنج
باعث سرور ہوگا غرض کہ سب سون نے سر آداب تسلیم کیا طوعا و کرہا رخصت پایا بادشاہ
بگھی پر سوار ہوئے سفر سے دوچار ہوئے ہر نگاہ [illegible] گھوڑیون کی بگھی [illegible]
اس بگھی کے پیچھے اور بگھیان چند ہمراہ تہین گھاٹ سے جدا وہ وقت جلوس [illegible]
[illegible] تھا نہ بابانہ کوئی کارخانہ تھا اوس حالت کی کیفیت [illegible]
[illegible] کہ قلم تحریر سے اشکبار ہوتا ہے اور صفحہ کاغذ سیاہ [illegible] اشک سے [illegible]
[illegible] تھا ہر ایک شخص مبتلای آلام تھا [illegible]

داخل ہونا بادشاہ کا اول منزل کانپور مین

اول روز بادشاہ نے کوچ کرکے کانپور مین مقام کیا برڈن صاحب کی بنگلہ مین قیام
کیا نواب علی نقی خان نے ساتھ چھوٹا سفر سے معذور ہوا مگر منور الدولہ شریک ہمراہ رکاب
بادشاہ رہے ہر طرح کے ہوا خواہ رہے وہ بنگلہ برڈن کا نہایت تنگ قفس سے
زیادہ ہوا دل بادشاہ کا رشک بیرآباد ہوا اگرچہ اور سبھی خیام شاہی نصب تھے
مگر لطف و آرام کب تھے لکھنؤ والونکا کانپور مین ہجوم ہوا حاضر خاص و عام ہوا احسام الدولہ کو
بادشاہ نے لکھا کہ خزانہ و اسباب جلد روانہ کرو دیر و توقف روا نکرو چنانچہ یہان سے
بہت صندوق پر از جواہرات گران بہا اور خزانہ نقد بے انتہا بھیجے گئے اور ہر طرح سے
اسباب مطلوبہ روانہ ہوئے جب خزانہ و اسباب آگیا پہلی تاریخ ماہ شعبان [illegible] ہجری
شام کو کانپور سے کوچ کیا الہ آباد کا راستہ لیا اون ایام مین عجیب شدت گرمی آفتاب
سے تمازت تھی دھوپ مین سخت حرارت تھی غرضکہ بوقت صبح مع ہمراہیان الہ آباد
داخل ہوئے گرمی سے سخت آلام حاصل ہوئے کرایہ کے مکانات مین قیام کیا
فی الجملہ آرام کیا راجہ بنارس نے حال آمد بادشاہ کا سنکر منور الدولہ کو لکھا کہ میری بھی عرضی
حضور بادشاہ کے پہونچتی ہے آپ آئیے اور بادشاہ کو میرے گھر لائیے منور الدولہ نے
یہ حال بادشاہ سے بیان کیا بادشاہ نے جواب منظوری کا دیا ایک ہفتہ الہ آباد مین
مقیم رہے ہمراہ سب ندیم رہے وہ مکان بکرایہ پانسو روپیہ کے ٹھہرا تھا مگر صاحب
مکان نے موقع عیاری پاکر ہزار روپیہ کا دعوے کیا آخر کو وہی لیا الہ آباد سے شہر بنارس
مین پہونچے اہل شہر منتظر آمد بادشاہ تھے گرد سواری آہالیان شہر ہر طرف
بادشاہ کی بگھی بند تھی اسلیے سب کو حسرت دید بعض تھی راجہ ایشری نراین سنگہ رئیس
بنارس کو کمال انتظار تھا وہ بھی واسطے استقبال کے سوار ہوئے اثنای راہ مین ملتجی
ہوئے بادشاہ کو اپنے گھر لائے مہمانی حسب قاعدہ بجا لائے اور آداب بندگی

زر و مال تصدق کیا مکانات و کوٹھی راجہ صاحب کی خوب آراستہ ہر ایک سامان سے تکلف
و پیراستہ تھا بادشاہ نے کسی سے ملاقات نہین کیا وعدہ واپسی کا دیا پندرہ روز بنارس مین
قیام کیا داد و دہش مین نام کیا وہان سے بھی سولہوین روز بسم اللہ مجریہا و مرسیہا پڑہ کر
جہاز دخانی پر سوار ہوئے اور جرنیل صاحب برادر و جناب عالیہ با دربار و بادشاہ براہ خشکی
سفر سے دو چار ہوئے بمضمون الفراق یمیتنی و نبیک کے ملال تھا مفارقت کا صدمہ کمال تھا
مگر مجبوری تھی باعث لاچاری یہ دوری تھی غرضکہ جہاز دخانی روان ہوا اگذرا ہوس کشتی
نا گمان ہوا وہ موجون کا تلاطم اور شور آب وہ ہوا کی تیزی اور گردش گرداب
کسی مقام پر پانی مین صد ہا شہر آنکھین پاپون مین آبادی کی چند گہر کوسون و منزلون
تا آب نہ شکل آرام نہ صورت خواب غرضکہ اس تکلیف سے یکا یک دوران سر ہوا سخت
تکلیف سفر ہوا حرارت کی تقلیل نہ ہوتی تھی غذا تحلیل نہ ہوتی تھی افسوس وہ بیچ حال رہا
مزاج کو نہایت اضمحلال رہا بعدہ جہاز کنارہ کلکتہ کے پہونچا وہان سے عبور کرکے اول ٹھا
مٹیا برج گہولا کے باغ مین فروکش ہوئے وہ باغ راحت افزا و دلکشا خدا نے دکھایا گویا
جان مین جان آیا اور ادہر راہ خشکی سے بعد طے مراحل و قطع منازل صاحب سفر اوٹھا کے
جرنیل صاحب و مادر بادشاہ بھی کلکتہ مین داخل ہوئی سب ایک ہی مقام پر پہونچا و شادمان ہوئے

بیان ہونا جناب عالیہ و جرنیل صاحب بہادر و مرزا ولیعہد بہادر کے بہ جہاز سفر لندن کے اور قیام کرنا بادشاہ کا کلکتہ مین

کلکتہ مین سب یکجا ہو کر باہم صلاح ہوئی کہ صعوبت سفر سے بادشاہ کا مزاج
اضمحلال پر ہے کسی صورت فلاح پر نہین ہے نہایت ناتوانی سے حالت
پریشانی ہے اگر اس سے زیادہ سفر ہوئیگا تو بے شک ضرر ہوئیگا بہتر ہے
کہ جناب عالیہ و جرنیل صاحب مرزا ولیعہد بہادر لندن کو جاوین بادشاہ کلکتہ مین
ٹھہر جاوین چنانچہ یہی صلاح قرار پائی ہر طرح سے درست آئی غرضکہ مسافران

مع سامان سفر صدہا صندوق پر از مال و جواہر و دیگر تحایف بے بہا لیکر روانہ ہوئے
ہمراہی میں چند خویش و بیگانہ ہوئے ہنگام روانگی بادشاہ نے کمال پاس سے فرمایش
کیا کہ رائی حاکم کی دیکھنا زیادہ نہ اوجھنا اور اگر جرنیل صاحب کو ملکہ معظمہ تاجدین سے
راضی ہیں اور اگر وے بھی مہربان ہیں تو وہ لخت جگر اور دل و جان ہیں اب ہم عیش دنیا
کی خوب اوٹھا چکے مزے سلطنت کے اوڑا چکے سلطنت کی ہوس نہیں ہمیں کچھ پیش و
پس نہیں جرنیل صاحب نے جواب دیا کہ بادشاہ ہمیشہ سلامت رہیں مدام سلطنت
کریں آپ کو میں بجای والد بزرگوار کے جانتا ہوں پشت پناہ سمجھتا ہوں یہ سنکر
بادشاہ نے کلیجہ سے دونو کو لپٹا لیا اور خدا کی حفظ میں دیا شرفک وقت الوداع بانالہ
آہ جدا ہوئے بہر صورت جدا ہوئے سب ملازمان و ہمراہیان ایک سے ایک شایستہ تھے
باہمی رفیق و ہم نفس تھے سب یہ مسافران لندن جہاز پر سوار ہوئے عالم آب سے ہمکنار
ہوئے کیفیت روانگی جہاز قابل تحریر نہیں وہ تکلیفات و صعوبت لایق تقریر نہیں یعنی وہ
امواج کا تلاطم و گرداب جہاں تک حد نظر پہونچے عالم آب آب کوئی مونس نہ انیس
نہ کوئی ہمدم جلیس سنکہ جدا ہیں انکھیں بند ہمراہی میں معدودے چند کو سوا الہی
نہ زمین پانی تھا یا سپہر بریں شب و روز کاٹتے سفر اوٹھاتے رنج سفر و تکلیف طلعت
آب و طعام خواب و خور حرام قضا را ایک مقام پر جہاز کا لنگر ہوا کچھ اسباب کشتی سے
باہر ہوا چند صندوق جواہر غرق آب ہوئے تھوڑے گرداب ہوئے بہت جواہر خشک سے
پانی میں جا بسا بہا جو کچھ بچا وہ باقی رہا جناب عالیہ کو اسکی اطلاع ہوئی فرمایا
کہ جو کچھ ہوا وہ ہوا مال کا کیا غم ہے حفظ جان مقدم ہے چنانچہ وہاں سے بعجلت
لنگر جہاز کا کھلا اور آگے چلا ہمہ وقت صدمہ طوفان خوف ابر و باران کا یا کسی جگہ
ہیبت گھڑیال و نہنگ کبھی صعوبت ماہی و سنگ الغرض بعد طے مراحل و مصائب
منازل حدود ممالک لندن میں پہونچے کنارہ شہر [illegible] میں ٹھہرے

پہونچنا جہاز کا شہر سٹہم ملک لندن مین تحریر جلیس الدولہ کے جو ہمراہ تھے

تحریر جلیس الدولہ سے جو ہمراہ جناب عالیہ تھے معلوم ہوا کہ دفعتًا شہر سٹہم مین یہ خبر پہونچی کہ بیسر شاہ اودھ آیا ہے استغاثہ اپنا لایا ہے یہ سنتے ہی کل مردوزن قریب گذر غریب الوطنان پہونچے اور ایک ناظم و کوتوال اس ملک کا فورًا حاضر آیا ہر ایک رسم آداب بجالایا زمین سڑک کو کمال صفائی سے نور آگین کیا لب آب تک فرش قالین کیا جہاز جب باصد کروفر اوترکر فٹنیں جواہر نگار پر جو ہمراہ تھی مادر بادشاہ سوار ہوئین اور جرنیل صاحب ومرزا ولیعہد اپنے اپنے ہوادارون پر رونق افروز ہوکر شہر کو روانہ ہوے برنڈن صاحب وبرٹ صاحب جو ہمراہ تھے راہون سے اوس ملک کے بخوبی آگاہ تھے شہر مین لے گئے تمام صغار وکبار شہر کے جمع ہوئے اسی ہزار آدمی تماشائی مجتمع ہوئے ایک مکان وسیع مین باجاہ وحشم سواری پہونچکر قیام ہوا ہر طرح سے آرام ہوا برٹ صاحب باہر آئے پیام آیا اہالیان شہر کو باواز بلند سنایا کہ ای ساکنان شہر سٹہم یہ وہ شہزادی عصمت مآب ہیکہ جسکو خورشید سی حجاب تھا آسمان اسکی خیام کا قباب تھا انکی غلامون نے کبھی یہ صعوبت والام نہین دیکھا کوچ ومقام نہین سنا انکا وہ جاہ واحتشام تھا کہ فغفور چین انکا غلام تھا کبھی قدم گھر سے نہین نکالے آسمان نے کوئی حوادث نہین ڈالے اب اسقدر مسافت طے کرکے واسطے حصول مدعاے دلی کے آئے ہین کیا کیا صدمہ سفر کے اوٹھائے ہین پس یہ لوگ منتظر اسکی ہین کہ بامراد ہون اور اپنے مطلب قلبی سے دلشاد ہون برٹ صاحب نے سب سے پیام بادشاہ کا کہا کہ تم لوگ ہمارے شریک حال ہو یعین بے قیل وقال ہو سبھون نے یہ درخواست قبول کی کہ ہم ہرحال شریک ہین ہمراہ دور ونزدیک ہین جب اوس مکان مین رات بسر ہوئی آخر کو سحر ہوئی عرصہ سے جو دریا مین مقام رہا مکان ہوے تھے یکایک مکان پایا گویا جان پایا صبح کو جملہ فرنگیان معزز ٹوپی اوتاری حاضر آئے اون مین سے اونتیس انگریز اور چار بیم تھے ولیعہد بہادر وجرنیل صاحب کو دیکھکر نہایت خرسند ہوئے

سب رضامند ہوئے حسن خداداد پر سب لوگ خوش ہوئے ہرچند ضبط کیا پر غش ہو دل
کوئی پوشاک پھٹتا تھا کوئی جواہر ناکتا تھا بدن پر لباس مرصع گران بار پوشاک جواہر نگار
دونو حسین و صاحب جمال ایک ماہ کامل دوسرا بدر ہلال ہر ایک کا جمال قابل و بدر ضیا ہے
حسن و پوشاک ہر ایک کی مزید اوسی وقت مصور آئے تصویرین کھینچین جو عورتین تھین اور
زنانہ مین جو جناب عالیہ تھین مسند زرنگار پر تجلی افزا تھین پوشاک گرانمایہ زیب تن غرق
جواہر سے سارا بدن زنان نصاری اندر پردہ کے آئین لب فرش آداب بجا لائین فرنگیہ
سلام کیا بزبان کی میم نے جو متوسط تھے جواب دیا باہم تقریر و گفتگو رہی معانقت رو برو
رہی بعد برخاست کے جناب عالیہ نے ہار گوٹے کے مرصع و زرنگار تقسیم کئے بہت سے
تحایف ہندوستانی ہر ایک میم کو دئے

داخل ہونا مسافران کا تختگاہ شہنشاہ لندن مین

چند سے شہر ... مین ان مسافران کا قیام رہا ہر جانب سے لطف و آرام رہا پھر وہان سے
بسواری ریل سوار ہوئے ایک پہر مین چالیس ۴۰ خواہ بیالیس ۴۲ کوس زمین طے کر کے شہر لندن
سی دو چار ہوئے قریب تختگاہ کے ایک مکان لیا سبھون نے وہین قیام کیا

بیان شہر لندن

عجیب قسم کا شہر و مکانات صاف مکان و گلیان شفاف دوکانین سوداگرون کی کثیر مال و متاع
و تحائف سے نظیر ایک چیز یعنی روشنی گیاس کی سب سے زیادہ پسند آئی کہ روشنی شمع
و گیلاس کی عبث بے سود وقت ضرورت ہر جگہ پر روشنی خود بخود موجود زن و مرد و
صحبتون سے و ... عورتین زیادہ مرد کم زمین سیراب ہر جگہ پانی ہر چیز و جنس کی گرانی غرض کہ
اوس مکان مین قیام ہوا مرجع رجوعات خاص و عام ہوا رئیسان لندن حاضر و کامیاب
ہوئے جو لوگ ذی عزت تھے وہ باریاب ہوئے وزرا و امرای ملکہ معظمہ سب آئے علی قدر مراتب
مراسم معمولی بجا لائے تمام اہل شہر انتزاع سلطنت سے ملول و غمگین ہوئے مگر بہ تسلی

اسکے اکثر او نہین قسم بسبب طرفین سے مستحکم ہوے ہین چنانچہ لارڈ ڈلہوسی صاحب گورنر جنرل
اپنی منٹ مورخہ ۲۸ ماہ جون ۱۸۵۵ع کی دفعہ ۱۴ مین لکہتی ہین کہ عہدنامہ مرقومہ سنہ ۱۸۰۱ع
قطعًا اور قاطعیة مانع ہے دربارہ تقرر ایسی افسرون کے واسطے کسی طریق پر جاری کرنے انتظام
کی ایسا کوئی عہدنامہ کہین نہین مرقوم ہوا کہ جسکے اصل معنی اور ارادہ دلی بہ نسبت اوسکے جسکی
اب تجویز ہے شبہہ سے زیادہ صریح ہو اور تاویلات سے مبرا ہو نہایت تعجب ہے کہ باوصف
اقرار صاف استوار ہی عہدنامہ کے پہر اہالی سرکار کمپنی واسطے توڑنے اوس عہد و پیمان کے
کوشش کرین اور ایسی بابت دل پر دہرین اگر کوئی سردار واسطے نقض عہود و پیمان کے جو اونکے
دوسرے کے ساتھ کیا ہو ارادہ کرے تو شخص مظلوم پر داد طلبی واجب ہے اور اپنی فریاد
کو حاکم اعلی کے سامنے پیش کرنا مناسب ہے چنانچہ بہ نسبت علاج ظلم رسیدہ مسٹر بکانن صاحب
اپنی سپیچ مورخہ ۲۲ اگست ۱۸۵۵ع مین خلاصہ مضمون رسالہ مسٹر انیل صاحب بہادر
مورخ کا یون لکہتے ہین کہ اگر اوسکو قائم رکہتے ہین اوس قول و قرار کے فائدہ ہو تو اوسکو حق
ہو کہ کسی محکمہ عدالت اعلی مین واسطے بجا اوری قول و قرار و حاصل کرنے عوض نقصان
بہ سبب نقض عہد اوس عہدنامہ کے رجوع کرے عہدنامے مشتمل ہوتے ہین ساتھ
اقرارات کامل دو جانبین کے اور مبنی ہوتے ہین اوپر استرضای طرفین کی اگر اہل
اقرار مین سے ایک اپنے قول کا پابند نہ ہو تو دوسرا اوسکو واسطے پورا کرنے کے
مجبور کرے اور اوسکی تعمیل ضرور کرے کیونکہ ایک قرار کامل سے اوسکو استحقاق
حاصل ہوتا ہو اور اختیار کامل ہوتا ہے بالفعل اور اور تدبیر ہماری یہی ہے اور انصاف طلبی
ہے کہ حضرت ملکہ معظمہ بمقتضای انصاف اہالی کورٹ ڈائرکٹرس کو توڑنے عہدنامہ سنہ ۱۸۰۱ع
سے باز رکہین اور ملک ہمارا بدستور ہمارے قبضہ مین کر دین کروڑہا آدمی ہندوستان اور
دیگر ملکون کے عہد معدلت برٹش گورنمنٹ پر امید باندہی بیٹہے ہین اور ہر طرح سے متوقع
ہین در صورت عہد شکنی سب کو امید باقی رہیگی اور یہ بات بہت نامناسب ہوگی

دوسرا امر یہ ہے کہ اظہار بربادی اور بدانتظامی ہمارے ملک کی محض غلط ہے
شہر اور قصبات اور دیہات سب آباد ہیں بلکہ روز مرہ آبادیین ازیاد ہیں اور آمدنی اوسی
طرح ہے جیسا کہ پچپن برس سے تھی خدانخواستہ اگر ملک برباد ہوتا بعد و پچاس
برس کے آمدنی میں نقص و فساد ہوتا ایک دلیل کافی ہے واسطے ثبوت اس بات
کہ ہمارے ایام سلطنت میں رعایا راضی اور ملک آباد و سرسبز باہم ... ہیں
کہ اگر اضلاع غربیہ یعنی کانپور و شاہجہانپور و فرخ آباد وغیرہ کہ جو کہ علاقہ سرکار
کمپنی بہادر میں ساتھ ہمارے ملک کے مقابل کیا جاوے بیشک رونق و سرسبزی
ہمارے ملک کی سب باتوں میں اون اضلاع سے زیادہ ہوگی پس نہیں دونوں امر کی تفتیش
اچھی طرح ہو کی جاوے گی تو سر صدر انصاف ہوں کہ جوابات شافی کسی ... طرح
اور تلافی اوسکی سوال نہ ابھی معرفت اون عزیزوں کے ہمارے پاس پہونچیں کہ ہم
جواب مفصل لکھیں جواب تک مقدمہ دار بردہ نیز پارلیمنٹ کے روبرو ...
اوپر واقف ان حقائق ملکداری کے روشن و ظاہر ہوئی کہ ... ولایت ... کرنے سے
دو باتیں ہوتی ہیں ایک واسطے فائدے اوس سرکار کے جسکے ساتھ مصالحت ہو
اور وہ کیا ہے کہ ساتھ ترک کرنے منازعت و مخالفت کے ظاہر اور باطن اتفاق
ہووے تاکہ رفع تشویش اوس سرکار کا کرنا اور دوست اوس سرکار کو دوست جاننا
اور دشمنوں کو دشمن اور تا امکان آمادہ نفع رسانی اوس سرکار کے رہنا
کہ دشمن اوس سرکار کے ہوا دہرنا بی و سرکشی کا گھٹا دیں اور اہالیان اوس سرکار کے
مطمئن ہیں اور تدبیر استیصال مخالفوں کی بخوبی کریں دوسری واسطے ایسا صلح
کرنے والے کے وہ یہ ہے کہ صلح کرنے والا اوپر باقی رہنے اپنے ملک کے بیچ ہاتھ اوس
اور اپنی اولاد کے نسلاً بعد نسل مضبوطی کا اور یقین کامل حاصل کرے اور اندیشہ نقصان
اور کمی اقتدار کا زائل کرے

دفعہ اول شکر خدا کہ ہنگام ظہور صبح دوستی کے درمیان ہمارے بڑے جد
نواب شجاع الدولہ بہادر اور سرکار کمپنی بہادر کے بحالانا بدو اول کا جیسا کہ چاہئے
ہماری سرکار باوقار کی طرف سے ہوا ہے نواب موصوف نے وقت ہو جانے عہد و پیمان
کبھی باظہار و اخفا ارادہ بیجا خلاف کا ساتھ سرکار کمپنی انگریز بہادر کے نہیں کیا اور نہ
ساتھ مخالفین اوس سرکار کی تین واسطے موافقت کے دیانتی کی راہ و رسم خط و کتابت
ظاہری بھی بند کردی اور بسبب صلاح اہالی کمپنی انگریز بہادر کے فوج زائد [illegible]
اور اوپر قلت فوج کے اکتفا کیا اور دم آخر تک دوستی و اتحاد پر قدم دیا

دفعہ دوم نواب آصف الدولہ بہادر نے وقت جلوس سے اوپر مسند ریاست موروثی
کے وہی طریقہ مسلوک رکھا اور جو کچھ مرضی اہالی سرکار کمپنی کی ہوئی اوسکو قبول کیا
باقرار حفاظت اپنی ملک کے سب محالات متعلقہ راجہ چیت سنگہ کو یعنی بنارس اور غازیپور اور
متعلقات اوسکے کہ ایک ملک وسیع و فسیح ہے مع مال و سائر کے حوالے کمپنی کے کر دیا
اور مرتے دم تک جادۂ اتفاق سے روگردانی نہیں کیا

دفعہ سوم نواب سعادت علیخان بہادر نے عہود و مواثیق قدیم کو بحال رکھکر واسطے
زیادہ نفع رسانی سرکار کمپنی کے کوشش کی یعنی واسطے تنخواہ مردم فوج کے کہ بضرورت حفاظت
ہمارے ملک کے سرکار سے اور اوسکے اضلاع متصلہ کے ملازم سرکار کمپنی سے تھے
اور چھپن لاکھہ ستر ہزار چھ سو اٹھہتر روپیہ سرکار کمپنی کو دیے جاتے تھے نواب سعادت علیخان نے
پہلے اونیس لاکھہ بائیس ہزار تین سو باسٹھہ روپیہ اوسپر اضافہ کیا بعدہ واسطے خاطر
جمعی و آسانی وصول زر مذکور کی اضلاع جمعی ایک کروڑ پینتیس لاکھہ بیس ہزار چار سو چوہتر روپیہ
آٹھہ آنہ کی مع تنخواہوں اور لوگوں اور مصارف تحصیل و حسابات بدخل و تصرف کامل سرکار کمپنی
بہادر کے چھوڑا اور مراسم اتحاد و یکجہتی سے منہ نہ موڑا اور وجہ اصلی اسقدر زیاد امداد کی
بہ نسبت عہدنامجات سابق سے یہ تھی کہ اوسوقت ورای یعنی علاقہ جات قلیل محاصل کے اور سب اضلاع

دکن اور پورب ہندوستان قبضہ اختیارات سابق حاکمون وہان کے تھے اور خرچ سرکار
کمپنی کا آمدنی سے زاید ہوتا تھا اور ہمیشہ بیچ ادا ہونے تنخواہ سپاہ کے بڑا بار ذمہ سرکار کے
پڑتا تھا نواب سعادت علیخان بہادر نے بپاس اتحاد کے مال اور ملک طرفین کو یکجان کر
اوس ملک کو تفویض کیا اور بالعوض اس امداد کے اوسی فوج سے کہ درحقیقت نوکر اور تنخواہ یافتہ
اس سرکار کی تھی فایدہ اپنا اسقدر لیا کہ وقت ضرورت کے واسطے دفع تنبیہ و تادیب کسی
نواب کے دشمنان درونی سے بجمعیت حاضر رہی اور تعمیل حکم کی کی یہ سب مراتب مضمون
عہدنامہ سنہ ۱۷۹۸ع کے فقرہ دوسرے اور فقرات عہدنامہ سنہ ۱۸۰۱ع کے ثابت ہے اور دوسرا
فقرہ سنہ ۱۷۹۸ع کا یہ ہے کہ از روی قول مضمون کے کہ درمیان دونو سرکارون کی بجا آیا
سوا محافظت اور نگہبانی ممالک مقبوضہ نواب وزیر الممالک بہادر کا ہاتھ سے سب دشمنون کے
اوپر ذمہ سرکار کمپنی کے ہے چنانچہ واسطے باقی رکھنے طاقت اوس کام کے اور نیز درست
کرنے سامان نگہبانی ممالک سرکار کمپنی کی طرف سے سرکار موصوف کی کچھ جمعیت پیادہ
اور سوار نگاہداشت ہوکی سررشتہ فوج مین افزونی کی گئی اور اسکے سوا موافق دستور قدیم
کے تعمیل اور باتون کی موافق خوشی اہالی کمپنی بہادر کے کوشش ہوئی سنہ ۱۸۰۳ع مین بہت
کمونٹے کے واسطے رسالہ سواران انگریزی کہ بضرورت مہم کے جاتی تھی حوالہ کئے گئے نقل
محبت نامہ لارڈ ولزلی صاحب بہادر گورنر جنرل مرقومہ ۳۰ اگست سنہ ۱۸۰۳ع کے مضمون سے
حال اس شکرگذاری کا مفہوم ہوگا فقط

تذکرہ حیدر بیگ خان

حیدر بیگ خان نامی ایک شخص عہد نوبت آصف الدولہ بہادر مین پیشدست حسن رضا خان
مدار المہام کا تھا اکبر علیخان و حسین علیخان دو فرزند چھوڑکر مرا اکبر علیخان جوان ہوشیار
اور حسین علیخان نابالغ تھا باپ کے ترکہ سے سارا مال اکبر علیخان کے تصرف مین آیا
حسین علیخان نے باپ کے ترکہ کا دعوی کیا اور پکار ہی اس مقدمہ کی [illegible] رہی

ہر چند کہ اس سرکار کو ان امور سے سروکار نہ تھا اور اوس مین کیا اختیار تھا موقوف
وراثت کا اگر لیا ہوگا تو اکبر علیخان نے لیا ہوگا مگر اہالی سرکار کمپنی بہادر نے چاہا کہ منشا
واسطے پرورش حسین علیخان وغیرہ اعقاب حیدر بیگ خان کے مقرر ہو لہذا محض
بپاس ایمائے اہالی موصوف کے دو ہزار روپیہ ماہوار مقرر کیا گیا
اور اسیطرح تحسین نام سرکار جد مغفور نواب آصف الدولہ مین ایک
غلام تھا وقت مرنے کے اوسنے درخواست مقرر ہونی تنخواہ کی واسطے
ملازمان اپنی کے کی گو کہ ہرگز حق وراثت نہین تھا مگر وہ بھی قبول ہوا اور
ایسا ہی تنخواہ ملازمان سرکار شمس النساء بیگم صاحبہ زوجات نواب آصف الدولہ
و نواب شجاع الدولہ بہادر موافق مرضی اہالی سرکار کمپنی کے جاری ہوئی
قریب دو کرور روپیہ کے کہ اس مدت مین بوجہ تنخواہ ان لوگون کے دیا
بپاس تعمیل تجویز اہالی موصوف کے تھا ورنہ یہ لوگ کب استحقاق رکھتے تھے اور کیونکر پا سکتے تھے
دفعہ چہارم غازی الدین حیدر خلد مکان سابقین سے زیادہ ہمہ تن سرگرم اطاعت
و پاسداری اہالی کمپنی کے رہے اول ایک کرور دوسرے مرتبہ وقت پیش ہونے
مہم گورکھہ کے بلا درخواست ایک کرور روپیہ اور تیسری دفعہ پچاس لاکھ روپیہ
قرض دیئے بنقول مجیب نامجات لارڈ ماہیرا صاحب بہادر مرقومہ ہشتم مارچ ۱۸۱۷ع
اور لارڈ امہرسٹ صاحب بہادر مورخہ ۲۳ ماہ جون ۱۸۲۶ع کہ شامل ہین اوسکے
معائنہ سے حالات اسکے معلوم ہونگے کہ کسقدر آئین ممنونی اور مشکوری کے
لکھے ہین اور کسقدر اقرار یکتائی و یکرنگی کے حوالہ قلم کیے ہین اور جو باتین کہ فی الحال
ظہور مین آئی سبب توہین و تحقیر ہمارے کا بلکہ سوہان روح کا ہے اور یہ معاملات
کسقدر تحریرات سابق سے منافات صریحی و تباین کلی رکھتی ہین اور بھی جناب
خلد مکان نے مہم نیپال مین تین سو زنجیر ہاتھی مع اخراجات متعلقہ اوسکے سرکار کمپنی کو

دفعہ [illegible] حسین علیخان

بھیجے تھے کرنیل جان لو صاحب بہادر منشور مورخہ ۵ ماہ اگست ۱۸۵۸ء میں لکھتے
لکھتے ہیں کہ توشہ خانہ و اسباب جنگی وغیرہ کی باربرداری کے لیے اس کوہستان کی
لڑائی میں ایسی مدد دی تھی کہ جسکے فائدہ کا ٹھکانا نہیں اور اسطرح کا فائدہ ہوا
جو ہم لوگوں کے اختیار سے باہر تھا یعنی کسی اطراف سے کسیطرح اوسکو
حاصل کرنا ممکن نہ تھا اور نتیجہ ایسی ہی ایسے احسان ماننے کا تھا کہ اہالی سرکار
کمپنی نے لقب بادشاہی کا واسطے اوس مغفور کے جائز رکھا اور سررشتہ
تحریر کا موافق رسم بادشاہوں سلاطین کی جاری کیا اور سکہ اونکی نام کا رواج دیا
دفعہ ششم وقت جلوس فرمانے عم مغفور نصیر الدین حیدر کے وہی ضابطہ
محبت اور دوستی اور صلح کا بدستور رہا چونکہ منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان
مدار المہام سلطنت کا تھا اور مسٹر ماوک صاحب رزیڈنٹ اطوار مہدی علیخان
کے پسند نہیں کرتے تھے خصوصاً اصرار اوسکا واسطے اقرار معتمد الدولہ آغا میر کے
کہ عداوت قدیمی درمیان اون دونوں کے تھی زیادہ صاحب کو ناگوار ہوتا
ان سببوں سے تھوڑا غبار شکایت کا پیدا ہوا تھا اور ملال دلی ہوید ا ہو تھا
مگر آخر کو بفضل خدا اور نیک اندیشی لارڈ ہسٹنگ صاحب بہادر سے فرو ہو گیا
اور ملال جو ہو گیا تھا دور یا ست سو برس کی محفوظ رہی اور جو امور نیک کہ اوسوقت ہوئی
ہیں یعنی لاکھ روپیہ سپرد سرکار کمپنی کے ہوا کہ ہزار روپیہ درماہہ منافع اوسکا
اندھوں اور لنگڑوں و معذورین کو ہمیشہ باہتمام اہالی کمپنی کے تقسیم ہوا کرے
اور تین ہزار روپیہ ماہواری واسطے طلبای مدرسہ خاص لکھنؤ اور ایکہزار روپیہ
درماہہ واسطے بیت الشفا کے مقرر ہوا کہ بیماران بے معاش و محتاجین وہان
سے دوا اور غذا پاوین اور امتناع کی خرید و فروخت بنی آدم کے اشتہارات بہت
تاکید سے جاری ہوئی کہ دروازہ اس امر خراب کا کہ عرصہ دراز سے وا تھا مسدود ہوا

اور موافق درخواست صاحب جانشین بہادر کے اراضی چار باغ کی جسمین کئی ہزار
بیگہہ زمین ہے اور بیچ شہر لکھنؤ واقع ہے واسطے بنانے کمپنی باغ کے دی گئی کہ اکثر
میوے لذیذ کہ آگے اس ملک مین نایاب تھے اوسمین تیار ہوئے اور سبب بہت سامان
و تفریح صاحبان انگریز بہادر کا ہوا اور کچھہ تنخواہ بھی واسطے خرچ اوس باغ کے اس
سرکار سے مقرر ہوئی اور مصارف کوٹھی رزیڈنٹی مین بہت زیادتی کی گئی کہ بیس ہزار
روپیہ سے نوبت پچاس ہزار روپیہ سالانہ تک پہونچی الا کرنل لاکٹ صاحب رزیڈنٹ
نے اس قدر خرچ ناپسند کر کے حسب الحکم گورنر جنرل بہادر کے قریب پانسو روپیہ
ماہواری کا خرچ سوای تعمیر عمارات کے رکھا اگرچہ بڑھہ گیا کہ ہمارے زمانہ تک
پچاس ساٹھہ ہزار روپیہ سال کا رہا اور جو بگاڑ کہ نصیر الدین حیدر اور بادشاہ بیگم سے
ہوا تھا اصلیت اوسکی یہ ہے کہ کرنل جان لو صاحب بہادر رزیڈنٹ نے بار بار اوس
نہ سننی اونکی بات سے نصیر الدین حیدر سے کہا اور اونہون نے مانا چونکہ بادشاہ بیگم
عرصہ سے عادی حکمرانی کی ہو رہی تھین ناخوش ہو کر بگاڑ کیا کہ نوبت طول کی آئی
اور پھر واسطے صاحب رزیڈنٹ کے مقرر ہوا جملہ ہسپتال جنگی اور انسداد ٹھگی
بیچ ملک اودھ کے قبول کر کے جو امداد کہ اس سرکار سے متعلق تھی عمل مین آئی الغرض
بیچ پاس اطاعت سرکار کمپنی کے کبھی نہین تغافل اور نہ کسی طرح کا تساہل ہوا
وقعہ ششم بیچ سنہ ۱۸۳۷ع کے جد مغفور فردوس منزل رونق افزای سریر سلطنت
ہوئے تھوڑے دنون منتظم الدولہ مستوفی اور بعدہ منور الدولہ اور شرف الدولہ محمد ابراہیم
کارپرداز تھے بڑی ہوشیاری اور دانشمندی اونکی کامون ملکداری اور رعایا پروری
اور امور خانگی مین مسلم الثبوت اور مشہور خاص و عام تھی چنانچہ کرنل جان لو صاحب
رزیڈنٹ بیچ ضمن یادداشت کے تحریر فرماتے ہین کہ نواب گورنر جنرل بہادر کو سنکر
معلوم ہوا کہ اطلاعاً آپ کو یعنی محمد علی شاہ فردوس منزل کو لکھا جاوے کہ گورنر جنرل

والد ماجد کو آرزو تھی کہ بہر نوع بہبودی اہالی سرکار کمپنی کے تا امکان ظہور مین آوے
اور یہی موافق مشورہ صاحب موصوف کے سڑک نئی لکھنؤ سے کانپور تک بخرچ
پانچ لاکھ روپیہ کے پختہ تیار ہوئی لفٹنٹ ہیم صاحب بہادر بمشاہرہ بیش قرار کے
بہت مدت تک واسطے اہتمام اس کام کے نوکر رہے اور پل آہنی کہ بہت دنون سے
ولایت سے آیا پڑا تھا باہتمام کپتان فریزر صاحب کے دریای گومتی مین متصل کوٹھی
رزیڈنسی کے بیچ راہ سڑک منڈیاؤن کے کہ رہگذر خاص جانے و آنے اور ہوا کھانے
صاحبان انگریز بہادر کا تھا صرف واسطے آسایش صاحبان انگریز بہادر اور رعایت
خلق اللہ کے قایم ہوا قریب تین لاکھ روپیہ کے اس کار خیر مین صرف ہوا
دفعہ ہشتم جب یہ مخلص بہ نیاز تخت سلطنت موروثی پر بیٹھا اور تقاضای بخت
اور دولت اپنا پایا اور اجداد سے وابستہ اطاعت اور اعانت اہالی سرکار دولتمدار کمپنی
انگریز بہادر کے جانتا تھا اس امر مین کہ ہیچ تساہل اور تامل کرتا نہین قریب ایام
کہ لارڈ ہارڈنگ صاحب گورنر جنرل بہادر لکھنؤ مین تشریف لائے اور وقت ملاقات
کے بہت باتین نصیحت کی طے ہوئین کہ کے تھا تا سہ طولانی بیچ مقدمہ انتظام امورات
سرکار کے حضور مین دیا تھے سب باتون کو بہت خوشی سے قبول کیا اور سوای
اقرار زبانی کے ایک کاغذ بھی درباب نہ دینے عہدہ مالی و ملکی فرقہ قوالون اور
خواجہ سراؤن کو لکھدیا گیا حقیقت مین ان لوگون کو دخل دینے سے ایسے کامون
مین بالکل باز رکھا مگر بہم ور انداز کہ بعض نوکرون سرکار کو اورہ اور [illegible]
اونکا ٹھہرا کر خدمات متعلقہ اون نوکرون کو قوالون اور خواجہ سراؤن کے سپرد کیے
رفع کرنا ان تہمات خلاف واقع کا ہمارے اختیار مین کیا تھا اور موافق نصیحت
لارڈ ہارڈنگ صاحب بہادر کے نو مہینہ مہلت مانگی گیا اور واسطے زیادہ بہبودی رعیت
کے ہر چند سخت تاکید کی اور اوپر جمعیت اودہ صراٹیہ ریس کی موافق کہنے ریذیڈنٹ صاحب کے

معامد اشفاق سامی رطب اللسان و عذب البیان میگردد و بلا توقف بصاحب موصوف
ایما صادر خواهد شد که نیز و بست این قرضه باتفاق آن قدر تجویز و استقرار خواهند نمود و را تکفل
آن ذات عالی درجات را با این همه پاس محبت اتحاد و یگانگی سلامت با کرامت دارد و لوازم
سپاس و امتنان ایزد متعال و اعانت دوستانه آن عالی شان یقین خاطر نیاز آگین است
که مختصر بیان چنین تردد و جانفشانی افواج ظفر امواج این سرکار هم قدم گورکهه که سوای قتال
و اسباب متفاوت آنها هر روز سر لشکر و تقلیل و تنقیص می آرد و خجسته انجام یافته فتح و فیروزی
و نصرت و بهروزی نصیب اولیای این دولت ابد مدت خواهد شد و در چنین تجویز درستی
شده الطاف با قوم مزبور نیازمند اتفاق در جای واثق است که چنین ذریعه دوستی خواهد
گردانید [illegible] آن [illegible] تجویز [illegible] آن والا قدر خواهد که [illegible] و [illegible] صواب آرای آن
والا قدر را از راه مدت [illegible] سرکار در حاصل این مهم زیب ارتسام پذیرفته بود
هر آینه واقع نفس الامر بوده در خصوص مراتب [illegible] سامی که در اظهار آن بذریعه صاحب
موصوف ارقام فرموده باشند نیازمند از ادراک کیفیت آن ذخیره اندوز مسرت خواهد شد
و اگر مراتب مزبور تمام و کمال حسب خواهش سامی از امکان نیازمند صورت انجاح
[illegible] انواع مسرت و اصناف بهجت که دست خواهد داد حاجت بشرح و بیان ندارد
در باب روانه فرمودن معتمد الدوله بهادر موصوف پیش نیازمند که او که بزرگ کار [illegible]
گردیده از آن جمله مسرور و منبسط گشت و نیازمند را امیدی که از ابدال هر گونه افزاید [illegible]
نسبت بحال موصوف و لفظ بهجت اظهار مدارج محبت دلی و الفت معنوی با ذات مجمع
حسنات دست داده کمال مسرت و انشراح و بهجت انبساط حاصل خواهد گشت تمهید که
همواره نیازمند را متمنی و مستدعی در یافت مژده صحت و سلامت مزاج اشفاق امتزاج
انگاشته بعز ارقام الطاف نامجات اقتضاءات مسرور و ممنون می فرموده باشند
زیاده ایام بهجت و شادمانی بکام باد

نقل محبت نامه لارد امهرست صاحب گورنر جنرل بهادر بحضور غازی الدین حیدر بادشاه

مرقوم بست وسوم ماه جون ۱۸۲۶ع مخلص بدریافت این معنی که آن زرلوث بخش سریر شوکت وسروری
وزیب افزای اریکه سلطنت وبرتری از رهگذر وفور شفقت والطاف مبلغ پنجاه لاکه روپیه بکلکته
بطریق قرض در سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بهادر عنایت فرموده اند چنانچه اهلکاران سامی
مبلغ مذکور را تمام وکمال بخزانه رزیدنسی بلده مذکور رسانیده اند مسرور وممنون نامحصور گشته
باداء مراسم شکر وسپاس آن رطب اللسان وعذب البیان می گردد او تعالی شانه ذات ستوده
صفات آن والاقدر را با این همه پاس دوستی واتحاد این سرکار را پاینده دارد که در حقیقت
هر زمان ملحوظ ومطمح نظر عالی می باشد وبرگاه سلامت باکرامت وارد الحق که چنین عنایت
وامدادهای متواتر ومتوالی که درین روزها از طرف قرین الشرف آن قدردان نسبت باین
سرکار منصه شهود رسیده مسرت یکجهتی وموالات وتمکین خلت ومصافات را بیش از بیش
سرسبز وصفاء اولیای این دولت بلند صولت را گرویده ومرهون اخلاق ومرهون اشفاق
فراوان آن توجه فرمان ساخت ومخلص بی ریا بنابر اظهار واعلان مراتب خوشنودی وقدردانی
خود شهامت وعوالی مرتبت ابهت ومعالی منزلت مارونت ریکتس صاحب بهادر رزیدنت
آن عالی مقدار را ایما نمود که از طرف اینجانب بخدمت کثیر الافادت آن مصدر الطاف
وکرم مراتب محبت وشکرگذاری این توجه وعنایت تازه معروض می سازند چون که اخلاص
انگیز پیوسته مترصد ومتمنی ادراک مژده صحاح مزاج سلطنت امتزاج تصدیع نموده باشند
صحایف شرایف ونشایف اتائق سرور وخوشنودی مسکنده باشند زیاده

تحریر دوم

دفعه اول بیچ دفعه تیسری عهدنامه [illegible]
سرکار کی تمام دشمنون بیرونی واندرونی سے اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر اتفاق وحفاظت
اور بیچ دفعه پانچوین کے لکھا ہے با اینکه مقصد اصلی اور مطالب واقعی دفعه پہلے اور دوسرے

ہونے فوج انگریزی سے ساتھ تحصیلداروں کی خلافت شد ایدقدیم سے کے توہم زمینداروں کا زیادہ ہوا
کہ آیا فیما بین دونوں بڑی سرکار کے کیا واقع ہوا کہ اب فوج مقرر نہیں ہوتی اور یہ توہم سبب زیادہ
سرکشی اور بغاوت اون لوگوں کا ہوا اور واسطے سیدہا کرنے اون لوگوں کے تدارک زاید ضرور پڑا
اور زیادہ تر سابق سے سبب تکلیف بندگان خدا کا ہوا —

دفعہ دوم دفعہ ساتوین عہد نامہ ۱۸۰۰ء مین مندرج ہے کہ تعداد فوج انگریزی متعینہ
ملک اس سرکار کی کبھی آٹھ ہزار سے کم نہوگی اور اس بات پر مدت تک عمل رہا مگر ۱۸۵۳ء
یا ۱۸۵۴ء مین متعینہ چھاونی سکندرہ بیلا گھاٹ متصل بریج معمولہ ہمارے ملک سے دفعتاً
برخاست ہوگئی اور فوج بنگی متعینہ چھاونی بیٹا پور اور سلطان پور کی برخاست ہوگئی عوض
اوسکی فوج لٹانسٹ مقرر ہوئی اور نقصان ہماری سرکار کا برخاست فوج سے جو ہوئی واقع
ہوا اونکا بیان کا ہے بیچ دلون کے کہ اگرچہ بمقتضای اتحاد کے زور اور قوت اس سرکار کا
منحصر اعانت اور الطاف عالی سرکار کمپنی پر ہے کم ہونا معمولات کا اوس طرف سے
نیچ نگاہ ظاہر بینوں کی البتہ سبب خیالات طرح بطرح کا ہوتا ہے —

دفعہ سوم امر سبب خاطر شکنی یہہ ہین اس سلطنت کا موقوفی مراسم ظاہری کا
ہے کہ آخر کو صاحبان رزیڈنٹ نے قبول کرنا عیدی فصلی اور نذر کا رسمی بھی چھوڑ دیا جب ایسی
چیزین بھی جاتی تھین تکرار اور انکار کرتے تھے عاقلان انام نے شنید و دید ایسے کو لوازم دوستی
سے سمجھا ہے اور البتہ چھوڑنا تحائف کا خصوصاً جو کچھ مالیت نہ رکھتا ہو البتہ سبب بہت
سبکی بھیجنے والے کا ہوتا ہے —

دفعہ چہارم جب مغفور غازی الدین حیدر خلد مکان نے بیچ ضمن دفعات سوالات
ملفوفہ محبت نامہ مرسومہ شرف الامرا لارڈ ہیسٹنگز بہادر گورنر جنرل کو تقدیماً للحفظ
ایک درخواست لکھی تھی کہ جسکی عبارت یہ ہے اگر احدے از اقربا [illegible] سلاطین یا ملازمان
یا رعایای خلاص [illegible] کہ مفرپا بکلکتہ بالفرض [illegible] دران صورت باندک التفات

جهد و کوشش بعمل آورده اند لهذا امید است نیازمند مقتضای تفضلات حشمت
که از سرکار والا نوعی نشان مرحمت و عنایت با آغا علیخان بهادر عطا شود که موجب
عزت افزای مومی الیه گردد و دیگران قدردانی سرکار والا دیده بیش از بیش معروف زیردستی
و جان فشانی مستعد باشند و یقین که دیگر صاحبان مجسٹریٹ بهادر اضلاع به حسن کارگزاری
تحصیلداران ملک حضور مشاهده کرده تنبیه و گرفتاری مجرمان فراری صرف همت سازند
فساد یکه ازین جهت بر روی کار می باشد منع گردد مرقوم بست و ششم ربیع الثانی ۱۲۶۸

نقل فرمان معلی شان آغا علیخان بهادر چکله دار سلطانپور وغیره بعد

بملاحظه مرحمه پیام صاحب جانشین بهادر دربار عظمت قرین مورخه سوم ماه ربیع الثانی
با وقعه ترجمه خط انگریزی صاحب بهادر قائم مقام صاحب مجسٹریٹ بهادر ضلع الہ آباد مرقومه ۱۰
ماه دسمبر ۱۸۵۱ع موسومه صاحب جانشین بهادر موصوف دلو در صاحب بهادر کمشنر
الہ آباد بگرفتاری سیتلا بخش تعلقدار اوهار گنج متعلقه دلیب پور علاقه سلطانپور که مجرم سرکار
عالیین و اشتهاری و متواتر و توالی احکام قدر نظام درباره اسیر شدنش شرف نفاذ یافته
بود از مساعی جمیله و حسن تدبیر کارگزاریش بپایه ادراک باریابان بارگاه عز و جاه رسیده لیاقت
و کارگزاری و مستعدی و دولتخواهی و دیانت و امانت او در سر انجام معاملات نظامت سلطانپور
و تحصیل زرهای آنجا و نرسیدن استغاثه مستغیثان و قلت وقوع سفاکی ها دران علاقه که از
پیشتر ملحوظ خاطر قدسی مظاهر است و بالا ستزاد گردید لهذا بمزید مراحم خسروانی و تفضلات اعلی
خاقانی فرمان معلی شان شرف نفاذ می یابد که او در طریقه دولتخواهی و دیانت همواره ملحوظ داشته
مصروف کار متعلقه و بصله این چنین حسن کارگزاری خود را مراحم خسروانی و مراحم سلطانی
شمارد و نهم شهر ربیع الثانی ۱۲۶۸ هجری مطابق سنه ۶ جلوس والا فقط

نقل با حصل مرحمه پیام کرنیل اوٹرم صاحب بهادر رزیڈنٹ لکھنو

بالفعل خط انگریزی صاحب کمشنر اضلاع بنارس وغیره به نیازمند رسید و از فحوای آن حالی مستفاد

که آقا علیخان بہادر تحصیلدار رسالہ مانپورہ وغیرہ انسداد باب ہلاک ولاوت اناث از قوم راجپوت وغیرہ
سرگرمی تمام بعمل آوردہ و نیز اسیری ٹھاکہ زنان و موقوفی جرائم و معاونت کلی افسران پولس ممالک
محروسہ سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر نمودہ و صاحب ممدوح ازین کارپرداز حضور پرنور خلد اللہ
ملکہ محظوظ اند و نیاز طراز یقین واثق دارد کہ تحصیلدار مذکور در احداث شارع فیض آباد نایب السلطنت
کہ ہر آئینہ در شہر و عالی شہر خواہند تمام و نتیج آسایش و آرام رعایا و برایا فواید لو و مسافرین ہمیشہ رو
اسفار است و کہ در معاہدہ جو دیباد اکثر می آیند نام نکوئی حضور پر نور از کران تا کران ہم اہند رسانید
کوشش بلیغ بکار بردہ مورد تحسین و آفرین سرکارین شد چہارم ربیع الثانی سنہ ۱۲۷۱ ہجری مطابق
چہارم جنوری ۱۸۵۵ع

کیفیت مقدمہ رگھبر سنگہ

بیچ ۱۸۴۷ع کے کسی شخص نے کرنیل سلیمن صاحب بہادر رزیڈنٹ لکھنو کو خبر پہونچائی کہ
رگھبر سنگہ تحصیلدار بہرایچ نے پانسو عورت مرد رعیت اوس علاقہ کو گرفتار کر کے بیچ لیا
صاحب موصوف نے بے ظاہر کرنے نام مظہر اطلاع ایسکی اس سرکار مین کی اور دفتر
اخبار اس سرکار سے کہ تحقیق عمل مین آئی نشان خبر کا پایا گیا تھوڑے دن انتظار رہا
کہ اولیا یا اخبر لکھنے ہوئے لوگ شاید حاضر ہو کر یا خود بھیجے ہوئے صاحب موصوف کر آگے
تصریح دعوی لینے کی کرین کہ موافق سررشتہ کے تدارک شایان عمل مین آوے
کوئی حاضر ہوا اور رگھبر سنگہ مدعا علیہ سے کہ بازخواست کی گئی اوس نے عرض کیا
کہ خریدنا بیچنا آدمی کا ملک دونون سرکار مین ممنوع ہے اور چھپ کر بیچنا اتنے بہت سے آدمیونکا
خلاف عقل ہے کہ ایسی بات چھپ نہین ہتی ہے اور بہم پہونچنا مول لینے والون ایس پانسو
آدمی کا کہ اکثر مرد اور عورت بوڑھے بھی ہونگے بیچ ملک بادشاہی کے اور بھی اضلاع قریبہ
ملک سرکار کمپنی کے امر محال ہے سرکار سے تحقیق کیا جاوے کہ یہ لوگ کب اور کس
علاقہ مین فروخت ہوئے اور خریدار انکے کون لوگ ہیں بیچنے والے کس ملک کے تھے کہ

پانسو آدمی کو دفعۃً غلامی مین لیکر قیمت دین اور اقربا بیچے ہوئے آدمیون کے کون ہین اور کہان
رہتے ہین اور کیا پیشہ کرتے ہین چونکہ موافق شرعی اور قوانین عرفی کے جاری کرنا حد اور
تعزیر کا مدعا علیہ پر بمجرد سننے ایک خبر کے بے اثبات و ثبوت نہین ہو سکتا ہے بیچ امر
تعزیر کے ہم معذور رہے مگر بوجہ ایسکے کہ رای صاحب رزیڈنٹ بہادر کی جہان تک
ممکن ہو ہم ضروری الاجرا جانتے ہین اور معلوم ہوا کہ کارگذاری رگھبر سنگہ کو کرنیل صاحب ممدوح
بھی اور پسند نہین کرتے باوجود ایسکے کہ اوسوقت معزولی رگھبر سنگہ کی سبب تلف
کئی لاکھ روپیہ باقیات سرکار ... اوپر نقصان روپیہ کے ہمنے خیال نکرکے فی الفور اوسکو
اوس خدمت سے موقوف کیا اس جگہ ہم خواہان غور دادرس انصاف ہین کہ حال نوکرون کا
دو صورت سے باہر نہین ایک یہ کہ کوئی جرم اونکے ذمہ پر ثابت ہو جاوے اوسمین
سزا و تعزیر لازم ہوتی ہے دوسری یہ کہ نوبت ثبوت کی نہ پہونچے مگر خبر سے کسی معتمد
سے اشتباہ واقع ہوا اور نوکر آیندہ کو لائق اعتماد کے نرہے اس حالت مین آقا زیادہ
اوپر موقوفی نوکری اور کچھہ نہین کر سکتا تاکہ زیادہ ہو جانے سزا سے یہ ظلم ذمہ آقا کو
لازم نہ آئے اس قیاس پر جو کچھہ بیچ مقدمہ رگھبر سنگہ کے اختیار مین اس سرکار کے
تھا بے شبہ عمل مین آیا طرفداری نہین ہوئی اور خاص امر قتل اور قصاص مین بانتظار
ثبوت البتہ ہم معذور تھے عجب یہ ہے کہ جب کرنیل سلیمن صاحب بہادر نے بہت سے جرم
فوجداری کے ذمہ رگھبر سنگہ کے ثابت سمجھے تھے کیون نہ اوسکو گرفتار کیا ملک سرکار
کمپنی مین تاکہ اسکو دعوی ہونا پیش کرتا مگر گرفتاری کا کیا ذکر صاحب مجسٹریٹ کی طرف سے
چشم نمائی بھی رگھبر سنگہ کی نہوئی اور وہ بکشادہ پیشانی با خیل و حشم ملک اوس سرکار
مین رہا کیا ۔ اور جو کہ رپورٹ جنرل وٹرم صاحب بہادر کی مورخہ ۱۵ ۔ مارچ سنہ ۱۸۵۵ع
دفعہ ۹۲ مین ارادہ رشوت لینے مدار المہام اس سرکار کا رگھبر سنگہ تفصیلاً ہے مندرج
ہو یہ عجیب بات ہے کہ کئی لاکھ روپیہ ہمارے باقی ذمہ رگھبر سنگہ کے ہین اور وہ طلب کیا تا حساب

باقیات کہا جاتا ہے اسواسطے مدارالمہام نے ایک دو بار کپتان سلیمن صاحب بہادر سے
تذکرہ کیا تھا اور وقت حاضر ہونے کیمپ کے داورسی اور دادخواہون کی بھی ممکن
تھی لیکن چونکہ صاحب ممدوح نے مصلحت نہ سمجھی سکوت ہوا عجب کہ کپتان صاحب بہادر ارادہ
وصول باقیات واجبی سرکار کو معمول اوپر عدم رشوت ستانی کے کرتے ہین

کیفیت مقدمہ محمد حسن تحصیلدار بہرایچ

بعد غور دریافت سانحہ رامدت پانچ برس سے مستاجر دیہات بہرایچ اور نالش کرنے والی
ورثہ کے بموجب تحریر و تجویز کپتان سلیمن صاحب بہادر کے بھی محمد حسن کو خدمت
متعلقہ سے معزول و مقید لکھنؤ مین بلا کے مقدمہ تحقیقات واقعی کے سپرد مولوی
سید محمد صاحب مجتہد العصر کے کہ عالم علمای اس ملک سے ہین کیا مجتہد ممدوح نے
بعد دریافت ہی کئی مہینے کے فیصلہ لکھا کہ تعیین قاتل کی نہین ہوئی اس سبب سے
حکم واسطے مقتول ہونے محمد حسن کے ہم نہین دے سکتے اور ارباب انصاف کے
چھپا ہوگا کہ قتل اور قصاص ایک امر ہے بہت مشکل اور حاکم بدون ثبوت کامل اور بدون
باقیتہ شرعی کے اس مقدمہ مین حکم نہین دے سکتا اور اوپر قتل کسی کے سوا ثبوت
نہین کہہ سکتا اگر حاکم شرع تجویز قتل محمد حسن کی لکھتا اور ہم اوسکو جاری کرتے
البتہ جای کلام کی تھی یا اگر کسو صاحب لکھتے کہ محمد حسن بہرحال ہماری تجویز سے
قتل کیا جاوے ہم اوسکو صاحب کے پاس بھیجدیتے کہ جو چاہین وہ کرین فقط

کیفیت مقدمہ کاشی پرشا عامل ہٹریہہ

چندن لال کھتری رہنے والا قدیم مورانوان معمولہ بیسواڑہ ہمارے ملک کا ایک
آدمی قلیل البضاعت مدت قریب بیس برس سے اوس نے حاضر رہنا پاس
عاملون بیسواڑہ کے اختیار کر کے ضامنی مالگذارون کی کیا کرتا تھا رفتہ رفتہ
کچھ مال پیدا کر کے مستاجری دیہات بھی زیادہ چالیس پچاس ہزار روپیہ کی کرکے

صاحبان مختیری ہو گیا اور ایک دکان کانپور مین قرار دیکر گنگا پرشاد اپنے چھوٹے بھائی کو
وہان مقرر کیا اور آپ ہمیشہ مع عیال کے چار پانچ بیٹے اور پوتے رکھتا تھا ضمیمہ مورانوان
مین رہتا تھا جب کاشی پرشاد عامل ہر طرح پورہ کا ہوا درمیان اوسکے اور چندن لال
بیچ معاملہ مالگذاری دہات کے کچھ تکرار ہوئی چندن لال نے ادای مالگذاری سے ہاتھ
کھینچ کے رہنے لڑکون کو اور جگہہ بھیج کر کچہری عامل سے کنارہ کیا ایک دن عامل نے نوکرون کو
آدمی واسطے لانے پٹواریون دیہات متنازعہ چندن لال کے بھیجے تھے اتفاقاً گنگا پرشاد
اوسکا بھائی اور بال گوبند پوتا چندن لال کا مع پچاس ساٹھ آدمی ہتھیار بند کے کانپور سے
آتے تھے راہ مین دو چار ہمراہیون عامل کے کہ پٹواری بھی انکے ساتھ تھے ہوئے اون لوگون
نے پٹواریون کے جانے سے تعرض کر کے اونکو ہاتھہ سے نوکرون عامل کے لے لیا اسی
بات پر درمیان نوکرون عاملان اور ہمراہیان گنگا پرشاد و بال گوبند کے تکرار ہوئی گنگا پرشاد و
بال گوبند نے کانپور جا کر نالش مقتول دو آدمی اور مجروحی گنگا پرشاد اور لوٹنے مال و اسباب
کے بنام ہمراہیان کاشی پرشاد کے کی اور کرنیل سلیمن صاحب نے درخواست کی کہ تحقیقات اس
مقدمہ کی روبرو اسسٹنٹ کے ہو ہر چند کہ روبکاری ایسی مقدمات کی ریزیڈنسی مین خلاف دستور
تھی مگر بہ نسبت پاس اتحاد و سرکار کے قبول کیکے مقدمہ کو مع مدعا علیہم سپرد صاحب کے کیا اور
صاحب نے تفویض کپتان ہیس صاحب بہادر اپنے اسسٹنٹ کے کیا کپتان صاحب موصوف
نے زیادہ ایک ماہ سے مقدمہ کی تحقیقات کر کے یادداشت و تخمینی اپنا لکھا اسکے بعد اکبر علی مطلقہ
اس سرکار کو کہ پاس صاحب کے حاضر رہتا تھا دیا کہ اب حاضر رہنا کاشی پرشاد کا ضرور نہین ہے
وہ اجازت جانے علاقہ کی پاوے جب یہ یادداشت ہماری اہلکاران کے پاس پہونچی بلا توقف
اوسکے کاشی پرشاد کو اجازت جانے علاقہ کی ہوئی ہنوز نامبردہ لکھنؤ سے روانہ نہوا تھا کہ
چنانچہ پیام کرنیل سلیمن صاحب بہادر کا اس مضمون سے پہونچا کہ واسطے رخصت پانے کاشی پرشاد کے
البتہ ہم نے کپتان ہیس صاحب سے کہا تھا مگر مطلب یہ تھا کہ اگر ضرورت ہو واسطے چند روز کے

جای سرفرازی علاقہ پر ہماری مرضی نہ تھی اور ابتک کاغذات تحقیقاتی کپتان ہیس صاحب کے
ہمارے پاس نہیں آئے کہ ہم تجویز اخیر مقدمہ کی کرتے بعد دیکھنے اس پرچہ کے کاشی پرشاد کو جاے علاقہ
سے منع ہوا بالآخر کرنیل صاحب نے تجویز اخیر دربارہ کاشی پرشاد اور شنکرلال اوسکے کارندہ
کی لکھہ بھیجی اوسکے قبول سے بھی ہمنے انکار نہین کیا پس اس سرگذشت مین غور کرنا چاہیے
کہ کیونکر الزام ہماری سرکار پر عائد ہو سکتا ہے جس وقت رزیڈنسی سے جو کچھہ لکھہ آیا فورًا
اوسکی تعمیل ہوئی اس مقدمہ مین اگر کچھہ اختلاف تھا تو درمیان کلام کرنیل صاحب اور کپتان
ہیس صاحب کے ہوا ہو اوس سے ہمکو تعلق کیا تھا اصل یہ ہے کہ بعض اہلکار سرکار کمپنی کے
درپے بدنامی اس سرکار کے رہتے تھے لہذا جو مناقشہ اتفاقی کہ درمیان رعایای اس سرکار کے
ہو جای وہ لوگ تیز ی عقل سے کوئی بات اوسی واسطے الزام دینے اس سرکار کی نکال کر
داخل کتاب بجای اس ریاست کے کرتے تھے

کیفیت مقدمہ منور علی خان تعلقدار نان پارہ

منور علیخان قوم طوع سالہای دراز سے تعلقداری نان پارہ متعلقہ ہمارے ملک کر رکھتا تھا
تیس چالیس برس گذرے کہ وہان کچھہ فساد نہین ہوا قریب پانچ برس کے گذرتا ہے کہ منور علیخان
مرگیا خواہان علاقہ کی پہلے جورو اوسکی مع ایک لڑکی کے جسکو وہ منور علیخان کا بیٹا کہتی ہے
ایک طرف اور نئی جورو اوسکی جو سبطل نسب اوس لڑکی کی ہے ایک طرف دونون مین نزاع کی
وجہ سے فساد تھا کرنیل سلیمن صاحب بہادر نے صلاح دی کہ دونو علاقہ سے خارج ہون
فقط کچھہ روپیہ انکے کھانیکو سرکار سے دیا جای موافق اوسکے کرنیل سلیمن صاحب ہمنے حکم دیا
مگر ابتک فساد نگیا اگرچہ سلیمن صاحب بہادر کی صلاح ماننا ضرور تھا وگرنہ رفع فساد کچھہ مشکل نہ تھا

کیفیت علاقہ تلشی پور

تلشی پور مدت دراز سے جبع ساوی مستاجری مین دان بہادر اور درگراج سنگہ اوسکے
بیٹے کے رہا اور کبھی کچھہ فساد نہوا سنہ ۱۲۴۹ء کے درگراج سنگہ کو شورش دماغی عارض ہوئی

اور حسب مصلحت وقت بہتر معلوم ہوا کہ صاحب جی او سکا بیٹا سرفراز کیا جاوی لہذا
خلعت صاحب جی کو سرکار سے دیا گیا اور خلعت دینی کا مطلب یہ تھا کہ بہ نیابت باپ
کی کام اور انصرام روپیہ سرکار کا کیا کرے مفوی لوگ درگراج کو پیش کرنل سلیمن صاحب
کے کہ واسطے دیکھنے ملک اودہ کے گئے تھے لے گئے اور کہا کہ باپ کے جیتے جی بیٹے کو
اختیار پہنچا ہیئے کرنیل سلیمن صاحب نے بات اون لوگون کو بسبب قبول جگہ دہی سے
متواتر تحریرات طولانی اس مین لکھین جو کہ ہمیشہ صلاح صاحب رزیڈنٹ بہادر کی ہمکو
منظور ہوئی تھی اخراج بیٹے اور اقباض درگراج سنگہ او سکے باپ کا عمل مین آیا مگر جیسا کہ
متخیل تھا کہ اس صورت مین زیادہ فساد ہوگا ویسا ہی ہوا ایک طرف بیٹا معہ گروہ
اور دوسری طرف او سکی تابعی باغی ہو کے شورشین کین اوسوقت کرنیل سلیمن صاحب
نے واسطے اخراج دینے دونون کی صلاح دی موافق صلاح کرنیل صاحب کی علاقہ کو
خام تحصیل کر کے ایک تحصیلدار سرکار سے مقرر کیا مگر شورش اون لوگون کی بالکل
رفع نہ ہوئی اور پھر بسبب اسکے کہ علاقہ تلشی پور ملحق سرحد نیپال کا ہے اور مفسدون کو
وقت بھاگنے کے یہان سے جاپناہ امان کوہ مین سہل سرکوبی اونکی اچھی طرح ہو سکی
یہ وجہ فساد اس علاقہ کی صاحب جی اور درگراج سنگہ دونون سنہ ۱۲۶۳ فصلی مین حاضر بیت السلطنت
لکہنو کے ہوئے اور موافق صلاح کرنیل سلیمن صاحب بہادر کے اونکو وعدہ عنایت
ہونے چوبیس ہزار روپیہ سال کا ہوتا تھا اونہون نے قبول نکیا فقط

کیفیت سررشتہ اخبار

جب کرنیل سلیمن صاحب بہادر عہدہ رزیڈنسی لکہنو پر آئے کے بارہا اونہون نے مدار المہام
اس سرکار سے کہا کہ اخبار نویس جس سے کچھہ پاتے ہین خبر اوسکی نہین لکھتے اور جو کچھ نہین
دیتا اوس پر تہمت کرتے ہین نوکر رکھنے اخبار نویسون سے کچھ فائدہ نہین ہے اور قریب
قریب یکسال کے بسعی کشت سپاہی باشندہ شاہجہان پور موافق صلاح صاحب کے

کہ حضور سے عہدہ تحصیلداری محمدی پر مقرر ہوا تھا صاحب نے محمد خان وکیل اس سرکار
سے کہا کہ مقرر ہونا اخبار نویسون کا زائد اور بیکار ہے چنانچہ اشارہ اسبات کا مضمون
دو قطعہ ہمارے پرچہ پیام اسمی صاحب موصوف سے کہ نقل اوسکی شامل ہے بخوبی ظاہر
یا کچھ لم موقوفی اخبار نویسان مین جلدی نہین ہوئی تا آنکہ کرنیل صاحب سیر ملک اودہ سے
پھر آئے گو سنہ ۱۸۵۰ع مین مصلحت معلوم ہوئی کہ سررشتہ داران دفتر دیوانی مانند اخبار
نویسان نوکر سرکار کے اور واقف ہونا اونکا حسابات دیوانی اور واقعات فوجداری
... کیواسطے کہ اخبار نویس اور سرکار سے ایسی کچہری کے لوگون سے حال دریافت کر
... حاضر ... کر حال لکہتے ہین آیندہ لکہنا اخبار علاقجات ... کا متعلق دفتر دیوانی کے
... حکم ایسی جاری ہوا اور اخبار نویس علاقجات سے برخاست نہین ہوئے تھے کہ پرچہ
پیام ... کرنیل صاحب مشعر شکایت موقوفی اخبار نویسونکے پہونچا اور فی الفور واسطے بحالی
اخبار نویسونکے حکم جاری ہوا اس صورت مین چہپ رہنا خبرون کا بسبب برخاست
اخبار نویسونکے رپورٹ کرنیل سلیمن صاحب بہادر اور جنرل اوٹرم صاحب بہادر مین
جنکی ... خلاصہ ہم ... لکہتے ہین مندرج ہین ہرگز لائق سماعت نہین ہو سکتا
عجیب ... کلامی ہے کہ خود صاحبان موصوف واقعات فوجداری کو سررشتہ
اخبار سرکاری سرکار ہی دریافت کرکے روزنامچہ بنایا اور واسطے الزام دینے اس سرکار
کے پیش کرتے ہین اور بخلاف اوسکے موقوفی اخبار نویسونکی بہی کہتے ہین اگر اخبار نویس
... امانی کے کہ اب قریب تمام ملک کے امانی ہوتے صاحبان رزیڈنٹ روزنامچہ
... سلطانپور بیسواڑہ بہرایچ کا کہان سے تیار کرتے اور یقین کرنا
اسبات کا کہ مندرجات اخبار و سوانح واقعیہ سے بہت کم ہین فقط امر فرضی ہے
جبسے کہ کرنیل سلیمن صاحب بہادر سیر ملک اودہ کو گئے زیادہ توجہ بلکہ اشتیاق
صاحب ... واسطے دریافت کرنے واردانون کے خاص و عام پر ظاہر ہوا ایکطرف

ور پینڈاراصالتاً یا وکالتاً اسطرح کے سوانح کو حسب نخوہ اپنے صاحب کو عرض کرتے
تھے اور ایک طرف زمرہ رعایا بھی کوٹھی رزیڈنسی مین بار پاکر مطالب اپنی زبانی اور بوسیلہ تحریر
ظاہر کرتی تھی اور یہی صاحبان اسسٹنٹ اور وہ فرقہ پولیس اخبار فوجداری کی کیفیت صاحب
کو لکھتے تھے اور افسران فوج لوکل اس سرکار کے مثل کپتان الکزنڈر و کپتان بالیو
لفٹنٹ شیکلپر کی طرح چپ چپ رہنا کسی سانحہ کا کرنیل سلیمن صاحب سے ہرگز ہو
نہین ہوسکتا اور جب کوئی سانحہ خارج سے یعنی سوای اخبار ہمارے کے صاحب کے
کان تک پہنچتا تھا سر رشتہ اخبار سے تطبیق اوسکی کرتے تھے اور ہمیشہ مندرج پاتے
تھے اور اگر کبھی نہ ہوا وقت تحقیقات کے بہت کم ایسا ہوا کہ وہ خبر سچ نکلی بلکہ ثابت ہوتا
تھا کہ کسی نے جھوٹ کہہ دیا اہلکار سرکار کے واقعات اس احوال سے موجود ہین مگر بالفعل
ہمارے اختیار مین نہین ہین اور بہت ظاہر ہو کہ مدعی واقعات کو اور طرح سے ظاہر کرکے
الزام ذمہ مدعا علیہ کے رکھتا ہے اور مدعا علیہ بالعکس اور بغیر تحریر کے کوئی بات لائق
اعتماد کے نہین ہوتی مگر کرنیل سلیمن صاحب کو ثابت کرنا زیادتی فسادات اس
ملک کا مدنظر رکھتے تھے صرف کلام اوس جانب کو کہ زیادہ فساد ظاہر کرے معتبر کردیتے
تھے اور قیاس صحیح یہ ہے کہ امور واقعیہ بہ نسبت دعوے مدعیوں کے کم ہونگے نہ زیادہ
کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ لوگ اعضائے مردگان امراض کو مجروح کرکے نالش قتل اور
جرح کی دوسرے پر کرتے ہین اور وقت تحقیقات کے وہ سب بات بے اصل نکلتی ہے
اور طریقہ انتظام کا منحصر ایک صورت پر ہے نہین خود سرکار کمپنی انگریز بہادر مین سر رشتہ اخبار نویسی
کا نہین ہے واقعات فوجداری فقط عرض کرنے تھانہ دارون اور مدعیون سے سرکار مین ظاہر ہوتے تھے

خلاصہ دفعہ ۵ رپورٹ جنرل اوٹرم مورخہ ۱۵ ماہ مارچ ۱۸۵۶ عیسوی

رپورٹ حوادث سال گذشتہ کی مجموعاً ایک ہزار تین سو اکیانوے ہین زخمی اور مقتول
اصل سے بہت کم ہین سابق زمانہ مین اخبار نویس مع پیادے وہرکارے جو کہ تابع

اونکے تھے ہر ہر علاقہ میں ملک اودہ کے مقرر تھے اور سرکار سے مشاہرہ پاتے تھے پرچہ اخبار
کے اونکے بیک بادشاہ کے پاس بھیجا جاتے تھے اس قسم امور میں [illegible] فائدہ [illegible]
امر میں اونسکو اثر قومی تھا اور اسکے سبب بادشاہ کوئی قسم کا کاغذ [illegible] تھے پرچہ جاسوسی انکی
کہ پرچہ خبر پر نظر گذرانتے چنانچہ ہم لکھ چکے ہیں کہ اخبار کا کام [illegible] صاحب [illegible]

نقل پرچہ پیام آمدہ صاحب چیف کمشنر بہادر مورخہ ۲ محرم سنہ ۱۲۶۸ ہجری مطابق ۱۵ نومبر سنہ ۱۸۵۱ عیسوی

شرح اینکہ سابقاً پرچہ پیام آن مہربان مورخہ بست و ششم شوال سنہ ۱۲۶۷ ہجری [illegible]
ذی قعدہ سنہ ۱۲۶۷ ہجری مشعر نامناسب بودن برخاستن اخبار نویسان ملک امانی منظور نمودن
خبر ظلم و طغیان و جور طوغان موصول مطالعہ ساطع گردید بر آن مہربان مخفی نماند کہ ہرگاہ
انتظام علاقہ بطریق امانی و تقرر تحصیلداران بوجہ احسن قرار یافتہ بعد گرفتن اقرارنامجات مستوفی
و تعین جماعت پیشکاری بلا غفلت چکلہ داران و ہمچنین تھانہ داران از سرکار بعمل آمدہ تفہیم مراتب
ضروری بہر یک در بارہ عرض اخبار متعلقہ کردہ شد چنانچہ متصدیان امانی از حال تحصیل
و تشخیص و ترتیب کاغذ بذریعہ دفتر دیوانی اطلاع میدہند و کیفیت ہای تھانہ داران مشعر وقوع
جرائم ہر روزہ نزد صدر الصدور میرسد و ہمچنین افسران فوج متوسطان حدود و اینجا بانہا
امور متعلقہ خود ہا میپردازند درین صورت تا کہ بودن اخبار نویسان بیکار و صرف زائد بود و نیز
آن مہربان ہم در گفتگوی علاقہ کمشن سہامی در بارہ بر آمد بودن اخبار نویسان در علاقہ
امانی ایما نمودہ اند الاکنون بپاس تحریر آن مہربان اخبار نویسان باز مقرر گردیدند

پرچہ پیام ایضاً ۲۳ ذی قعدہ سنہ ۱۲۶۷ ہجری

پرچہ پیام مورخہ بست و ششم شوال سنہ ۱۲۶۷ ہجری مشعر عدم مناسبت موقوفی اخبار نویسان
از جملہ پرگنات امانی کہ نتیجہ قباحتہا و نیز تفویض رعایای بیچارہ بحال جابر گرگ صفت است
موصول مطالعہ ساطع حقیقت [illegible] علاقہ جات مستاجری

جور و ظلم عاملان بوجہ زیادہ طلبی جبر می‌نمودند بیشتر بحال رعایا میگردید و اخبار نویسان بطمع رشوت
وتمتع از عمال با وصف تاکیدات بسیار با خفای جبر و جور و اعتساف آنہا می پرداختند حالیا
کہ قریب تمامی ممالک ہای گشتہ احتمال ظلم و تعدیات آنہا مرتفع شدہ بودن اخبار نویسان بحکم
آن مہربان ہم مقید بہ گفتگوی علاقہ کرشن سہای درین خصوص بحضور ابا نمودہ بودند
مناسب متصور شدہ موقوف نمودہ شد مگر سد باب خبر نہ بانیست زیرا کہ اولاً ہرکارہای اخبار
بجملہ علاقجات بودہ تمامی روداد ہر روزہ از متصدیان عملہ پیشکاری امانت نویسانیدہ بحضور
می فرستند و ثانیاً روداد عملہ نویس تہانہ جات نیز ہر روزہ بملاحظہ می درآید تدارک آن
بخوبی می شود چنانچہ بر طبق ہمین روداد حال قتل صاحب جی سمی ہدایت اسمری ادتحصیلدار
پیر ہیرہ سیدار بسیار قبل از وصول پرچہ پیام آن مہربان دریافتہ نفاذ حکم بتاکید شدہ است
یقین کہ فرمان مہربان رسیدہ باشد و باز بموجب ایمای مہربان حکم تقرری اخبار نویسان جاری خواہد

وقعہ ہشتم مینیوٹ مورخہ ۱۲ نومبر ۱۸۵۲ع مین صاحبان کورٹ آف ڈرکٹرین کو
لکہتے ہین احوال جلالت مزاج بادشاہزادہ کا جوان و نون بذریعہ کپتان ہیس کو پہونچا
نہایت خوفناک تہا اور ایسا متصور ہوا کہ کون وقت بادشاہ کی وفات ہو یہ قول
کپتان ہیس کا بالکل بے اصل بارہوین اگست ۱۸۵۲ع سے آخر نومبر تک تین مہینے کی دن
تک کپتان ہیس قائم مقام رزیڈنٹ ہے اس زمانہ مین خدا کی فضل سے مزاج ہمارا بخوبی
اچہا رہا کچہہ خوف کی جگہہ نہین ہوئی ولیکن خوشامدی اس مضمون کی یہ ہے کہ فی الفور زید
صحت کی ہی لکہہ بہیجی تاکہ بروقت تحقیق جہوٹ نہ ٹہرے غرض اصل ایسی باتون سے
سوائی اسکے اور کچہہ نہین ہو سکتی کہ ہمیشہ ظاہر کرنے ہماری بیماری کے جلدی سے
کوئی حکم زیادہ ہونے اپنے اختیار کا حاصل کرین اور ہمارے نوکرون کو دہمکا کے
کچہہ اپنا کام نکالین وہو کے مین جتنے دن یہ بات چلی اوتنے ہی دن انکو غنیمت ایسی ایسی
باتون کے واسطے صاحب رزیڈنٹ ہمارے وکیل کو کہ

مستو تہدید متقاد رہا

گورنمنٹ ہند مین مقرر ہونے نہ دیا کہ کوئی دوسرا کہنے والا نہ رہے فقط

دفعہ نہم مسٹر گرانٹ صاحب بہادر نے جو اپنی سپلیمنٹ مرقومہ ۲۰ نومبر ۱۸۵۶ع
مین طول کلام کیا ہے بنا اسکی بے اصل باتون پر ہے یعنی چندن لال بالکذار
دیہات جسکی زیادہ پچاس ہزار روپیہ متعلقہ اس ملک کا تھا اور رعیت قدیم اس سرکار کا
بینی پرشاد تحصیلدار نے لوگ واسطے بولانے پٹواریون اور گانوون کے بھیجے
کہ اتفاقاً چندن لال کا پوتا اور گنگا پرشاد اسکا بھائی ذریعہ ملکہ مزاحمت کی یہ مقدمہ
رہزنی کا نہ تھا مسٹر گرانٹ صاحب ایسی عبارت لکھتے ہین جس سے اصل بناہی مقدمہ کی بھی پائی
اس مقدمہ مین اول سے آخر تک جو کچھ کرنیل سلیمن صاحب رزیڈنٹ نے کہا تھی سب منظور کیا وجہ
اسکی انصاف کا فقط کرنیل صاحب کے ذمہ پر تھا اسیطرح سے ماجرا آنے کسی آدمی کا سلیح پیچ کھینچ کر
رزیڈنسی کے ثابت ہے کہ فقط دروغ گوئی اور حیلہ جوئی سٹیزیون کی تھی نکولی آیا نہ گیا پس صاف
کھل گیا کہ جن باتون پر بھروسا کر کے مسٹر گرانٹ صاحب ہمارے نقصان کو درست سمجھے وہ بالکل بے
بے اصل ہین اس صورت مین رائی مسٹر گرانٹ کی کیونکہ درست ہو سکتی ہے

دفعہ دہم جنرل اوٹرم صاحب تتمہ اسی خط مورخہ ۶ فروری ۱۸۵۶ع بموجب لکھنے
کپتان ہیرک صاحب کے لکھتے ہین کہ مزارع فقط چالیس ہزار اہل نانپارہ سے گورکھپور لیگئے
مگر رپورٹ صاحب مجسٹریٹ بہادر گورکھپور مورخہ ۲۴ جنوری ۱۸۵۶ع ملفوفہ رپورٹ
جنرل اوٹرم مورخہ ۱۵ مارچ ۱۸۵۶ع سے چالیس ہزار کسان کا کیا بلکہ چالیس کا بھی اس ملک
سے گورکھپور کو جانا ثابت نہین ہوا پس باوجودیکہ ایسی بات خلاف قیاس بھی ہے کہ ایک علاقہ
سے چالیس ہزار مزارع یکبارگی چلے آوین اور یہی ناراستی اس خبر کی رپورٹ صاحب مجسٹریٹ
گورکھپور سے صاف کھل سکتی ہے نہ کچھ ہیرک صاحب نے خوف کیا کہ اگر بات جھوٹ ٹھہر گئی
تو کیا ہوگا اور نہ کچھ جنرل اوٹرم صاحب نے غور فرمایا

دفعہ یازدہم جنرل اوٹرم صاحب اپنی رپورٹ مورخہ ۱۴ فروری ۱۸۵۶ع کی ساتھ

شرح گفتگو جو بیچ جنرل صاحب اور نواب مدار الدولہ بہادر مدار المہام اس سرکار کے ۱۳ فروری
۱۸۵۵ع کو ہوئی ہوئی اوسمین لکھا ہے کہ وزیر حاضر ہوکے احوال لڑائی کا کہ انہوں مابین
تعلقدار رام نگر دھیڑی اور تحصیلدار سرکار کے واقع ہے اور حال کئی تعلقداروں کا جو
ادائی زر واجبی سے کنارہ کش ہوکے پاس تحصیلدار حاضر نہیں ہوتے بیان کرکے درخواست
کی کہ آپ از راہ مہربانی کچھ صلاح نیک ور مشورہ خیر دیویں کہ جس میں اون بے ادب اور
بے ایمان زمینداروں کا تدارک فراواقعی ہوا اور ملک کو امن چین صاحب نے کہا معلوم نہیں
کہ تعلقدار کی تحصیل کا کیا مقدار ہے اور سابق میں وہ کیا دیتا تھا اور بالفعل کسقدر
طلب کیا گیا اور یہ بھی فرمایا کہ یقین ہے کہ تعلقدار مذکور مقابلہ کرنے کو مجبور کیا گیا
ہوگا کیونکہ اوسنے اپنی دل میں سمجھا کہ اگر ہتھیار پکڑکر مقابلہ نکرونگا عامل کی گران تحصیلی
سے چھوٹ جاؤنگا ناکہ تمثیلاً حال شورش پرگنہ سلون میں بیان کیا گیا کہ مہدی حسین
تحصیلدار نے اسقدر خزانہ طلب کیا کہ بالکل تعلقدار سے ممکن نہ تھا وزیر کو بادشاہی
مانزمان سے بڑا اچنبھا ہوا اور کہا کہ تعلقدار سلون سے اتنا ہی طلب کیا گیا تھا
کہ وہ بیس سال سے دیتا ہے صاحب رزیڈنٹ نے جواب دیا کہ ذکر مقدار بیس سال پہلے کا
جو آپ نے کیا وہ تاسف افزا ہے اور جہان کو روشن ہے کہ اتنا ہی بیس سال گذشتہ
میں تحصیل اودھ کی بتدریج ابتر ہوگی اور تحصیل کا حساب صحیح نہیں ہے یا جو بہ نسبت ایام
سابقہ کے ہر ایک مقام کی لیاقت اور اطوار کی قابل ہو پس اس بیان سے چند باتیں
صاف ہوگئیں ایک یہ کہ ہم اور ہمارے کارپرداز ہمیشہ دل سے صاف رزیڈنٹ کی
صلاح مانگتی اور اوسکی کرنیکا ارادہ رکھتی ہیں دوسری یہ کہ صاحب رزیڈنٹ صفائی
دل سے صلاح نہ دیکر لیت ولعل پر ٹال دیتے ہیں اس گفتگو سے صاف ظاہر ہے
کہ بیس برس کے پہلے جمع طلب کرنا مناسب ہے اندرونی ریپورٹ مورخہ ۷ فروری
۱۸۵۵ع بہت تعجب کی جگہ ہے ہماری ملک کی بے انتظامی بیان کرنے کے وقت

صاحب ریزیڈنٹ سب جانتے ہین اور ہماری صلاح نیک دینے کے وقت صاحب کچھ
نہین کہتے کون تعلقدار ہے کہ جسکا وکیل صاحب ریزیڈنٹ کے پاس نہین آیا اور صاحب
نے اوسکی بات پر اعتقاد نہین کیا جب کرنل سلیمن صاحب ۱۸۴۹ع مین سیر کو اودھ
کی گئے تھے بواسطہ کپتان بسین صاحب کے گوربخش سنگھ تعلقدار رام نگر کو جو اپنے باپ
کا ... اور اسکے گنجایش کثیر اور سیر و نانکار قدیم اور بارہ ہزار روپیہ سال جو نواب امجد علی
شاہ ... اوسکے باپ کو نانکار بعنایت کی تھی ایک لاکھ چوبیس روپیہ سال سوائے
جمع علاقہ ... کے دلوا دی ٹھہرا دیے تھے تب سے وہی جمع برابر چلی آتی ہے زیادہ نہین
ہوئی جنرل اوٹرم صاحب نے اپنی رپورٹ ۱۵ مارچ ۱۸۵۵ع دفعہ ۱۵ مین لکھا ہے کہ
حقیقت میں یہ خیال کرتا ہون کہ بادشاہ اودھ کو وہ باتین جو واجبات سے ان پر ہین کبھی
خیال مین نہ آوینگی اور کبھی بذات خود توجہ نکرینگے اور دوسری جگہ اسی دفعہ مین
لکھا ہے کہ بادشاہان سابق کا یہ طریقہ تھا کہ ہفتہ مین ایک ... اکثر زیادہ دربار
کرتے تھے اس دربار مین اونکے تمام اقربا اور سارے شہر کے معزز لوگ حاضر ہوتے تھے
بادشاہ حال نے اس طریقہ کو ابتدا مین چار مہینے جاری کر کے موقوف کر دیا جواب
اوسکا دو صورتون پر مبنی ہے ایک یہ کہ ہمیشہ دربار عام کرنا دوسرے یہ کہ فقط اپنا
کام یعنی کلیات امور سلطنت کو دیکھنا اور دیکھتے رہنا بعد سلطنت و تخت نشینی کے
ہمکو ضرور یہ لازم ہوا کہ سب کلیات امور کو اپنی آنکھ سے دیکھ کے جو کچھ ... مین
کچھ صلاح مناسب ہو درست کر دین اور جو بدستور رکھنا ہو اوسکو بدستور رکھکر کار
گذار اچھے مقرر کر دین کہ کام بخوبی جاری رہے صاف ظاہر ہے کہ کوئی ملک نیا
ہمکو نہین ملا تھا کہ جسمین بہت سے تغیر و تبدیل کرنا ضرور ہوتا باہمہ تبھی شروع مین
حال نالشی مستغیثون اور طریقہ تحقیقات اور انصاف کا جابجا اور ایک صندوق
مقفل ... کر دیا کہ جسکا جی چاہے عرضی اوسمین رکھ جاے یہ سب کام بذات خود ہم

آپ دیکھکے حال اوسکا دریافت کرتے تھے آخر کو معلوم ہوا کہ محکمات عدالت کہ ابتدا
سے مقرر ہین اچھی ہین اوسمین انصاف وابھی موافق احکام شرعی کے ہوتا ہے کوئی مقدمہ
ایسا نہین ہوا کہ جسمین ناانصافی ہوئی ہو. بعد اوسکے کچھ انتظام فوج کا ارادہ ہوا
اکثر افسران موروثی موقوف ہوگئے تھے پھر مقرر ہوسے اور ارادہ تھا کہ سب فوج کو
دیکھہ اور ملاحظہ کرکے انتظام کرینگے مگر تھوڑے دن بعد کرنل [illegible] صاحب نے [illegible]
اسباب کی شکایت کی اور کرنل سلیمن صاحب نے بھی اس بات مین گفتگو کی [illegible]
کہ اگر ہم تھوڑی فوج بھی آراستہ کرینگے تو صاحبان انگریز بہادر کو ناگوار ہوگا اور [illegible]
بڑہا دینگے چونکہ دوستی سرکار کمپنی پر پوری بھروسا تھا اور حفاظت [illegible] اندرونی بیرونی
اس ملک کی سرکار موصوف کے ذمہ پر تھی اس کام سے درگذرے اور اسیطرح طرف
انتظام ملکی کے توجہ کیا سمجھو پہلے سے دل مین تھا اور لارڈ ہارڈنگ صاحب نے بھی اسکی
آبادی کرنے ملک کے صلاح دی تھی تھوڑے دنون مین اس حصہ سے جو حصہ ملک آبادی کردیا
اور جسکو آبادی کیا پھر اوسکو اونکا اجارہ نہین کیا اور حکم کردیا دربار عام کا ہم پر [illegible]
آگے صاحبان رزیڈنٹ [illegible] صاحب بہادر ہر ہفتہ مین دربار عام کرتے تھے
سب شقہ دار اور متوسلان انگریزی آکے ملاقات کرتے تھے اب بیس سال سے وہ طریقہ
بند ہوگیا ہے کسی سے ملاقات کرنے مین کبھی انکار نہین کیا اور اسی رپورٹ کی دفعہ [illegible]
جنرل [illegible] صاحب کرنل سلیمن صاحب کا قول لکھتے ہین کہ نواب مدارالدولہ بہادر ایسی [illegible]
جسکا علاج اونسے ہوسکتا ہے فکر نہین کرتے اور بہت سے غلطیون کی جسکی صلاحیت وہ
کر سکتے ہین فکر نہین کرتے اور بہت سی تکلیفون کی جسکا چارہ اونسے ہوسکتا ہے لیکن ہوتا نہین
یہ امر عجیب ہے بظاہر کہ سوای عزت خاندانی کے اب جو عزت و توقیر و فلاح و بہبود [illegible]
ہے سب بدولت اقتدار و اختیار و رونق ہماری سلطنت کے ہے اور بوجہ [illegible]
سب لڑکے بالے اونکے ہم سے متعلق ہین کیونکر گمان ہوسکتا ہے کہ ہماری بدلائی سکے [illegible]

مین وہ کمی کرینگے اور جان نہ کہپاوینگے

دفعہ دوازدہم رپورٹ جنرل اوٹرم صاحب مورخہ ۱۵ مارچ ۱۸۵۵ع دفعہ اٹھہ مین جو جنرل صاحب نے تغییر پیاری اوضاع پر کی ہے بزرگان انام و علمای کرام تطہیر اپنی نفس سے ہمیشہ احتراز کرتے آئے لہذا ہم بھی بموجب ما ابری نفسی وا بانفسک فلا تطہر کے اس مقام پر بسط کلام مناسب نہ جانا

دفعہ سیزدہم جنرل اوٹرم صاحب دفعہ ۴۹ اپنی رپورٹ مورخہ ۱۵ مارچ ۱۸۵۵ع مین لکھتے ہین کہ کرنل جیٹ صاحب نے تکدمہ مصارف علاقہ جات کا بابت ۱۸۴۳ع کے ترپن لاکھہ ستائیس ہزار سات سو گیارہ روپیہ لکھا تھا اور اب سال گذشتہ مین یعنی ۱۸۵۴ع مین ایک کرور بائیس لاکھہ آمدنی سے فقط چھتیس لاکھہ داخل سرکار ہوا اور چھیاسی لاکھہ خرچ مین مجرا لیا گیا چونکہ اب خراج گہٹ گیا خرچ علاقجات کا پیرہ نہیں سکتا اس صورت مین بیشک وزیر اور ناظم نے بادشاہ کو خوب ٹھگا ہے یہ تجویز بھی بے اصل کرنل رچمنڈ صاحب کی تحریر سے صاف ثابت کہ ترپن لاکھہ خرچ تحصیل علاقہ جات کا تھا سوای تنخواہ اقربا و محلات سلطانی و امتیازیوں وغیرہ مصارف خزانہ کے ۱۸۴۳ع مین اقربا و محلات وغیرہ نے تنخواہ خزانے سے پائی ہوگی اور ۱۸۵۴ع مین تنخواہ اقربا و ملازمین لکہنو کے بھی علاقہ جات سے ملی ہو گی جیسا کہ مشہور ہے کہ بالفعل تحصیلدار وغیرہ اکثر قبض محلات و اہلکاران و امتیازیان کی بھی بعوض زر نقد دیا کرتے ہین اسی ہو رحسابی تہوڑے تامل مین صاف معلوم ہو سکتی ہین اور جنرل اوٹرم صاحب نے جو الزام اہلکاران پر لگایا ہے وہ ناحق ہے فقط

دفعہ چہاردہم مضمون رپورٹ کرنل سلیمن مندرجہ دفعہ ۱۵ رپورٹ جنرل اوٹرم مورخہ ۱۵ مارچ ۱۸۵۵ع سے درست ہونا عہدنامہ ۱۸۳۷ع کا پایا جاتا ہے اور مینوٹ لارڈ ڈلہوسی صاحب بہادر نے مورخہ ۱۸ جون ۱۸۵۵ع سے تا درستی

اسکے بھی اختلاف ہے اور وجہ یہی کہ چونکہ لارڈ ڈلہوسی صاحب نے سمجھا کہ ملک اودہ
کو کسی ضلع مین حقیقت ایسی بے انتظامی نہین ہے جس سے کہ تعمیل دفعہ ۷ عہدنامہ
۱۸۳۷ع کی ہوسکتی لہذا اوس عہدنامہ کو بے فائدہ سمجھ کے لکھا کہ وہ کسی کام کا نہین
دفعہ پانزدہم جنرل اوٹرم صاحب نے خیال کیا کہ اگر ہم صاحبان مجسٹریٹ اور بہار
اضلاع سرحدی کو واسطے تحقیقات حال بے انتظامی ملک اودہ کے لکھین تو انکی
تحریرون سے بڑا سامان واسطے الزام دینے اس سرکار کے ہاتھ آئیگا مگر یہ خیال
نادرست نکلا یعنی جو صاحبان مجسٹریٹ سے استفسار کیا گیا کہ کسقدر لوگ اپنا ملک چھوڑکر
برٹش ضلع مین آئے ہین تو مجسٹریٹ فتحپور و اعظم گڈہ و شاہجہانپور و الہ آباد کچھہ نہین
لکھتے ہین جونپور کے مجسٹریٹ نے عدم وقفیت ظاہر کی اور گورکھپور کے مجسٹریٹ بھی
نسبت ملک چھوڑنے کے اسقدر لکھتے ہین کہ یہان نوسو سے سوتک اس خاندانکے
لوگ ہین جنکی جایداد دونون علاقہ جات یعنی اودہ و برٹش مین ہین کبھی اس علاقہ مین رہتے
ہین کبھی اوس علاقہ مین اور مجسٹریٹ فرخ آباد لکھتا ہے کہ ملک اودہ چھوڑکر انکے علاقہ
سے اس علاقہ مین جانا بہت کم ہے باوجودیکہ کیسے ہی مصیبت اودہ والون پر پڑی
مجسٹریٹ کانپور کا ایک فہرست اون آدمیون کی جو اودہ چھوڑکر درمیان چہہ سات
برس کے آئے ہین تعداد دو ہزار تین سو تینتیس آدمیون کی بہیجی ہے اوس مین ایکہزار
تین سو کاشتکار ہین اور باقی خانہ بدوش

دفعہ شانزدہم زمانہ حیات والد ماجد مین ہمکو اوس وقت سے زیادہ
آسایش اور فارغ البالی تھی اور فکر کاروبار سلطنت کی بھی کم تھی اور وقت شباب کا
تھا کبھی شغل تفریح خاطر ہوتا تھا جلوس سلطنت سے تھوڑے دن بعد ہمنے
دیباج الدولہ اور ثابت الدولہ رفیع الدولہ و نجیب الدولہ حیدر علیخان و قطب الدولہ و
وحید الدولہ غلام نبی خان ان سبکو نکال دیا اور فیروز خواجہ سرا بھی نوکری سے نکالدیا گیا

سرکار کے رہی اور اوس وقت تعداد نابکار و روزینہ چندہ تعلقداران وقانون گویان
اور بغر ہیونکا جو کچھہ اس سرکار سے مقرر تھا اب دس بارہ تیرہ لاکھہ روپیہ اوس پر گرا
اور آمدنی ملک کی بجمع اوسط ایک کرور چوبیس لاکھہ روپیہ جیسا جنرل اوٹرم صاحب بہادر
نے اپنی رپورٹ مین لکھا ہے خط لارڈ ہارڈنگ صاحب بہادر موصولہ ۱۲ ذی حجہ
۱۲۶۳ھ ہجری مین لکھا تھا کہ بندوبست پنجسالہ کیا جاوے یہان بفضل الہی بندوبست پچیس
سال کا قائم ہے کہ اس مدت مین زیادہ ستانی رعایا سے نہین ہوئی بلکہ محاصل سرکار
کی کمی ہو گئی اور نقول دو خط مرسلہ نواب گورنر جنرل بہادر کہ متضمن توصیف حسن انتظام
محمد علی شاہ بادشاہ کی پہونچی تھی لکھی جاتی ہین

نقل خط نواب گورنر جنرل لارڈ اکلنڈ بہادر مرقومہ دوازدہم اکتوبر ۱۸۴۱ء

درین زمان بشاشت عنوان ادای مراسم تہنیت و مبارکباد از طرف اخلاص بنیاد
بحسن انجام تدابیر دانش و معدلت آن والاشان در بارہ استیصال و بیخ کنی طوائف ضالہ
و شقیہ حرامیان شب روان کہ کوہستان سرحدی مملکت آن والا دودمان را
ملجای و ماوای خود ساختہ و غارتگری را پیشہ شنیعہ خود مقرر کردہ جادہ پیمای
ظلم و تعدی و راہ رو جور و اذیت رسانی بر رعایای مملکت آن اریکہ آرای سلطنت
و حشمت و دیگر سکان ممالک کردہ و نواح ولایت آن نور بخش سریر شوکت و عظمت میشدند
باعث صد گونہ مسرت و سرور و سبب چندان چند فرحت و حبور گردیدہ ہیچ شک نیست
کہ نیابت این امر عظیم و کار جسیم شوکت و حکومت مقتضی آن است کہ مدام حفاظت و حراست رعایا
[illegible] رہ و ناتوان مد نظر ماند سرپنجہ ظالمان و جابران پیشہ تادیب عقوبت کوفتہ شود
[illegible] دہ افسر شاہی تا حد اختیار و قدرت بخشش خوبی و متانت و نیک اسلوبی انجام
[illegible] نمودند این تفویض حال نیپال و سہ نفر ڈاکوان کہ منجملہ آن دو کس سرداران عظیم
[illegible] بودند آنچہ از طرف نیپال بعہدہ داران آن والاشان بعمل آمدہ باعث

حسن انجام چنان امر خیر که آن زینت بخش وساده ابهت و کامرانی بان مشغولی دارند یقین است
که اشخاص مذکورین نیز به پاداش گران بها جزا و تعزیر شایسته و واجبی خواهند آمد محقق شمارند که آنچه لازمهٔ
پاس و لحاظ مراتب اخلاص و تعظیم آن زینت دهٔ باج و دیهیم در دل محبت منزل جاگزیده است
بظهور رسید اسم رعدالت و شفقت دستور لیو آفیوتار و به ترقی و تزاید دارد و لازمهٔ شفقت و عنایت
آنست که این اخلاص بنیاد مدام مستمند دریافت حال خیریت اشتمال متصور بوده بابراد اشفاق
نامجات عطوفت آیات مسرور و محبور می‌شده باشند

نقل فقرات مندرجهٔ خط نواب گورنر جنرل بهادر مورخه دهم ماه اگست ۱۸۵۴ع

لازمهٔ نیازمندی و اختصاص این است که بخاتمهٔ این نامهٔ اخلاص ختامه مزید شناسان
و شکرگذاری اتحاد و یکجهتیهای آن اورنگ نشینان چار بالش سلطنت با سرکار
دولتمدار انگریز بهادر در باب گرفتاری و سزادهی قزاقان و قطاع الطریقان که از آن سبب
اکثری از سکان هندوستان محفوظ و مامون از ظلم و تعدی آن گرگ روشان شدید
بصمیم قلب و صفائی دل ادا سازم که اعانت و امداد و یکجهتیها و اتحاد درین امور باعث کمال
سرور و عین سبب فرحت و حبور گردیده و جناب فلک رکاب کیوان بارگاه خلائق و
عالم پناه حضرت ملکهٔ رفیع الدرجهٔ انگلستان با صغای این چنین امور دلیلی صادق و برهان
واثق بر خلوص محبت و اتحاد و فور نجابت و ثنوا و آن والا دودمان با سرکار ابد بنیاد
کمپنی انگریز بهادر خواهند فهمید و نیز از جهد موفور و کوشش نامحصور که در انفای بنی نوع
انسان از آن والاشان بعمل آمده شهرت نیک نامی و بلندپایگی و عالی حوصلگی و والارتبگی آن
فروغ بخش تاج و تخت از ارض تا سما و از ثری تا ثریا رسیده مترصد است که اخلاص
شعاری از خیر طلبان و نیازمندان متصور بوده مدام بابراد اشفاق نامجات عطوفت سمات
مشعوف و محبور می‌شده باشند فقط

قول مؤلف

سنایا اگر کوئی بر سر اصلاح نہ آیا بقول شخصیکہ مردہ بدست زندہ نہایت جبر و تعدی سے
بادشاہ کو تخت پر بٹھایا فوج نے اپنا حکم چلایا غرضکہ دلی مین بھی عجب نہایت آشوب غدر سے
عالم شور رہا گویا قیامت کا ظہور

حال فہمایش جان لارنس صاحب بہادر چیف کمشنر اودہ فوج لکھنؤ کو مقام لکھنؤ کے

جب کہ جان لارنس صاحب بہادر چیف کمشنر کو حال شورش فوج باغی کا معلوم ہوا تب لکھنؤ
مین فوج گورہ کو حکم دیا کہ تم چھاونی مین مقام کرو اصطبل چھپر کا چھوڑ دو کہ یہان بھی فوج
برگشتہ نہ ہو سپاہ آراستہ نہ ہو غرض کہ سب گورہ چھاونی مین ٹھہر گئے تلنگے سے
یہان بگڑ گئے وہ مہینا جیٹھہ کا اور وہ ہوا کی تپش ہر جانب سے فوج کی فہمایش ایک دن
تیج کو ہندوستانی فوج جمع کی گئی ہر ایک کو نصیحت سنائی گئی کہ خیال کرو ہمنے تمکو
خاک سے پاک کیا مگر تمنے نہ خیال خاک کیا جس حالت مین کہ تم لوگ اپنے
گھر سے آئے تھے فقط لنگوٹی بندھی تھی کیا جیسی بنائی تھے تمکو سپاہی کیا اکثر کو
عہدہ دیا اوروں کو اعلیٰ کیا کام تسلی دلاسے لیا برابر ہاں کو انگلش دیا
بہادری کو نیشن دین حساب تنخواہ کا صاف رہا قصور معاف رہا تم لوگ ملازم
سرکار رہے قدیم تمکو پرورش کیا کسی بادشاہ نے سپاہ کی ایسی قدر نہین کی آبرو
ایسی نہین دی تھی جنگ کے دینے کیسی کیسی سلوک کیے گئے تمکو جب کہ خدا
سکھائی گئی فوج آراستہ بنائی گئی جانداری جنگ مصنوعی مین لاکھون روپیہ
صرف کیا مال و زر دیا کس کس گرانی مین تمکو کھلایا ہے خیال صرف کا دلمین
نہ آیا ہے فوج بیمار کے واسطے ڈاکٹر و طبیب ہین شفاخانہ نزدیک تر بنائین
اوس پر بھی تمہی ہمکو عزیز نہین کیا نالائقی سے کچھ تمیز نہین کیا ہمارے وفا شعار
ہین شہنشاہ انگلستان ہین، انہون کو قزاق و ٹھگون سے صاف کیا مسافرانکو نہایت
آفات راہ سے پناہ دیا ہم سے زبردست زبردست ہوئے جنگ سے کے حوصلے

پست ہوئے پس تم لوگ ہمسے کیوں بیزار ہوتی ہو کر خار ہوتی ہو اگر تم ہم سے دور ہو جاؤگے
تو انگلے سے مزدور ہو جاؤگے فقط

جواب افسران فوج

افسران فوج نے یہ سب افسانہ گوش کیا جواب دیا کہ آپ کا ارشاد سب بجا و بہتر ہے
ہر ایک بات خوشتر ہے آپ کا انتظام خوب ہے دعوے اولوالعزمی مرغوب ہے
آپ جوان مرد و داد گستر ہیں سپاہ دوست و بندہ پرور ہیں ہمکو آپکی نوکری میں آرام بلا خوب
خوب تمغہ و انعام ملا ہم ممنون لطف سرکار ہیں نوکری سے انکار نہیں الا یہ جو کارتوس نئے آئے
ہیں اس سبب سے لوگ گھبرا رہے ہیں انگلے کارتوس کاغذ کے تھے اب جھلی کے ہیں جسکے
اشتباہ حرام و حلال ہے دانت سے کاٹنا امر محال ہے کون وہ ہے جو جان نہیں
دیتا ہے مگر کوئی ایمان نہیں لیتا ہے ہمارا ابھی متزلزل اعتقاد ہے آپ کی نیت میں فساد
ہے غرضکہ فوج نے باوجود فہمایش کچھ نہ خیال کیا نیمت سے زیادہ ملال کیا دوسرے روز
فرنگی سب مچھی بھون میں پہونچے دوربین لگائی بلندی و پستی شہر کی نظر آئی مچھی بھون کو
مرزا مچھی علیخان فرزند محمد علی شاہ بادشاہ سے خالی کرایا انکے رہنے کو دوسرا مکان ٹھہرایا
سب فرنگی مچھی بھون میں مقیم ہو گئے مبتلای خوف و بیم ہوئے جہاں تک کہ مچھی بھون کے قریب
حصار تھے مکانات بے شمار تھے وہ سب کھودڈالے گئے تہ راستہ نکالے گئے مصطفی علیخان
فرزند امجد علی شاہ بادشاہ و رکن الدولہ محمد حسن خان پسر نواب سعادت علیخان کو قید کر لیا
بیلی گارد کو بھیجا اور چند شاہزادگان دہلی کے یعنی مرزا حیدر شکوہ و مرزا نور الدین وغیرہ
پسران سلیمان شکوہ جو لکھنو میں مقیم تھے باہال مقیم تھے وہ بھی محبوس زندان ہو کر سخت
پریشان ہوئے ماہ شوال تھی عجیب آفت نازل حال تھی منڈیانوں کی چھاونی اور چھاپا
جو فوج تھی فراہم ہو کر سرفساد ہوئی مسلح و مستعد عناد ہوئی اول میگزین توپخانہ کا لیا
خزانہ اونٹوں سے بھر لیا گوروں کی توپ چلنے لگی دونو جانب سے جنگ ہونے لگی ملنگوں نے

چھاؤنی مین آگ لگائی ہر ایک نے لوٹ مچائی دونو جانب سے گورہ و تلنگے بہت مارے گئے
صدہا کے سر اوتارے گئے لکھنؤ مین قیامت نازل ہوئی ہر جگہ فوج داخل ہوئی رعایا محفوظ رہین
و ناکام محمود خان کوتوال کا شہر مین انتظام غرضکہ چند سے یہ معرکہ کارزار رہا ہر جانب سے
سوا گولہ بارہ رہا آخر کار فوج باغی کو شکست فاش رہی انگریزون کی بیلی گارد مین بود و باش رہی
شہر مین واسطے رعب کے پھانسیان کھڑی ہوئین سیکڑون نے پھانسی پائی قضا کی راہ
دکھلائی اور بیلی گارد مین یہ حال تھا کہ جو تھا وہ مستنزل تھا توپین ہوئے عجب ڈھنگ
سے لگی تھین دیوارون پہ بیلی گارد کے چھڑین تھین کثرت سے سامان رسد غلہ وغیرہ
انبار تھا لاکھون من سامان سالہا برس کا تیار تھا جملہ حکام انگریزی معہ زن و بچہ بیلی گارد
مین فراہم تھے سب یکجا و باہم تھے ہزارہا مخبر ہوشیار خبررسان تھے شب و روز اسی فکر مین
سرگردان تھے انگریزون سے زمین چھٹ گئی ہر ایک چھاؤنی جل اور لٹ گئی پرشدی پور مین
بھی فوج کا فساد ہوا معرکہ عناد ہوا راجہ لال ہنونت سنگہ تعلقدار کالاکانکر معہ تین چار ہزار
پیادہ و سوار پہونچکر انگریزون کی اعانت و امداد کی سزاہی ہر بدنہاد کی انگریزون سے
تعلقدار نے کہا کہ آپ کچھ نہ گھبراوین ہماری سپاہ مین سب انگریز چلے آوین چنانچہ جملہ
بیس بائیس انگریز معہ زن و بچہ کو اپنے گھر لے گیا سرکاری خزانہ بھی بچا کر بے خوف و خطر لے گیا
انگریزون کی تواضع و مدارات کی ضیافت و خدمتگذاری دن رات کی چند سے انگریز مہمان
رہے گو کہ پریشان رہے مگر بعد تھوڑے عرصہ کے تعلقدار مذکور نے جملہ انگریزون کو
معہ زن و بچہ و مال و متاع بحفاظت تمام الہ آباد کے قلعہ مین پہونچا دیا کمال شجاعت
و دلاوری و خیرخواہی کا کام کیا

حال برآوردگی تخت و تاج و مال شاہی لکھنؤ کا باہتمام انگریزان وقت تردد غدر کے

لکھنؤ مین خبر آمد آمد فوج باغی کی دھوم ہوئی اور یہ بات معلوم ہوئی کہ پیادہ گیارہ ہزار ہین
اور چوبیس سو سوار ہین فوج کی آمد کا بڑا رعب تھا شہر مین عجیب آشوب تھا فوج انگریزی

ادھر بہیر اُنکی کو بھیجی گئی قبل از معرکہ راہ روکی گئی صاحب چیف کمشنر بہادر نے حسام الدولہ
مختار بادشاہ کو بلایا اور یہ حکم سنایا کہ جسقدر جواہرات گران بہا و مال و متاع شاہی ہو
مع تاج و تخت ہمکو دیدو تم مختار بادشاہ ہو حسام الدولہ نے ہزارہا صندوق مال
و متاع و جواہرات گران بہا مع تاج و تخت مرصع شاہی پیش کیا انگریزون نے
اوسکو تحفظات رکھ لیا اور سوا اسکے جو جو اسباب عمدہ و اسلحہ پسندیدہ موجود
سب داخل کر دیا غرض کہ یہ گھر ایسا تھا کہ بعد غارت و لوٹ کے بھی کیا کچھ نہ تھا فوج
انگریزی کا پل پر ایک مورچہ تھا اور پل آہنی پر دوسرا تھا چھانکیون دروازون کی
کیا مستحکم کر لیا تھا گولیون کی زد تھی فوج انگریزی مین بھی تلنگے و سوار تھے برق انداز
دو تین ہزار تھے حتی الوسع محمود خان کوتوال جان نثار و منتظم رہا انتظام شہر کا متعہد رہا
امرا اپنے گھرون سے نہین نکلتے تھے فقرا گدائی کو نہ جاتے تھے کچہری نہ دربار جہان کا تھا
ہر بازار و دکاندارون کی دکانین بند دہشت و لوٹ و غارت گری کی تھی چند در چند مہاجن
شہر کے زر نقد لے گئے جسکو پایا دے گئے انگریزی اشتہار جاری تھے کہ اپنے اپنے گھرو
سب ہوشیار رہین ہر طرح سے خبردار رہین اب بدمعاشان سے کام پڑا ہے انتظام
بگڑا ہے فوج باغی کی آتی ہے دیکھیے کیا دھوم ہوتی ہے —

معرکہ جنگ مقام چنہٹ مین

فوج باغی سے کہ گنج مین جو قریب چنہٹ کے ہے پہونچی کئی کوس کے گرد مین لوگ پڑے
علم سلح فوج کے گر گئے سپاہ نے کمر کھول کر بعد غسل خورد و نوش کیا ضروریات سے فراغت لیا
توپین جانب پل گومتی کے لگا دین بندوقین صاف کین سرحد لکھنؤ سے رسد آگئی ہر طرح
کی مدد آگئی سردار فوج کے سب باہم ہوئے سالار سپاہ کے فراہم ہوئے واسطے لڑائی
کے مشورہ ہوا افسرون نے متفق ہو کر کہا کہ منجم جو ساعت بتلاوین اوسی وقت ہم بیلی گارد کو
جا دین چنانچہ منجم جو ہمراہ تھے شمار روز و ساعت سے آگاہ تھے پوچھی ہنگامی ساعت

دکھائی دیتا تھا یون سمجھو کہ پتلا پا کر یوم شنبہ وقت ظہر سے اوسی روز لڑائی بہتر ہے الا چند روز سما
فاصلہ ہو گیا اور مقابلہ ہو گیا یہان صاحب چیف کمشنر بہادر کو لکھنؤ مین خبر ہوئی کہ [illegible]
کے دن لڑائی ہوگی معرکہ کی صورت آئی ہوگی یہان بھی فوج انگریزی مین تیاری تھی اور
سپاہ باغی مین نفس شماری تھی سچ ہے کہ میدان مین فوج انگریزی کا کون مقابلہ کر سکتا ہے
یہ میدان کے شہر مین لڑائی کے دلیر ہین جہان جمعیت مین بیٹھے نہین جا کر پھر نکلے نہین جمعہ وشنبہ
کی رات بھر طرفین مین تیاری رہی جانبین سے ہوشیاری رہی وقت طلوع آفتاب
صاحب چیف کمشنر بہادر نے فوج کو حکم دیا کہ تیار ہو مستعد پیادہ و سوار ہو غرض کہ فوج انگریزی
قریب تین ہزار ہندوستانی و گورہ کے مسلح و مجتمع ہو کر چلے دس ضرب توپ گھوڑے چڑھی
اور دو ضرب ہاتھی گویا آتش کے آگن لوٹ روانہ ہوئے صاحب چیف کمشنر بہادر بعزم
جنگ کے آگے چلے اور سرداران فوج ہمراہ رہی قدرتاً جہان فوج باغی تھی پہنچ توپین
سنو اتر چلین ہونٹ آواز بین تلنگان فوج باغی یکایک آمد فوج انگریزی سے گھبرا گئے
سمٹ کر ایک جگہ آ گئی ادہر سے بھی دو گھڑی تک توپ چلتی رہی زمین صدمہ سے ہو باغی
رہی چپ و راست سے مشغول ہوئے سورمے انگریزی کو پہنچی ہزارہا سپاہی تلوار
نکالے ہوئے کٹار پیٹین سنبھالے ہوئے گھوڑ سوارون کے اس معرکہ مین رکتی نہ تھے
زمین پر ٹکتے نہ تھے دونون جانب خوب تلوار چلی صفین کی صفین کٹ گئین معرکہ کارزار گرم
ہٹ گئین بہت دیر تک گھمسان رہا فوج باغی کے ہاتھ میدان رہا اگرچہ فوج باغی
زیادہ تھی مگر سپاہ انگریزی جان دینے پر آمادہ تھی فوج انگریزی مقابلہ سے تا بہ کے
ہٹ گئی جا بجا چھٹ گئی صاحب چیف کمشنر بہادر وہان سے بیلی گارد مین آ گئے پیچھے پیچھے
سب چلے آئے جب لڑائی انگریزی بگڑی تو قیدیان بھی بہون سے راہ پا کر راہی ہوئے
روانہ سپاہی ہوئے اور فوج باغی لب گومتی داخل ہوئی واسطے جنگ کے مائل ہوئی
کہین توپ بھی بہون سے چلتی تھی کہین باغیون کی ون سے چلتی تھی ایک تعقیب فوج باغی

کے ہمراہ تھا نام اونکا احمد اللہ شاہ تھا نہایت وجیہ وجری وشجاع وفصیح سب مورچے طے
کرکے پل آہنی پر آپہونچے گھوڑا کودا کر پہونچا بہت گولیان شاہ صاحب کے منہ پر آئین
مگر منہ کو نہ چھپایا سینہ سپر بنایا چنانچہ فوج باغی کا دریا سے عبور ہوا رمنہ تک پہونچتے
فتور ہوا اگرچہ فوج باغی اوس روز تھکی ماندی تھی مگر کمر باندھے تھی بہت فوج موقع پر رہین
چند پلٹنین مورچون پر پہونچین لا الشام تک تلنگون کے مورچے بڑھ گئے وہ دیوار پر چڑھ
گئے بیچ بیچ مین گورے اور سپاہ باغی کا ہجوم معرکہ جنگ کی دھوم ہر ایک سمت سے مہتاب
جاتی ہی توپ چلتی رہی کہان گولہ گولی کے آمد نہ تھی کسیطرف توپ کے زد نہ تھی مکانات
گولہ گولی سے مشبک چور ہوئے صورت خانہ زنبور ہوے چند شہر سے لکھنؤ کی فراہم ہوے
انگریزون سے لڑنے کو باہم ہوئے اگرچہ وہ لوگ نہ واقف جنگ تھے مگر لڑائی مین شیر
ونہنگ تھے نہ خوف جان نہ اندیشۂ مال بقول شخصیکہ بیت فی غمرہ وزدہ زغمہ کالی
لاگگی زنبور لگی بالا ۔ ایک گروہ توپ کا کمین سے اوٹھا لائے ہار پھول سے اوسکے
چڑھائے بھیجی تول کر بہ چبر جوان ہوے پھر بخارا کی قسم کہا کر آتش افشان ہوئے اوس روز
شہر کا عجیب حال تھا ہر ایک کو غم جان ومال تھا دروازے گھرون کے بند تھے صدمہ
مین زن وفرزند تھے گولی کے خوف سے کوئی راہ مین نہ نکلتا تھا راستہ پر کوئی مسافر
نہ چلتا تھا رات بھر توپ کی آواز سے ہول دل ہوگیا ہر ایک وحشی بیدل ہوگیا جب گولہ ہوٹ کا
چھٹا معلوم ہوا کہ تختہ زمین کا پھٹا صدا ہی توپ سے آسمان ہلتا تھا آواز توپ کیا تھی
گویا رعد گرجتا تھا رات کو جو سرنگ اڑی اذا السماء انفطرت کا شور ہوا اذا الکواکب انتثرت کا
زور ہوا غرض کہ بعد نمونہ اس قیامت کے صبح کو معلوم ہوا کہ چھپی بھون خالی ہوگیا لوٹ
ہونے لگی باپہ بضاعت لٹنے لگی اوسی روز سے زیادہ تر شہر پر آفت آئی لوٹ کی قیامت آئی
فوج باغی کی ہاتھون سے شہر سارا لٹا گھر بار سب کا دوبارہ لٹا دولتمند فقیر ہوئے
فقیر اسیر ہوئے غرضکہ دو مہینے تک وہ حال رہا کہ لوٹ سے شہر پامال تھا سوای اسکے یہ طرہ تھا

کہ ہزارہا برق انداز جو انگریزی ملازم تھے اونکو تلاش کرکے فوج باغی نے مارا اور ٹھنڈا کیا
گھر اونکا خاک سیاہ کیا انگریز لوگ فقط بیلی گارد مین محصور تھے باسٹھ مورچے گرد اونکے
دور دور تھے دونون جانب سے شور توپ و تفنگ تھا شب و روز جنگ

بیان اہالیان فوج باغی کا تلاش شہزادگان لکھنؤ مین واسطے تخت نشینی کے

سرداران فوج باغی نے باہم ہو کر صلاح کیا کہ بدون والی ملک یعنی بادشاہ کے یہ لڑائی جیتنا
ہو جانا بازی دشوار ہے سرداروں کی یہی خورشید ضرور ہے کوئی بادشاہ مقرر کرنا [illegible]
بارگاہ سلطانی مین جلد کسیکو منتخب کرکے بادشاہ کرو غرض کہ [illegible] سب سردار
فوج کے فراہم ہو کر آئے تلاش شہزادگان مین کوشش بجا لائے بعد تفحص اونکو معلوم ہوا
کہ ایک محل مین ایک فرزند سلطان ہے عمر مین جوان ہے الا یہ سنا کہ وہ شہزادہ عشق
جنون و بیہوش ہے سراسر خاموش ہے اور کسی نے یہ پتہ بتایا کہ ایک لڑکا بادشاہ کا اولاد
حضرت محل سے ہے صورت مین رشک کیوان و بدر ہے نام اوسکا مرزا برجیس قدر ہے
جب افسران فوج نے خطاب و لقب دریافت کر لیا پتہ معقول انکا لیا تو اوسی قصر پر آیا
جہان یہ شاہزادہ مقیم تھا سب آکر محل مین پیام زبانی پہونچایا [illegible] داروغہ حضرت
محل نے جاکر ڈیوڑھی پر بیگم صاحب سے بیان کیا کہ افسران فوج باغی دروازہ پر آکر پیام
لائے ہین کہ جیسی ہوت دو روز مین فتح بیلی گارد کا خالی کرنا باقی ہے وہی خیال ہے [illegible]
دیکھیے خدا کیا سامان دکھاتا ہے اس فوج کے واسطے پناہ کسی بادشاہ کی ضرور ہے بدون
بادشاہ کے لڑائی بیکار ہے سلطان عالم دور ہین انکے لانے سے ہم مجبور ہین فی الحال
اگر مرزا برجیس قدر بہادر شہزادہ بادشاہ تخت نشین ہو جاوین تب ہم جانفشانی کرین
اور وہ ہماری قدردانی کرین سپاہ کو تیغ و سپر چاہیے ملک کو تاجور چاہیے سوا اسکے
جب سلطان عالم کلکتہ سے آوین اپنے تخت پر رونق فرماوین [illegible] پھر وہ بیگم صاحبہ نے اسکو
یہ سب حال سنا پہلے کچھ نہ جواب دیا بعدہ حکیم سید حسن رضا [illegible] و میر مہدی نائب

صحت ہوئی تو لڑائی کی کثرت ہوئی ورنہ مورچوں سے ہٹے ہوئے فوج انگریزی بیٹھے
ہوئے تھے آخرکار روز حملہ صبح کو فوج باغی خونخوار مع زمینداران کے کہ ہر طرف سے جمع ہو
ایک جا مجتمع ہوئے کثرت فوج کا کیا حساب تھا طرفین سے معرکہ آرا جواب تھا
صدہا مکانات اوجاڑ ہوئے وہی مورچوں کی آڑ ہوئی ہر ایک سمت سے توپ کی
مار تھی گولیوں کی بوچھار تھی آگے کوئی تیغ زن ہوا کبھی چلی تو دشمن ہٹا کوئی زخمی ہوا
کوئی مر گیا لاشوں سے میدان بھر گیا سیل کا گولہ جہاں گرا زمین میں آدمی گھر چلا
اور اگر ٹوٹا تو سیکڑوں قدم پیچھے ہٹا ہے سکتے پھیرا اور سکا گرا ہو آدھرا اور جو آ
شجاعت گوروں کی دیکھیے کہ اس حالت میں بھی ذرا ہراس نہیں باوجود محاصرہ و کشمکش
کے مطلق پاس نہیں اول تو مکان کا گھیرا لڑائی کی آتشیں اوٹھانا ماننا میں کوئی نہ ہوئے
نہ گھبرا ویلس نہ ہارے دن و شب ہر وقت پیش نظر خوف جنگ و قتل شام و سحر توپ کی صدا
بچوں گوروں کے بہت مر گئے بہت سے گرفتار ہو گئے غرضکہ چھ دن تک برابر ہاوا و مقابلہ رہا
معرکہ کا میدان رہا کسی دن لڑائی کم نہ تھی شورش برہم تھی گولیوں کی و معرکہ کی شدت آ
کشتوں و مجروحوں کا انبار لگا کسی روز ایسا نہ ہوا کہ گمان کیا جاوے مکان خالی
کر لیا جاوے چنانچہ جان لارنس صاحب چیف کمشنر بہادر اس معرکہ میں مجروح ہو
زخم مہلک کھا کر بیچارے روح ہوئے فقط

حال قید ہونا حضرت سلطان العالم واجد علی شاہ بادشاہ کا قلعہ فورٹ ولیم کلکتہ میں

لکھنؤ میں بسبب معرکۂ جنگ و جدال کے عجیب رنج و الم تھا باعث نہ معلوم ہونے حالات
بادشاہ کے محلات میں اندوہ و غم تھا خصوصاً نواب نشاط محل و خورشید محل کو سخت درد و
ملال تھا صدمہ کمال تھا راہ آمد و رفت ڈاک کی بند اس وجہ سے صدمہ دو چند تھا و بادشاہ
رسم تحریر یک قلم مسدود رہی کاہش شب و روز موجود رہی عالم پریشانی میں ایک شب کو
محلات شاہی میں بہ خواب سے یہ ماجرا نظر آیا گویا رویت کا نقشہ دکھایا کہ ایک مقام پر ایک

اطلاع کی کہ سلطان عالم کو جلد جگاؤ و خواب سے اوٹھاؤ و عرض کہ بادشاہ اس پریشانی میں
بیدار ہوئے خواب سے ہوشیار ہوئے پیام گورنر کا بخوبی گوش کیا آرام فراموش کیا
نواب نے عرض کیا کہ وقت فرصت نہیں موقع مہلت نہیں چرخ ستمگار نے وہان وطن
چھوڑایا یہاں سفر میں یہ حال دکھایا گرد مکانات کے فوج گورہ بیشمار ہے پیادہ و سوار ہے
حکم ہے کہ بادشاہ حصار ہو جاویں تامل نہ فرماویں سلطان عالم نے یہ حال سنکر جواب دیا کہ خدا
مولی ہے اول فورا سلطان عالم نے حمام کیا پوشاک بدن پر آراستہ کیا محل میں عجب کہرام
قیامت کا مقام تھا ہر ایک عالم سکتہ میں خاموش رنج و قلق میں بیہوش محلات نے کہا کہ آپ کہاں
چلیں تو ہم بھی ہمراہ ہیں بادشاہ نے کہا کہ میں تنہا قلعہ کو جاؤنگا اگر زندگی باقی ہے پھر آ ملونگا
تم سب لوگ یہیں رہو کچھ نہ کہو اگرچہ صدمہ کمال ہے مگر تقدیر سے لاچاری حال ہے یہ کہکر
بادشاہ رخصت ہوئے ملول بحسرت ہوئے آگے بادشاہ پیچھے ندیم ہمراہ مگر سلطان عالم کو جو
ہمراہ تھا جو شخص ہمنشین ہوا اوس تھا سواری پر سوار ہوئے بچا الداد ادھر باتیں ادھر لے
دو چار ہوئے ایسی سواری میں پیادہ و سوار ہمراہ یہ چند مصاحب خیرخواہ پہونچے غرضکہ قلعہ ولیم فورٹ
میں بادشاہ محصور ہوئے پہرہ گوروں کے نزدیک و دور ہوئے یہاں رفیق وندیم قلق سے بیقرار
ملول تھے رنج فرقت حصول تھے خصوصا مرزا محمد رضا برق جو مونس خاص تھے وہ فرقت بادشاہ
میں قریب ہلاکت ہوئے مبتلائی مصیبت ہوئے بادشاہ کو اسکی اطلاع ہوئی گورنر جنرل کو
خبر دی کہ مرزا برق اگر ہمارے پاس آوے تو قلق اوسکا مٹ جاوے گورنر نے حکم دیا کہ وہ
شخص تنہا آوے مگر پھر باہر نجاوے چنانچہ مرزا برق قدوم بادشاہ میں حاضر ہوا انتقالات تک
باہر نہ گیا جیتے جی تک خدمت بادشاہ میں باریاب ہوا آخر کو رفاقت میں جان دیا خیرخواہوں میں
نام کیا فقط جب اوس قاصد نے یہ ماجرا بچشم خود دیکھا بعد مدت کے لکھنؤ میں واپس آیا
محلات کو حال مفصل سنایا محلات میں شور ہوا ماتم برپا ہوا ہر ایک مبتلای رنج و بلا ہوا

کیفیت روانگی ایلچی مرزا برجیس قدر بخدمت بادشاہ دہلی و واپس آنا ناکامی سے

زمانہ غدر میں جو عہد برجیس قدر کا ہوا جو فقیر تھے امیر ہو گئے امیر فقیر ہو گئے سب اکثر
نخوت سے مغرور تھے نشاء دولت میں چور تھے کسکو خبر انجام کی تھی اور کسے پاس ننگ و نام
کی تھی اور تو سب محض پر غرور تھے مگر چند لوگ ذی شعور تھے جب بہت منتقد و اہتمام کیا
تو کچھ کچھ شہر میں انتظام کیا سامان جنگ تیار کیا تعداد فوج کا شمار کیا ملکزادہ کا یہ حال تھا
کہ گو عمر میں خورد سال تھا مگر نہایت ہمت بلند عقیل و ہوشمند اور بیگم صاحبہ بھی اگرچہ عورت
تھیں مگر کمال صاحب شوکت ہر وقت فکر کام کی تھی کوشش انجام کی تھی [illegible] پردہ
نشین ہوتی تھیں جملہ حالات انتظام کے سنتی تھیں واسطے جنگ کے اہل [illegible] فوج کو تاکید
تھی فتح کی فکر مزید تھی کبھی حسام الدولہ و شرف الدولہ ابراہیم علیخان سے یہ کہا کہ دیکھو جنگ
میں غفلت نہ ہووے سپاہ مائل خواب راحت نہ ہووے کہ ملک کا حصول نہیں ہوتا ہے [illegible]
سے کام چلتا ہے کبھی اہل لشکر کو کچھ نعمتیں تقسیم کریں کبھی کسی مقام پر فوجیں بھیجیں بغرض انجام انتظام بھی
ایک ایلچی جانب دربار شاہ دہلی معہ چند پیشکش و جواہرات گران و تیغ و تاج جواہر نگار
مسجل و مرتب کر کے بطور پیشکش روانہ کیا اور ایک عریضہ ساختہ بھیجا فقط

نامہ مرزا برجیس قدر بنام شاہ دہلی

اے خسرو خسروان جہان و اے شہنشاہ اقالیم ہندوستان فرازندہ رایت پادشاہی و افزایندہ
سطوت اکبری ابو الفتح سلطان گیتی نواز پسندیدہ الطاف و رحمت کارساز خداوند عالم
آپکو بندہ پرور و سرفراز رکھے اور آپکو مبارک تاج و علم ہو سعید بیجاہ و حشم ہو چند
صد سال رحمت فزو اجلال سے سلطنت ہونے سے خوشی کمال ہے شمشیر آپ کی
دشمن پر ہے ہمای سعادت سایہ افگن ہے یہاں بھی ہر چند فوج کثرت سے ہے
یہ سب اقبال حضرت سے ہے ہنگام غدر بھی غدر جسارت نہیں دل اپنا ہوا مستقیم عقیدت
نہیں بہر حال اس عقیدت گزین پر عنایت رہے اور نظر حمایت فقط

روانہ ہونا ایلچی کا لکھنو سے شاہجہان آباد دہلی کو

لکھنو سے ایلچی روانہ شاہجہان آباد ہوا یہ معاملہ بھی ایجاد ہوا غرضکہ دہلی میں ایلچی پہونچا
ہنوز نوبت ملازمت بادشاہ کی نہیں آئی کہ یکایک فوج انگریزی کی چڑہائی ہوئی بڑی لڑائی
ہوئی ہنگامہ رستخیز تھا زاند بلا انگیز تھا سوای سپاہ باغی کے رعایا بھی جو تھیں بادشاہ کی
باقی سب سپاہ تھی مگر وہ چمن جسمیں حصار سنگین شاہی کہ جہان عقل و وہم کی رسائی نہ ہو سکے
بسازش و اعانت نواب زینت محل کے طرفۃ العین میں خالی ہو گیا دخل انگریزوں کا ہو گیا
اوس قلعہ کے اندر بھی وہ معرکہ جنگ ہوا کہ ہر ایک باغی نہایت تنگ ہوا اس معرکہ میں انگریزوں کو
فتح نصیب ہوئی نصرت قریب ہوئی آخر کار بادشاہ کو قید کر لیا ہزارہا آدمیوں کو پہانسی دیا
چنانچہ ایلچی ناکام و بے نیل مرام واپس آیا ماجرا معرکہ دہلی کا سنایا سب امراء کو سخت ملال ہوا
رنج کمال ہوا جسقدر کہ دہلی سے سپاہ باغی بہاگی سب لکھنو کو آگئی جو فوج کہ لکھنو میں جمع
ہوئی قریب ڈیڑہ لاکہہ پیادہ و سوار اور تلنگا تھے کہ چون ہزار ہست سوار و پیادہ فوج میں
صرف ہوا لیکن انتظام نہ ایک حرف ہوا الا لوگ سب جان باز تھے اور کمیدان و سپاہی
پروردہ ناز تھے فرنگی مجبور و محصور تھے تلنگا کمپو سے وہ دور تھے حالانکہ نسبت لاکھہا
گزاف سے فوج باغی مقابلہ کو جاتی تھی آخر کو منہ کی کہاتی تھی ہر روز فوج باغی سے
شکست فاش کہاتا کسی وقت لڑائی کی اور جان چہوڑایا اگرچہ فتح میں کیا اختیار ہے لیکن نصرت
بہی تائید پروردگار ہے اوس پر یہ طرہ کہ فوج باغی کو سخت غرور تہا ہر ایک سپاہی جی سے
ہر ایک مغرور تہا رعایا انکے ہاتھ سے ایسی نالان کہ الحفیظ والامان غرضکہ باہم بہی
خوب لڑائی رہی اس قسم کی معرکہ آرائی رہی الا فوج باغی کو کبہی فتح حاصل ہوئی
بلکہ شکست کامل ہوئی اور جب کانپور میں فوج باغیہ نے شکست کہائی اور ناناراو
دتا تیا راو کو ہزیمت ہاتھ آئی تب فوج انگریزی نے دریائی گنگ سے عبور کیا قصد
لکھنو بدستور کیا چونکہ فوج انگریزی بیلی گارد میں محصور تہی اونکی اعانت ضرور تہی اور
اودہر سے بہی فوج باغی سوار و پیادہ سولہ ہزار ساتھ اونکے چندا پلکار تھے تاکہ لبیبا

انگا آمد فوج کا انسداد ہوئی معرکہ فساد ہوا اور اس طرف فوج انگریزی فقط دو تین
ہزار باقی کہ رب بے شمار فوج انگریزی کو کون روکے مقابلہ میں کون ٹوکے رنجک بھی
نہ اوڑی حسرت دل ہی میں رہی کہ فوج انگریزی بے محابا داخل اوناؤ ہوئی مقیم خیام ہوئی
الغرض کام انگریزی کا ایسے وقت میں بھی دیکھا چاہیے کہ چند مردان فوج باغی
مع زن و بچہ لشکر انگریزی میں گرفتار ہوئے جب فوج سے دوچار ہوئے حکم دیا کہ مردوں
کو پھانسی دو اور زنان و بچہ کو چھوڑ دو بس خیال کرنا چاہیے کہ اگر انگریزوں کو ایسا انتظام
منظور ہوتا تو قتل زن و بچہ کا کیا وجہ ہوتا مگر یہ خیال کیا کہ اگر ہم بھی قتل فوج باغی کے
ستم شعار کریں تو ظلم و عدل میں کیا تفاوت ہوئی بلا فرق عداوت ہوئی یہاں تو
فوج انگریزی کو مہیا کسب سامان تھا اور وہاں ہر ایک سپاہ باغی حیران و پریشان
تھا چنانچہ سپاہ انگریزی میں یہ حکم ہوا کہ کل سے حملہ ہمارا ہوا اور مقابلہ ہو فوج
باغی سے مقابلہ ہو جب فوج باغی نے یہ خبر سنی تو شام سے اہتمام ہونے لگا لڑائی کا انصرام ہونے لگا کہیں
پلٹن اترتی تھی کہیں فوج تیار ہی تھی مورچوں پر بندوبست ہوا میدان معرکہ کا درست ہوا

حال جنگ مقام اوناؤ و بشیر گنج

دونوں جانب سے فوج تیار ہوئی عازم کارزار ہوئی مورچوں پر سپاہ پس توپ ہمراہ سپاہ
شجاعان لندن کے علم کھولے جانب فوج باغی قدم بڑھائے رزم گاہ تک آئے ایک غول
کے دو ہزار کے ایک جانب میں دوسرا طرف ایسا ہر ایک گورہ اوس میں جوان مضبوط
و سردار کر سبھی سراپا پوشاک وقت جنگ مغضوب و غضبناک توپ میدان میں چلنے لگی زمین ہلنے لگی
چند گورے پہلے گرے باقی خوب لڑے چشم زدن میں گورہ مورچوں پر جھپٹ پڑے گئے
مورچے چھوڑ کر باغی ہٹ گئے نجیب پیادہ و سوار منفرد ہوئے جھیل تالاب میں گر کر
چور چور ہوئے نجیبوں نے اپنے اپنے بستر سر پر دھرے جا بجا گرے پڑے بندوق ڈھال
لٹکاتے ہوئے بے حال بھی ہر جا اوٹھائی ہوئے فوج نجیب لعنت بھاگ گئی تلنگوں کی فوج

پنیل نزاد شاہ لندن کے خاص خانہ زاد جرنیل فوج نے گوردن کو یہ حکم سنایا کہ دلیرانہ چلو
بیلی گارد کا راستہ لو جو وہان انگریز محصور ہین اونکو نا حق بے خبر کیمین آنا ہے غرض کہ دونون
فوج انگریزی کے ہوئے صف باندھ کر آگے بڑھے جدھر ایک گورہ بڑھ گیا فوج مین تلاطم
پڑ گیا نہر مین پل باندھکر فی الفور گورے اندر شہر کے آگئے ہر جگہہ چھا گئے فوج ہندوستانی کی بڑی
ہلچل سخت حیران ہوئی کہین تو دیکڑی کہین تھم رہی کبھی بہاگی اور کبھی جم رہی جب تلنگون کی
تباہی سخت کڑی راہ ہوئی سکندر باغ کے اندر گورہ کی سپاہ ہوئی اوس باغ مین بہت اسلحہ جات
اور خیمے شاہوں کے اسباب تھے غرض کہ سپاہی سکندر باغ سے نکل آئے وہان ایک گولی
چلی لڑائی ہوا کی آخر کار فوج ہندوستانی نے تلوار و سپر کو سنبھالا گوردن نے فتح پائی اور
قدم آگے بڑھا لا دیر تک خوب تلوار چلی مگر فوج گورہ کی نہ ٹلی بعد جنگ بے شمار جب حساب
کا ہوا تو معلوم ہوا کہ اس وقت کے معرکہ مین چودہ سو تن کشتہ ہوئے علاوہ اسکے زخمی اور
خستہ ہوئے سخت تلاطم درمیان ہمارے فوج ہندی دریا کے پار جو پیراک تھے وہ پار
ہوئے بہت ڈوب کر موت سے دوچار ہوئے خوف جان خاص و عام تھا شجاعت کا
دریا تلاطم تھا بہت ڈوبے بہت بہہ گئے لوگون کے ہتھیار کنارہ پر رہ گئے سب نجیب
بیدل ہوئے ہر کھیت کپتان چھوڑ گئے شرف الدولہ ابراہیم علیخان نائب مع دو سو آدمی قلعہ
مین بیگم صاحبہ کو صدمات شکست چند در چند اور چند مرتبہ گورہ تا بہ حصار آئے مگر ضرب
گولون سے واپس بے اختیار آئے اگرچہ دوچار گام اور بڑھتے تو لڑائی ختم کرتے مگر مصیبت
زدگان بیلی گارد سے مجبور تھے کہ وہ معرکہ گاہ مین محصور تھے برابر لاش پر لاش گرتی تھی
بارش گولون کی برستی تھی چتر منزل تک سب گوری بھر گئے راہ مین سیکڑون گر گئے یہان سپاہی
بخوف ہراس آئے اور چتر منزل مین بھی سب چھائے یہان سے وہان تک گوردن کا عمل ہوا
مورچا چھوٹا ہر ایک جگہہ پر دخل ہوا فوج باغی کی مورچون پر لڑائی ہر توپ چلنے لگی دونون جانب
سے مورچے ایسے قریب کہ گوردن کی آواز ہم گوش نجیب بادشاہی گولون سے بیگم ہند تھا کہ

ہوئی فوج باغی نے ہرچند تعاقب دار و گیر کیا مگر کچھ فائدہ نہ دیا اور لیڈر گوروں نے کوٹھی
دلکشا میں قیام کیا دوسرے روز عالم باغ میں نشان قائم کیا

حال اہل کاران عہد بیجیس قدر و صورت بے انتظامی و غارتگری شہر لکھنؤ

جب فرنگی بیلی گارد سے باہر ہوئے فوج باغی کو یہ حالات ظاہر ہوئے کہ الحمد للہ بعد
پانچ ماہ کے اب لڑائی سے فرصت ہوئی نصیب نصرت ہوئی دل میں جو شوق غارتگری
تھا بیلی گارد میں آئے غول کے غول سما گئے کہ خوب لقیہ مال و زر لوٹیں مفلسی سے چھوٹیں
اور یہ حکمت انگریزوں کی دیکھیے کہ سرنگوں پر وہ انگریز اعزہ ناتوان بیمار سے حیران و زرگی
سے تنگ محفوظ جنگ چھوڑ گئے تھے انہوں نے ہنگام مصروفی لوٹ فوج باغی کے یکایک
سرنگ میں آگ لگا دیا ایک دم میں اوس فوج باغی کو جلا دیا اوس روز سے فوج باغی
زیادہ دلشاد ہوئی کہ اب حاصل مراد ہوئی یعنی لکھنؤ میں گورے نہیں رہ گئے باہر
بار لوگوں کی مونچھوں پر تاب ہوئی ریش و بروت پر خضاب ہوئی رات دن آرام ہونے
لگی عیش کے کام ہونے لگے ہر ایک اہلکار کو خود ہی سمائی اپنی اپنی کار ہی گری دکھائی
ملکہ بیگم صاحبہ کو نہ جبر پسند تھا خیال رفع گزند تھا کارندوں نے اپنا گھر بھرنا شروع کیا سپاہ
بڑھی روپیہ سے جواب دیا زر و سیم و اسباب جو تھا وہ لگا کر فوج کو تنخواہ میں دیا مطلع کا
انتظام کیا اب یکایک خزانہ کم ہوا ہر ایک مبتلای رنج و الم ہوا پھر تو یہ حکم ہوا کہ مہاجن و
زردار روپیہ جمع کریں شہر میں جسکے پاس جو ہو وہ مجتمع کریں اب دیکھیے کہ اہلکار لوگ خوش
ہونے لگے صاحب مال و زر گرفتار ہونے لگے امیروں کے گھر ضبط ہوئے مہاجنوں کے
حواس خبط ہوئے خورشید محل جو بادشاہ کا نامی تھا وارث نہ ادنکا بد ہو فقان معزز
و گرامی تھا بصلاح اہلکاران اس محل میں ضبطی کا حکم آیا ہرچند کہ وارثوں نے واویلا کیا
کسی نے نہ سنا موضع بھتہ جاگیر خورشید محل میں جو کچھ اسباب و نقد رکھا تھا
شرف الدولہ نائب سب اوٹھا لائے عجب طرح کے سامان ظلم کے دکھلائی زیور

... چنانچہ اس فوج انگریزی مین وہرم صاحب بہادر جرنیل تھی لڑائی کی جرنیل نے فقط

تجویز انگریزان واسطے پناہ رعایا و قتل فوج باغیان

تجویز انگریزی ... سب فوج تمام باغ مین مقیم و درست ہوئی معرکہ جنگ مین چست ہوئی
ہر ایک حاکم انگریز نے صلاح کیا باہم مشورہ کیا کسی نے کہا فوج گمراہ قابل قتل ہے سواے
خواہ پیدا ہے ہر ایک جانب سے انکو گھیر کر جان سے ہلاک کرو نہایت ظلم و بدعت
تو پھیران کرو رعایا کو یک قلم ہیجان کرو زن و طفل سب بے خوف ہوے تاکہ بخوبی عبرت ہو
دوسرے نے کہا کہ یہ بات خلاف مصلحت ہے منافی عدالت ہے ہمکو رعایا اور کسی سے
کام نہین اسکا نیک سرانجام نہین مع رعایا مخالفت و جنگ جو نہین اتک بخوبی شریک عداوت نہین
تین طرف سے شہر کو گھیرو ایک راہ نکلنے کی چھوڑو جب ہر جانب سے گھر جاینگے
تو وہ خود نیچ ہو جاوینگے خوف انجام کار ہے شکست و ظفر مین اسکا اختیار ہے خدا کا
یہ مصلحت و کمیٹی کے یہی بات قرار پائی سبھون نے یہ صلاح نیک بتائی چنانچہ صلاح
و مشورہ اسکا گورنر جنرل سے استصواب ہوا وہان سے بھی یہی خطاب ہوا کہ رعایا کو
وقت جنگ قتل سے پناہ ہو اور واسطے گرفتاری فوج باغی کے بھی ایک راہ ہو چنانچہ
یہ حکم گورنر کا صادر ہوا ہر ایک افسر تعمیل حکم پر قادر ہوا فوج گورہ تیار ہوئی مستعد کارزار
ہوئی جرنیل فوج کا یہ حکم ہوا کہ سلاح بند جو آدمی ہو اسکو قتل کرو بے سلاح جو ہو
چھوڑ دو کسی زن کو حکم چھین لینا ہوا کسی کو آگ لگانے کا اختیار ہوا غرض کہ فوج انگریزی
لگے بڑھنے اور ہر جانب کو پھیلی اور جرنیل وہرم صاحب بہادر جانب قلعہ شاہی پہنچا یا اشتعال
چلے ہر سو سے لڑائی ہونے لگی سپاہ جابجا جہان سے استقامت ہونے لگی فوج باغی بھی
تھی مستعد کارزار تھی اگرچہ مستعد ہوکر باہر گئی مگر وقت جنگ کے کوتاہی کر گئی چھپ رہنے
گورہ یا تھا بھی چھوڑی مگر تلنگون کی پلٹن لڑمری اول [illegible]
رہی لب نہر شہر [illegible] ان کے انبار ہوئے زخمی بے شمار ہوئے [illegible] فوج انگلشن کی [illegible]

بدہو اس مقرر رہوئی کہ ایک دم مین مورچون سے کافر رہوئی پورب سے پچھم تک گورے چہنے
دیس گئے ہر ایک جانب مین حملہ کرکے وہس گئے اس شکست و معرکہ رستخیز مین خلقت شہر کی سب
گریزان ہوئی اور رعایا سخت پریشان ہوئی تمام فوج ہر جانب سے محصور لڑائی مقابلہ کی
بدستور چار روز تک بہی قیامت رہی بریا عجیب آفت رہی اور گورے ہزارہا اندر چھاؤنی
کے آگئے بہمت سے چہا گئے قلعہ مین بہی دوپہر تک خوب تلوار چلی اور لڑائی رہی بڑی
دہوم سے صف آرائی رہی بارہ ہر ایک اہل وغا کے شل ہوئے ہر ایوان وقصہ مقتل ہوگیے
قیصر باغ مین بہی معرکہ رہا دریا خون کا بہا مرزا برجیس قدر و بیگم صاحبہ نکل کر باہر گئے گورے
ہر مکانات شاہی کے اندر گئے مکانات اور کوچون مین ماتم تہا گویا ماہ محرم تہا اپنا اپنا
گہر چہوڑ کر شہر والے راہی ہوئے روانہ ہر نواحی ہوئے مرد عورتون سے چہٹ گئے
راہ چوندلی وہ لٹ گئے جن عورات عصمت مآب کو نگاہ آفتاب سے شرم و انفعال تہا
اونکا یہ حال تہا کہ پیادہ پا سر برہنہ و بے نقاب بحال ابتر و خراب نہ راہ و راستہ معلوم
اپنی حفاظت و عزت سے سخت محروم بہت عورات خوف سے کنوؤن مین گرگئین بہت
از خود مرگئین فی الواقع ہنگامہ حشر تہا ہر ایک مبتلا ہی قہر تہا شبا شب تمام لوگ
شہر کے گریزان ہوئے محلے کے محلے صحن ویران ہوئے کسی گورہ نے کسی کو خون کیا
کسی کو جسم سے اطمینان دیا مال و زر خوب لوٹا بہاگنے پر بہی پیچہا نہ چہوٹا شہر مین بڑے
بڑے سانحے ہوئے عجیب طرح کے واقعے ہوئے فقط

تذکرہ پریشانی حکیم مرزا آغا جان و ترحم جنیل فوج مرزا پیر

لکہنؤ مین ایک طبیب مسیحائی دوران حکیم مرزا آغا جان صاحب علاوہ اونکے ایک لڑکا اور
ایک داماد جب شہر پر لوٹ کی آفت آئی انکے محلہ مین بہی اسکی نوبت آئی لڑکے اور
داماد نے حکیم صاحب سے صلاح کیا کہ اب گہر سے مع عورات نکل جانا ناگوار ہے
عورتون کی حفظ و آبرو دشوار ہے تو بہ تقدیر مین رہئیے جو آفت گذرے وہ سہئیے غرضکہ

یہ مصلحت ہوکر دروازہ بند کیا فکر حفظ چند در چند کیا آخرکار ایک غول غارتگران کا آیا مال
ومتاع جو کچھ تھا وہ پایا لوٹ کے اور دوبارہ حکیم صاحب کو پکڑ لے گئے حکیم صاحب تنہا
رہ گئے جب پھر دوسرا تیسرا غول پنجابی کا آیا گھر میں ایک حبہ نپایا حکیم صاحب ملتجی
ہوئے کہ ہمکو اب پناہ نہیں حفظ آبرو کا نباہ نہیں لہذا برای خدا ہمکو کسی جای امن میں پہونچادو
مقام امن بتادو اوس غول میں کچھ لوگ سنگین دل کچھ پر رحم تھے ظالم کم تھی اس منت
حکیم صاحب کو قبول کیا حکیم صاحب کو مع عورات ساتھ لیا اپنے افسر سے یہ حال کہا
کہ یہ شخص مرد شریف ہے عمر میں ضعیف ہے باغی دشمن نہیں سپاہ پیشہ نہیں غرضکہ
اوس افسر نے اس بات کو قبول کیا اور حکم دیا کہ اپنے گھر پر جا کر رہو اور بے بیٹھی عدم عزت
کی پاس رکھو اب کوئی مزاحم نہوے گا کوئی آبرو نہ لیوے گا حکیم صاحب بعد اس پریشانی
کے اپنے گھر لٹے شکر خدا بجا لائے بعدہ اداحکیم صاحب بعد خرابی بسیار گھر پہونچے اور بیان کیا
کہ بیٹا مارا گیا ضعیفی کا سہارا گیا میں بمشکل تمام چلا آیا جملہ ماجرا کہہ سنایا غرضکہ دانشوران
فرنگ کو ہنگام جنگ بھی دادگستری رہی اور لڑائی میں بھی موقع سے عالم پروری رہی فقط

جانا مرزا برجیس قدر کا لکھنؤ سے جانب شمال

لکھنؤ میں ہر ایک جانب سے لڑائی رہی صفوں کی صفائی رہی اکثر خادمان شاہ مینا
بھی لڑے بڑی جرات و شجاعت سے مرے سپاہ باغی مرزا برجیس قدر و بیگم صاحبہ کو
لیکر باہر ہوئی فوج لڑائی سے قاصر ہوئی احمد اللہ شاہ درگاہ حضرت عباس میں دو روز
تک خوب لڑے آخر کو سلامت نکل گئے شرف الدولہ ابراہیم علیخان نایب بھی باغیوں کے
ہاتھ سے بے خطا ہلاک ہوئے اس واقع میں بہت لوگ دردناک ہوئے غرض کہ
کاکرآباد کی راہ سے مرزا برجیس قدر کا عبور ہوا سفر دور ہوا صدہا آدمی دریا میں بھاگ کے
گر گئے بہت ڈوب کر مر گئے چند رفیق ہمراہ برجیس قدر کے تھے باقی لوگ فوج غدر
کے تھے کوچ مقام کرتے گرتے پڑتے تا بہ بونڈی پہونچے وہاں جا کر مقام کیا

بیگمصاحبہ نے نیا انتظام کیا علی محمد خان عرف ممو خان کو نایب بنایا اور شہر لکھنؤ اور [illegible]
علاوہ اسکے امراو مرزا ایک اہلکار تھا نہایت عقیل و ہوشیار تھا اور ان سے پیشتر ناظم مقرر [illegible]
وہ مامور ہوئے جا بجا چار وانہ حسب دستور ہوتے مدد و الکھنؤ میں انگریزون کا دخل تھا اگر
جا بجا باغیون کا عمل تھا ہر جانب سے توپ کی مار تھی آمد رفت راہ کی دشوار تھی
مین مسافر لوگ تباہ و خراب سرگشتہ و مبتلای عذاب جان بری کا کہین سہارا نہین
لوٹ مار سے چارہ نہین نہ جای امان نہ حفظ جان جب لکھنؤ لوٹ و پھونک سے خوب
برباد ہوا ہر ایک شخص مال و زر سے محتاج و آزاد ہوا انگریزون نے شہر مین منادی
کی کہ اب کسیکا مکان نہ لوٹے امن و چین سے رعایا آباد رہے سکنای شہر [illegible]
قریب بھاگ گئے تھے یہ خبر سنکر اپنے گھرون مین آنے لگے جا بجا بسنے لگے اور
جو لوگ مہینون کی راہ طی کرکے جلای وطن تھے خراب مرد و زن تھے بعد خرابی لکھنؤ
لکھنؤ مین آئے اپنے اپنے موقع سے رہنے لگے اور گھر بنائے اور جو لوگ کاہی مکانات
مین مقیم ہوئے حال مستقیم ہوے دیکھا کہ گھر جلے مکانات لٹے اور جو لوگ کہ لوٹ سے
محفوظ رہے اونکے گھر ضبط و منزول ہوئے تازہ مصایب حصول ہوئے مگر واہ رے
شہر لکھنؤ کہ اس تباہی مین بھی وہی رونق بازار سو وہی لطف و آبرو خوش لباسی کا
امتیاز گدا و محتاج سے غرانہ مگر فرق اتنا ہوا کہ وضع دار لوگون نے مکانات مین رہنا اختیار
کیا باہر نکلنا ناگوار کیا جب کہ تمام اہل شہر اس مصایب عظیم اپنے اپنے گھرون مین مقیم ہوی
تو سرکار انگریزی سے ٹکٹ آبادی کی تقسیم ہوئی اس مصایب سے شہر والے سخت
حیران تھے مگر یہ دونو مصرعہ ورد زبان تھی بیت بھاگے جان جہان تو بزن اور بچے تالا
لٹ پٹ کے گھر کو آئے تو گھر کا ٹکٹ لاو

حال امان بخشی ملکہ معظمہ وکٹوریہ خلایق لکھنؤ پر اور جنگ و مقابلہ جا بجا تعلقداران اودہ سے

انگریزون نے ایسا اہتمام کیا کہ تھوڑے عرصہ مین شہر کا انتظام کیا ہر جانب سے
بندوبست ہوا برابر بندوبست ہوا دوکانون مین سب دوکاندار آنے لگے چوک
و بازارون مین خریدار آنے لگے شہر مین سڑکین نکلنے لگین خاص بازار سے چوک تک عمارتین
کھودنے لگین قبرین جو راہ مین پڑین وہ مسمار ہوئین مقابر و مسجدین انہدام مین شمار ہوئین
مکانات سے غریب و مساکین نکالے گئے لاکھون گھر کھود ڈالے گئے ہر ایک سمت
سے راستہ تھا قلعہ مضبوط آراستہ تھا رومی دروازہ سے مچھی بھون تک حصار قلعہ
تیار ہوا میگزین و اسباب جنگ کا وہان انبار ہوا یہان لکھنؤ مین یہ انتظام تھا اور باہر
جا بجا غدر کا آرام تھا باقاعدہ فوج انگریزی علاقہ جات پر روانہ ہوئی اور بھی ہنگامہ ہوگیا
ہوئی سیدان نواب گنج بارہ بنکی مین راجہ بلبھدر سنگہ تعلقدار چہلاری سے خوب معرکہ
لڑائی کا رہا مقابلہ صف آرائی کا رہا راجہ مذکور نے نہایت جرأت و شجاعت کا کام کیا جنگ
رستمانہ کرکے آخر کو جان دیا اور رانا بینی مادھو سنگہ تعلقدار شنکرپور بھی عجب شان و دلاوری
سے لڑا میدان سے نہ پھرا چند بار اون سے لڑائی ہوئی ہر ایک جگہ پر چڑہائی ہوئی انگریزون
نے اوسکو لکھا کہ تمنے بہت شجاعت کی نہایت جرأت کی اب یہی مناسب ہے اور
رائے صائب ہے کہ سرکار مین بخوف و خطر حاضر آؤ اپنی جان بری کا گھر بناؤ اگر تم کہنا مانو
تو نہایت پچھتاؤ گے آخر کو ہم گولی برسا دینگے کیفیت لڑائی کی دکھا دینگے رانا نے جواب دیا
کہ اب زندگی خراب ہے امر صواب ہے اپنی بگاڑ کا کیا ملال ہے سلطنت پر زوال ہے
وہ آبرو عزت کہان ہمکو حاصل ہوگی اب عزت و حرمت زایل ہوگی اگر ہماری دو گھڑی
بھی تلوار چلیگی زمین ہلے گی شمشیر زنی مین مثل ہمارے کون سور ہے زیادہ فضول گوئی
کیا ضرور ہے آخر کو رانا جنگ دلیرانہ کرکے پاس مرزا برجیس قدر کے پہونچا سوائے اسکے
لال پرتاب سنگہ پسر راجہ ہنونت سنگہ تعلقدار کالاکانکر بھی بہت دلیری سے آمادہ جنگ
ہوا ہمراہیون کا حال تنگ ہوا اگرچہ جمعیت قلیل میدان مین جم گیا قدم اسکا تھم گیا

ہزار ہا سپاہ سے تیغ زنی رہی معرکہ مین بات بنی رہی دلیرانہ جوش وخروش رہا لڑائی
مین ہر ایک مدہوش رہا آخر کو سب لوگ حاضر ہوئے غداری سے قاصر ہوئے شورش فتنہ
اوس اطراف وجوانب مین بخوبی انگریزی انتظام ہوا عدالت کا انصرام ہوا علی العموم یہ
حکم جاری ہوا کہ اب کمپنی کا دخل جاتا رہا ملکہ معظمہ کا عمل ہوا اگرچہ فوج ہندوستانی نے
انحراف کیا مگر سب کا قصور معاف کیا اور شاہ انگلستان کا یہ بھی حکم تھا کہ
قصاص نہ لینا مخالفون کو امان دینا چنانچہ اس اشتہار سے خاص وعام ظاہر ہوئے مخالف
لوگ بھی حاضر ہوئے سب لوگون کے ہتھیار سرکار مین داخل ہونے لگے اسباب
جہالت وبغاوت زائل ہونے لگے

معرکہ جنگ بونڈی اور جانا برجیس قدر کا کوہ بٹول ملک نیپال مین

لب دریا ہی گیا گورون کی فوج تھی اور اوس پار سپاہ باغی موج در موج تھی بونڈی
کے قلعہ مین مرزا برجیس قدر کا لشکر تھا بوجہ مجبوری وہ گھر تھا سچ تو یہ ہے کہ اگر انگریز
لڑائی سے سو نہ موڑتا کوئی باغی جان بچی نہ چھوڑتا سخت اوس پر آفت بلا انگیز تھی ہوا
ہراس مین یہ رستخیز تھی ہمراہیان مین رانا بینی مادھو سنگھ بڑے شجاع وجری نامی رہے
ہر معرکہ مین مقتول ونامی رہے جو جو ساتھ تھے سب نے جان ہی پر ہاتھ دہو یا ریاست کو
کھو یا لڑائی کیا گو پھر بھی ملنگون کو بہت اکثر رہی ادہر لوگون نے صلاح کیا کہ والی
نیپال کو نامہ لکھا جاوے کہ اس وقت مین ہماری اعانت کرنا چاہیے کہ مٹ گئے تباہ ہو گئے
کہ انگریزون سے معرکہ جنگ ہے عرصہ زندگی کا بہت تنگ ہے ابھی تک جس طرح ہو سکا
ہمنے مقابلہ کیا بخوبی مجادلہ کیا انصاری کو بھی تمنے مدد دی تھی اب ہمکو بھی کمک دو اپنی
سپاہ سے کام لو چنانچہ ایک خیر خواہ ذی وقار یہ تحریر لیکے نیپال گیا تباہ حال گیا سر کوہ
پہونچا محافظان سے رسم وراہ کیا نامہ پہونچا دیا مگر حاکم نیپال تک رسائی
ہوئی نہ کسی طرح سے زبان آرائی ہوئی اگرچہ وہان سے بظاہر کمال اقرار ہوا مگر باطن انکار

وہان شاہزادہ نے ملاحظہ کیا وہان تخلیہ ہوا نامہ پڑہا اوسکا یہ مضمون تھا کہ اس کوہ پر جو گذر
حضور ہوا یہ کوہ رشک طور ہوا اب مکان مین قدم رنجہ فرمائیے یہان تشریف لائیے
اگر ماننا منظور ہو تو جنگ کیا ضرور ہے اور اگر نہین یہ بات ہے تو یہان تو فضیحت و ذلت
ہے اس قول کو رسم وفا تصور نہ فرمائی ہماری کفالت سے چلے آئیے شاہزادہ نے یہ نامہ پڑہا
ارادہ خاص نیپال ہوا اطمینان کمال ہوا غرض کہ وہان سے صعوبات سفر اوٹہاتے
چلے پہلے پہاڑ سے دوسرے تک چند روز مین راہ طے کیا صعوبت سفر لیا چنانچہ بعد
کوچ و مقام شب و روز مین طے کرتے کرتے بیس ۲۰ دن مین قریب ایک دریا کے گذر ہوا
دو روز وہان لشکر ہوا جنگ بہادر دیوان راجہ نیپال جو حاکم سرکوہ تھا ساتھ دو لاکھ
سپاہ کا انبوہ تھا گھوڑہ پر سوار جانب لشکر شاہزادہ کے دوچار ہوا لشکر دیکھکر گھبرایا
فوراً یہ کلمہ زبان پر لایا کہ آپکا یہان رہنا مناسب نہین مع فوج یہان سے پھر
جائیے بٹول مین قیام فرمائیے جب شاہزادہ نے یہ مضمون سنا دل مین سخت رنج
گذرا پہلے یہ راز نہ عیان ہوا مگر بعض بعض لشکر بدگمان ہوا فوج باغی مین یہ صلاح
ہوئی کہ ہم لوگ کثیر ہین نیپال کی فوج سے لڑین گے وہ کیا کرینگے مگر ناصر الدولہ
ممو خان نایب نے یہ کہا کہ اسکا انجام محض خراب ہے یہ امر بالکل ناصواب ہے
پس پشت فوج انگریزی آتی ہے اگر ان لوگون سے مقابلہ ہوا تو گویا دو طرفہ مجادلہ ہوا
مناسب ہے کہ بٹول کو پھر چلو لڑائی کا نہ نام لو یہ مشورہ ہو کر بٹول کو فوج چلی جابجا
متفرق ہوئے اب اوسوقت کی مصیبت کیا بیان کی جاوے کہ العظمة للہ یعنی کوہ سے
رجعت قہقری کرنا صعوبات سفر اوٹہانا گویا سامان قیامت تھا اور عجیب معرکہ آفت تھا
غرض کہ بعد ایک ماہ کے پہر بٹول پہ جہان پہلے مقام تھا لشکر کا قیام تھا پہونچے قصداً
مخبرون نے خبر دی کہ احسان علیخان کرنیل نیپال جو ساتھ فوج انگریزی سمجھتا اون آتی
سپاہ انگریزی سے مقابلہ ہے فرنگی سے اونہون نے شکست کھائی کوئی بات [illegible]

اگرچہ بظاہر بیان سے خیر خواہ ہی مگر پاس والی نیپال کے رسم وراہ ہے یہ حال سنکر سے
بدری نرسنگہ میر لشکر نیپال کو بیگم صاحبہ نے لکھا کہ تمنے لیے شبہ ہمارے ساتھہ دغا کیا
دشمن سے ملکر دغا کیا اب ہمارے قریب فوج انگریزی آگئی تمنے کچھہ بہی نہ امداد کی نرسنگہ
نے جواب لکھا کہ مین تنگ ہوا ہون اور کچھہ حال لکھتا ہون جواب طلب کرتا ہون اگر حکم دیوان کا
آوے گا تو فدوی کمک کو جاوے گا یہ انتظام ہو رہا تھا کہ یکبارگی فوج انگریزی نے چار جانب
سے گھیر لیا اور محاصرہ کیا چنانچہ بدری نرسنگہ کو لکھا کہ اگر اب تمہارے آنے مین دیر ہو
تو بیان معرکہ جنگ ہو آپ کے گھر مین بہی امان نہ پائی تقدیر نے یہ کیفیت دکھائی پھر جواب آیا
کہ ہم انگریزون کو کیونکر روکین اور انکی فوج کو کیونکر ٹوکین ہمکو استقدر زور بازو نہین لڑنے
کی آرزو نہین ہمارا کیا اختیار ہے فرنگی شہنشاہ دنیا ہورہا ہے اگر آپ کو امان لینا منظور ہو
تو آپ معہ چندکس چلے آوے درنگ نہ فرمائے فقط اپنے اتالیق و طفل و زن کو ساتھہ لاؤ
سب فوج چھوڑاؤ اور اگر معہ فوج آؤ گے تو سرکوہ معرکہ جنگ ہے میدان عافیت کا
تنگ ہے چنانچہ اس نامہ کے ساتھہ ایک نیا افسر بہی روانہ کیا اور حکم دیا کہ اگر بیگم صاحبہ
آوین تو ساتھہ لانا اس واقعہ سے سب کو ہراس ہوا ہر ایک بدحواس ہوا غرضکہ بعد
وصول اس تحریر کے شاہزادہ و بیگم صاحبہ و میر مہدی و حکیم حسن رضا اتالیق و مصلح الدولہ و
احمد حسن خان و غیرہ شفیق جو ہمراہ تھے اور ہر طرح سے خیر خواہ تھے روانہ ہوئے اور پریشان بیگانہ و یگانہ ہوے

حال جنگ دامن کوہ

جبکہ کوہ بٹول سے نیچے آکر کے سور سپاہ راہ مین ہوے و مشورہ جنگ باہم سپاہ مین ہوکر
میدان مین صف آرائی تھی صلاح لڑائی تھی کہ ایک مخبر نے خبر دی کہ بٹول سے فوج بڑہ
آئی جلد سامان جنگ کرو آگے بڑہو ممو خان نایب ہمراہ فوج آیا چپ و راست مورچے
جمایا میمن و یسار کے فوج کا کیا شمار تھا قلب مین بارہ ہزار پیادہ و سوار تھا افسران لشکر
لڑائی سے ہوشیار ہر جانب سے معرکہ کارزار بیان سے سپاہ باغی دلیرانہ کچھہ آگے بڑہی

فوج فرنگی کی نظر پڑی وقت جنگ توپ چلنے لگی زمین پہاڑ کی لرز گئی دیر تک صدای توپ
بلند رہی لڑائی وو چند رہی آخر کا فوج باغی قریب فوج انگریزی کے پہونچی اور ایسی تلوار چلی
کہ اوسوقت سپاہ انگریزی جگہہ سے ہلی مگر پہرآ فوج انگریزی نے پہر حملہ کیا سنگینون سے
کام تلوار کا لیا آخر کار سوار و پیادہ باغی جانب کوہ منفرد ہوئے لڑائی سے دور ہوئے
جہان خیام شہزادہ کے تہے وہین بہاگ کر سب سپاہ آئی با حال پریشان و تباہ آئی اور
وہان سے بہاگ کر بمقام باہپور پہونچی گو یا بڑی دور پہونچی تین دن وہان قیام رہا رسد
رسانی کا نہ انتظام رہا سپاہ انگریزی کوہ پر صدمت لصعت تہی موقع سے ہر طرف تہی کسی کو
وہان نہ آب و دانہ نصیب ہوا ہر ایک ہلاکت کے قریب ہوا افسر سپاہ نیپال نے جو
سرکوہ تہا یہ حال سنا کہ فوج شاہزادہ کی بسبب بہوک کے سخت پریشان ہے نہ پہونچنے
رسد سے حیران ہے قریب ہے کہ پہاڑیون پر یورش کرے واسطے رسد کے لشکر پہ بہیجا فوراً
سب سامان رسد کا بہیجا ہر ایک نے بعد تین دن کے شکم سیر کیا کیونکہ یہ سب لوگ
بندۂ شکم تہے ظاہر مین بہت لڑائی مین کم تہے بعدہ افسر فوج نیپال نے بیگم صاحبہ کو یہ پیام بہیجا
کہ اس مقام پر سخت تکلیف و پریشانی ہے ہر طرح سے حیرانی ہے مناسب ہے کہ آپ
نئی کوٹ مین آجاوین فقط پانچ سو آدمی ساتھ لاوین کوٹ مین زیادہ اژدہام نہ ہوی جمعیت
عام نہ ہوی یہ سنکر شاہزادہ سوار ہوا با سپاہ مردم وہ چار ہوا اوسی شب کو یہ ماجرا گذرا
کہ ہر ایک افسر باغی ایک جا ہوئی سبہون نے مشورہ کی کہ امراؤ مرزا کو فوج انگریزی سے
باطنا التیام ہے آپسمین نامہ و پیام ہے مناسب کہ اسکو قتل کرو کہ آیندہ کسیکو ایسی جرأت نہو
امراؤ مرزا نے یہ حال سنا فوراً قبل از شاہزادہ کے نئی کوٹ مین پہونچا چنانچہ شبا شب
یہ باغی لوگ بتلاش امراؤ مرزا وہان پہونچے امراؤ مرزا وہان پوشیدہ ہو کر دیوان جنگ بہادر
کے پاس گیا بعالم ہراس یہ حال کہا کہ سب سپاہ باغی ناحق ہماری دشمن جان ہے عقل
حیران ہے مگر دل سے فرنگی کا خیرخواہ ہون ظاہر مین انکا ہوا خواہ ہون پہلے یہ باتین کہین

بعدہ کچھہ سنہ مین انگریزی دکھلائین اختر کو نئے کوٹ مین قیام رہا دس مہینے تک خیال رہا

حال اسیری ممو خان وغیرہ

دیوان جنگ بہادر نے شاہزادہ کو بہت مال و زر نذر دیا اور بڑی عزت و توقیر سے دعوت
کیا بعد رسم مہانی کی ملکزادہ نے دیوان کو خلعت زرنگار پہنایا اور ایک گھوڑہ عربی
کہ نام اوسکا نگینہ تہا مرحمت فرمایا اور افسران فوج نیپال کو خلعت و انعام تقسیم ہوئے
مگر بسبب ناموافقت آب و ہوا کے سب لوگ باحال سقیم ہوئے جس جس نے وہان کا
پانی پیا فورًا ٹھنڈا ہوا پھر نہ جیا اور باقی کی جان پر بنتی تھی لوگون کو عجیب جانکنی تھے
خان علیخان چکلہ دار جو وہان ہمراہ تھے راہی ملک بقا ہوئے اور بہت لوگ مجروح
تیغ قضا ہوئے باقی ماندہ جو زندہ رہے اونہون نے انگریزون سے پیغام دیا کہ اب ہمکو
خواہش امان ہے مقام الامان ہے شہزادہ وزیبان حصار و دور پیادہ و سوار غرضکہ
دیوان جنگ بہادر نے شہزادہ کو لکھا کہ کوئی اہلکار لئیق وہوشیار یہان آوے چند باتین
سن جاوے چنانچہ خود شہزادہ سوار ہوا اور دیوان بہی واسطے استقبال دوچار ہوا
اول دیوان شہزادہ سے زمین بوس ہوا منتظر افسوس ہوا اپنے مکان مین لایا باصد وقار
پیش آیا کرسی زرنگار پر شہزادہ کو بٹھایا شہزادہ نے یہ ماجرا سنایا کہ آگے بہی بہت انقلاب
ہوئے اکثر بادشاہ برباد و خراب ہوئے مگر یہ قاعدہ رہا کہ جب آسمان نے کسی بادشاہ کو
اپنے گردش سے ستایا تو دوسرا سلطان و امیر اوسکی اعانت و امداد مین پیش آیا
ہماری بزرگان سے واقف ہو کہ جب کوئی کبھی یہان آیا اطاعت سے تملوگون کو
مطیع پایا ہمارے یہان سے تمکو واسطے سیر و شکار کے ملک دیا بڑی عزت و توقیر کیا
اب تمہارے واسطے فخر کا مقام ہے کہ ہمارا یہان قیام ہے تمکو ہماری اعانت سے
کنارہ ہے یا سمین کیا اشارہ ہے یہ کہکر ملکزادہ رخصت ہوا ایک شخص کو واسطے حصول
جواب کے وہان رہنے دیا دیوان نے اوس سفیر کو صاف جواب دیا کہ ہمسے امداد ہم

محال ہے یہ خام خیال ہی فرنگی کی ہم اعانت کر چکے ہین اونہین کی رفاقت پر قدم ہر چکے ہین انگریزنے ہمکو گنج و مال گران دیا ہے و عدہ کمک کا لیا ہے پس اب مناسب ہی کہ ممو خان نایب کو لکہو کہ یہان آوی اگر سپاہ کو وہان چہوڑ آوے سفیر نے ملکنے وہ کو مفصل یہ تقریر سنائی راہ نشیب و فراز کی دکہلائی چنانچہ بموجب طلب متواتر و اطمینان تحریرات کے ممو خان چلنے کو تیار ہوا جو خط کہ مخفی آیا تہا وہ بہی ممو خان کو ملا بہر حال ممو خان مبتلای بیم و یاس ٹہول سے روانہ ہوا طلب کا محض بہانہ ہوا آخر کار درمیان کوہ کے فوج نیپال نے ممو خان کو اسیر کیا کشمکش سے دستگیر کیا دیوان جب حال مقید ہی ممو خان سے اطلاع ہوے فورا انگریزون کو خبر دی کہ اب نایب کار پرداز مقید ہو گیا لڑائی کا سامان گہٹ گیا فوج باغی کا پاؤن کٹ گیا دیوان نے فوج باغی کو پیام دیا کہ اب ہتہیار رکہہ جاؤ جہان مزاج مین آوے چلے جاؤ بعد اس روقدح کے ممو خان پابہ زنجیر ہوا اور ہر ایک سپاہی اوسی طرف سے روانہ کشمیر ہوا اور اوسی عرصہ مین ایک عورت نانہارا کی جو گرفتار ہوئی اوسکو انگریزون نے پاس بیگم صاحبہ کے بہیجدیا تعول تخمینا اکتیس ہزار

حال کشتہ ہونی رانا بینی مادہو سنگہ تعلقدار شنکر پور کا

دیوان جنگ بہادر وہان سے پہر قلعہ دیوگڈہ مین پہونچا جہان بینی مادہو سنگہ کی فوج تہی وہ سپاہ بہی سوچ در سوچ تہی دیوان نے رانا کو پیام دیا کہ تمکو لازم ہے کہ انگریز سے اطاعت کرو اپنی گہر مین آباد ہو رنج و محنت سے آزاد ہو رانا نے جواب دیا کہ اب گہر کہان ہے کون مقام امان ہے رانا نے یہ حال دیکہا اپنی عورت کو رخصت کیا اور بیگم صاحبہ کے پاس بہیجدیا اور سوای اسکے اپنا زر و مال کا اشار کیا سب لوگون کو اذن عام دیا کہ جس کا جی چاہے وہ چلا جاوے اپنا گہر بناوے رفیق رفقا نے کہا کہ ہمکو زر و مال سے کیا کام ہے آپکی رفاقت سے آرام ہے دو سو اڑتالیس آدمی رانا کے خاص رفیق ساتھ [illegible] سپاہی تہے اور دیوان جنگ بہادر کے دو ہزار آدمی مسلح [illegible] گزارہ [illegible] اور [illegible] فوج انگریزی [illegible]

وسوا اسکے غرض کہ بہنی یادہو سنگہ سے خوب معرکہ جنگ کا تیغ زنی کا ڈہنگ رہا مگر واہ ری جرات
و دلاوری کہ ہر ایک سپاہی رانا کا سورو شیر تہا رستم و دیر تہا صاحب مقابلہ تیغ زنی کا ہوا تو لڑتے
لڑتے تو یون کے منہ پر ڈہالین دے دین عجیب عجیب دلاوری کین چنانچہ وہ تہوڑی سی ستائیس
فوج کے لوگ بہت بہاگ گئے اور بہت مرے اور فوج دیوان کی کمین گاہ مین تہی اور کچھہ
اثنای راہ مین تہی چنانچہ پہلوان سنگہ افسر فوج نیپال نے پیچہے آکر چہاپہ مارا کہیل لڑائی کا بگاڑا
رانا بہی اوسی معرکہ مین بہت جرات و شجاعت سے مارا گیا لڑائی کا سہارا گیا اتفاقیہ دیوان نے کہ
لاش رانا پر آیا حرف تحسین زبان پر لایا وہان سے دیوان مذکور ہٹول آیا جہان ممو خان مجبور تہا
لڑائی سے ہارا ہوا تہا پہچوسچا ممو خان نے ہرچند عذر و منت کیا کمال سماجت کیا مگر کچھہ
نہ سنا و سختی مین کار دشمنی کیا چنانچہ ممو خان اور نواب تان بہادر خان رئیس بریلی کو
پہچی ہمدان اسیر تہا مبتلای آفت دیگر تہا سپرد فوج انگریزی کے کردیا یہ کام دغا کا کیا
بعد اسکے انگریزون نے بیچ سپہر بیگم صاحبہ کو نامہ لکہا اور پیام بہیجا کہ فی الواقع
اس معرکہ مین آپ کی کچھہ خطا نہین آپکو کچھہ غدغہ نہین سپاہ باغی سے آپکو بہی مجبوری
ہوئی لڑائی ضروری ہوئی عورتون سے مردون کو ملال و کینہ خلاف ہے بعید از انصاف
لڑکا شاہزادہ بہی ہم نہین کینہ خواہ ہین خرد سالی سے وہ بے گناہ ہین جو لوگ کہ مغوی و
پرشرشت تہے زبون و زشت تہے اونکو سزای اعمال ہوئی زندگی اونکی محال ہوئی اب
عالم کو تسکین ہے اور قسمیہ بیان کرتے ہین کہ ہم سے آپکو کوئی گزند نہ آویگا کوئی صدمہ
نہ پہنچایا جائیگا آپ بیتشویش دل مین نفرمائیے اپنے شاہزادہ چلے آئیے اگر وطن مین رہنا منظور
ہو تو وہان جائیے ورنہ پاس بادشاہ کے کلکتہ آئیے واسطے معاش کے کچھہ علاقہ اور تیرہ ہزار
تنخواہ ہوگی لیکن نہ کچھہ ہمراہ سپاہ ہوگی شاہزادہ کا کبہی فخر و امتیاز کم نہ ہوگا یہ قول ہرگز برہم نہ ہوگا
جس مقام پر شاہزادہ کا قیام ہوئیگا ہمارے ایک پہرہ کا مقام ہوگا شاہزادہ ایک جگہہ
بہ قناعت رہین کبہی باہر نقل و حرکت کرین نامہ و پیام کہین نہ آوے کوئی جاسوس سفیر الی

نہ پاوی اگرچہ شہر اپنا منظور تھا تو تحریر یہ بات بھی ضرور ہے بیگم صاحبہ نے یہ بات سنکر جواب دیا
کہ تنخواہ لینا قبول نہیں ایسی قناعت میں کچھ حصول نہیں خداوند کریم ہمیں ہر حال میں ہے
اب تا بہ زیست مقام نیپال میں ہے دل سے تمنای شہر و دیار نہیں آپ کے قول کا اعتبار
نہیں جب یہ جواب صاف از جانب بیگم صاحبہ کے انگریزوں نے سنا فوراً حکم دیا کہ بیگم صاحبہ
سکھپال میں سوار کرکے لوگ نیپال لیجاویں وہیں قیام کریں بیگم صاحبہ کی تمنای دلی یہ تھی
کہ کربلای معلی جاویں سعادت کونین اوٹھاویں مگر راہ کربلا کی نہ پائی اس سے محرومی آئی
غرض کہ وہاں سے شہزادہ و بیگم صاحبہ مع چند خواجہ سرا و خواص و ملازم خاص سفر کوہی
طے کرکے داخل ملک نیپال ہوئے ہنگامہ لڑائی سے فارغ البال ہوئے چنانچہ اوس
عرصہ میں والی ملک نیپال سرکوہ تک ہمراہ ایک اپنے فوج کے واسطے استقبال شہزادہ
کے آگے آیا بہ تعظیم و تکریم پیش آیا واسطے شہزادہ کے ایک مکان عمدہ و نفیس دیا ضیافت میں پانچ
ہزار روپیہ نقد و چند اسپ و فیل پیش کیا شہزادہ نے بہت بھاری خلعت جواہر نگار و ملبوس
زرتار عنایت فرمایا اور بتعالیت گرامایہ پیش آیا جسقدر رفیق شہزادہ کے اہل وفا تھے
ملازم یا اہلکار تھے اونکو یہ حکم ہوا کہ سب ترکوٹ سے باہر نہ جاویں اور لوگ شہر لکھنؤ
سے یہاں نہ آویں غرضکہ اوس کوٹ میں بڑا اژدحام تھا ملک نیپال بھی مامن خاص و عام
تھا اس عرصہ میں انگریزوں نے عموماً منادی ہر ایک مقام مشتہر یہ صدا کی کہ اب بجز باغیان
کے قصور معاف ہوئے جرایم بغاوت سے صاف ہوے جو کوئی امن و امان چاہے
بلاخوف و خطر حاضر آوے جان منظور ہو چلا جاوے جب یہ خبر عطای العمر مشتہر ہوئی تو
وحشت دل سے دور ہوئی بڑے بڑے رستم دل شجاع حاضر ہوے احکام معافی قصور
سے باہر ہوئی سبھوں نے ہتھیار رکھ اپنے اپنے وطن کی راہ لی بعد از مصائب عظیم گھر میں
پناہ لی الغرض ہر جگہ پر امن عام ہوا معرکہ غدر کا تمام ہوا فقط —

حال آمد گورنر جنرل بہادر کا لکھنؤ میں اور کیفیت دربار رئیسان

ملک اودہ وعروج زمانہ میر واجد علی وارد وغیرہ سجلدوی خیرخواہی

القصہ بعد شورش غدر کے تسلط عام ہوا ملک اودہ مین بخوبی انتظام ہوا الغرض کا
خدشہ ہو فوت ہوا ہر ایک شخص اپنے اپنے کام مین مصروف ہوا ملک اودہ مین ہر جانب مکانات
انگریزی تعمیر ہونے لگے سڑکون وصفائی مین مصارف کثیر ہونے لگے ہر قصبہ وشہر معمور ہو گیا
کچھ کچھ آباد لکھنؤ ہوا جو کچھ مفسد وباغی تھے وہ محبوس زندان ہوئے قاتلان انگریز بے
جان ہوئے اس عرصہ مین نواب گورنر جنرل بہادر ہند لکھنؤ مین مع خیل وحشم داخل ہوئے
ملک کے انتظام مین شامل ہوئے فوج ہمراہی بے شمار گورہ وہندی پیادہ وسوار الغرض رعایا
عام ہوا ہر طرح کا انتظام ہوا اور شہزادگان لکھنؤ سے جو مطیع تھے ملاقات ہوئی
اجرای تنخواہ وثالیق کی گفتگو وبات ہوئی علاوہ برین جو راجگان وتعلقدار ملک اودہ کے
خیرخواہ تھے اون سے ملازمت حاصل ہوئی نذر ہر ایک کی داخل ہوئی خلعت عطا فرمایا
ہر ایک رئیس کا رتبہ بڑہایا بعضون کو [illegible] بعضون کو جاگیر دیا انعام مرحمت کیا ایسا
لکھنؤ مین وارد وغیرہ میر واجد علی خان خیرخواہ سرکار ہوئے عزت وآبرو مین نہایت ترقی پایا
ہوئی کیونکہ عین ایام غدر مین زنان انگریزی کا جان بچایا اسکے صلہ مین خطاب خیرخواہی
اور لاکھ روپیہ نقد پایا بیان تک حالات اودہ کے مرقوم ہوئے کچھ کچھ مطلب پایا سب معلوم ہوئے
اب آیندہ کیفیت کلکتہ کی تحریر ہوتی ہے مختصر تقریر ہوتی ہے

کیفیت رہائی سلطان عالم قلعہ ولیم فورٹ کلکتہ سے اور قیام کرنا مکانات مٹیا برج مین اور پہونچنا نوبت ای کا لکھنؤ مین

جبکہ بعد زمانہ غدر کے انتظام ہوا ہر ایک مفسد وباغی تمام ہوا ہندوستان مین
تسلط عظیم ہو گیا انتظام بدستور قدیم ہو گیا گورنر جنرل بہادر نے سلطان عالم کو پیام دیا
کہ آپ نے فی الواقع اس زمانہ مین بہت تکلیف پائی اور ہر طرح کے تصدیعہ اٹھائی
انگریزی لشکر [illegible] قلعہ سے [illegible] قدیم

مین جہان پہلے مقام تھا تشریف لائی بعیر دو قار قیام فرمائی جب کہ یہ خبر مشہور ہوئی
ساری وحشت دور ہوئی مکان دار ہوشیار ہوی سب سامان تیار ہوی محلات مین یہ
خبر آئی گویا قالب بیجان مین جان آئی توپ سلامی کی چلی معلوم ہوا کہ حضرت سوار ہوئی
فارغ از حصار ہوئی اہالیان شہر واسطے سلام کے دورویہ صف بصف تھے اور گدا
و مساکین دعائین کرتے تھے غرض کہ سلطان عالم سوار ہوکر زر و مال لٹاتی جمال
مبارک دکھاتی داخل باغ ہوئی اوس گلشن کی لوگ باغ باغ ہوئی بادشاہ قصر شاہی مین
آئی خاص و عام نذرین و تصدق لائی رونق افروز مسند ہوئے نثار زر و مال بیحد ہوئی
ہر ایک کو خلعت و انعام ہوئی علی قدر مراتب اعزاز و اکرام ہوئی وہ باغ جو باد خزان سے
ویران تھا سرسبز و شاداب ہوا ہر کس و ناکس کامیاب ہوا لکھنؤ مین جو یہ خبر آئی خوشی
و خرمی چھائی محلات جو لکھنؤ مین تھے خطوط و نامجات شوقیہ اونکے واسطے مبارکباد
کی روانہ ہوئی سسر و خویش و بیگانہ ہوئی بادشاہ نی سب نامجات ملاحظہ فرمائی جوابات
ہر ایک کے لکھوائی چونکہ دو سال دو ماہ سلطان عالم قلعہ ولیم فورٹ مین محبوس رہی بظاہر
رہائی سے مایوس رہے مگر وہان بھی شب و روز اوقات مبارک تذکرات و تصانیف
اشغال و اوراد و وظایف مین مشغول تلاوت کلام مجید کا معمول رہا حال بلاغت و بیمثالی
اوس گوہر یکتا کا اظہر من الشمس لہذا اوس زمانہ مین بو فور ذکاوت و تبحر کی ذہن والا مین
یہ آیا کہ جملہ آیات و عجایب قرآنی و کلام ربانی کو یکجا جمع کیا اور ہر آیت کی شرح مفصل
بکمال دقایق و ترکیب علم قرآن کے لکھدیا کہ ایسی کتاب جامع و نافع کسی قاری نے
آج تک تالیف نہین کی اور نہ کسی عالم متبحر نے تصنیف کی چنانچہ اوس مجموعہ کا صحیفہ
سلطانیہ نام ہوا اور پسندیدہ خاص و عام ہوا الغرض برکت اس شغل محمود کے
معاً شکل رہائی کی نظر آئی اور حلال مشکلات نے بکمال ترحم صورت بہبودی و نجات
کی دکھلائی ایک شاعر نی تاریخ رہائی کی تصنیف کی ہے وہ اس موقع پر لکھی جاتی ہے

کہا یہ مورخ نے شکر آلہ | چھٹے رنج زندان و حبس بادشاہ

حال انتقال ملکہ کشور بادر سلطان عالم و مرزا اسکندر حشمت برادر بادشاہ بمقام شہر لندن اور واپس آنا مرزا ولیعہد بہادر کا کلکتہ میں

جناب ملکہ کشور بادر جرنیل صاحب برادر مرزا ولیعہد بہادر پسر بادشاہ جو شہر لندن کو واسطے کامیابی و دادخواہی کے گئے تھے اونکی تحریرات سے واقعات وہانکے معلوم ہوتی ہے جو حالات مرقوم ہوتے ہے چند سال و ماہ وہان قیام رہا ہر ایک سے مراسم نامہ و پیام رہا آخر کو ملکہ وکٹوریہ سے ملاقات ہوئی ہر طرح کی تواضع و مدارات ہوئی جواہرات گران بہا و تحائف عمدہ پیش ہوئی ملکہ معظمہ نے پذیرا کیا گرانمایہ خلعت عطا کیا واسطے دادیابی کے تسلی دی دادخواہوں کو تشفی دی مگر مشیت ایزدی دیکھیے کہ جب ایسی امید ہوئی تو ملک ہندوستان میں فساد غدر کا زور ہوا اور یہ سب کا شور ہوا عاقلان فرنگ سب حیران ہوئے اس معرکہ غدر سے پریشان ہوئے بیگم بادر بادشاہ کو سخت ملالت ہوئی علیل طبیعت ہوئی آخر کا پیام اجل آیا جرنیل صاحب بہادر و مرزا ولیعہد بہادر نے صدمہ مفارقت اوٹھایا چنانچہ جرنیل صاحب نے بھی وہیں انتقال کیا ولیعہد نے سخت رنج و ملال کیا الاقضا سے کیا چارہ ہے موت میں کسکا اجارہ ہے دونوں مقبرہ شہر لندن میں تعمیر و تیار ہوئے افسوس و رنج بے شمار ہوئے ایک شاعر نے تاریخ انتقال دونوں مسافران لندن کی موزون کی وہ اس مقام مندرج کردی تاریخ

حیف ہے کہ شعبان و شوال میں | قضا دو کو یون لے گئی سال میں

جب مرزا ولیعہد بہادر عالم تنہائی میں پریشان ہوئے مفارقت بزرگون سے حیران ہوئے تب بعد تین سال شہر لندن سے بے نیل مرام کلکتہ میں واپس آئے باپ سے سب حالات حرف بحرف وہان کے سنائے مان اور بھائی کا نہایت رنج و الم کیا سخت ماتم کیا بعد فراغت تعزیت کے پھر سلطان عالم کو خیال عیش و جلسہ رہس کا ہوا لکھنؤ سے ارباب جلسہ

رئیس طلب ہوئی سامان عیش و نشاط روز و شب ہوئی مکانات میں یا برج میں قیام ہوا
ہر ایک طرح کی عشرت کا سر انجام ہوا بیت آلہی سلامت رہیں بادشاہ جہاں تا بہ کہ ...

تاریخ طبع زاد مصنف

بفضل خداوند ارض سما	تکمل شد این نسخهٔ بے بہا
منور شد از دوربین خرد	زہے سال تاریخ اختر نما ۱۲۹۲

تاریخ چکیدہ خامہ سحر شیرین زبان دریای بلاغت راشناور منشی عبد الحکیم متخلص بہ جوہر شاگرد شاہ اختر کہ حضرت شاہ اختر نے مہر نقرہ باین شعر منقش فرما کے عطا کی ہے

تاریخ

عبد الحکیم جناب شاگرد شاہ اختر	شاگرد شاہ اختر عبد الحکیم جناب
چون حسن سرور من	ذہن تیز اور فکر صائب ہے
کی ہے تصنیف اک کتاب عجیب	باہنر اور بے معائب ہے
وہ عبارت ہے جسکی پیش سے	حاضر اسماء جملہ غائب ہے
سال تصنیف جو ڈھونڈی تاریخ نے	کذب سے جسکا قلب تائب ہے
منشی [illegible] نے فرمایا	لکھ کہ یہ مظہر العجائب ہے

سنہ ۱۲۹۲ ھ

خاتم الطبع

ہزاران ہزار شکر شہنشاہ ارض و سما کا ہے کہ جسکے افضال بے پایان سے اندنون ایک نادر تاریخ تجلی بخش دیدہ اہل نظر مسمی بہ ضیای اختر جسکو سرتاج تواریخ کہنا زیبا ہے اور حالات شاہان سے آخری نمونہ ہے تدوین و تالیف مورخ صاحب کمال واقف موافقات صحیح الحال زبان اردو میں بڑی فصیح اللسان خوش تقریر صادق البیان مقبول زمن محمد حسن صاحب رئیس قصبہ جنور ضلع لکھنؤ ہے مصنف موصوف نے آغاز کتاب میں ہندوستان کا طور ایجاز و تلخیص کچھ کچھ حالات بزرگان خاندانیان سلطنت اودہ از عہد دولت

نواب برہان الملک نواب سعادت خان بہادر تا زمان اریکہ آرائی خلافت جنت مکان
حضرت امجد علی شاہ لکھکر بعد حالات میمنت سمات بندگان خورشید نشان بادشاہ
کیوان بارگاہ نوشیروان عدالت حاتم ہمت رعیت پرور انصاف گستر قیصر زمان فغفور
دوران سلطان ابن سلطان وخاقان ابن خاقان ابو المنصور ناصر الدین سکندر جاہ
حضرت محمد واجد علی شاہ اعاد اللہ ملکہ وسلطنتہ ابتدای عہد جلوس فرمائی تخت
سلطنت سے تا زمان انقراض سلطنت مع سوانح عمری بندگان حضرت قدر قدرت اور
توضیح و تصریح کیفیات و واقعات ایام غدر تا جنگ و کارزار معرکہ شمول بعبارات اردو
صحیح و سلیس با تشبیہات فسانہ عجائب پسندیدہ خاطر ایسی عمدہ و نایاب لکھی ہے
اور شبدیز خامہ تیز گام کو جولان گاہ وسعت آباد قرطاس پر خوب گرم عنان کیا ہے
امید ہے کہ جب کہ شائقین تاریخ دوست اس تاریخ شگرف کو ملاحظہ فرماوینگے رنگ
مضامین کے سوا لطافت عبارت اور خوبی حسن بیان سے بھی حظ وافر اٹھاینگے
الحاصل یہ نادر تاریخ زیبا تحریک منشی کالی پرشاد صاحب وکیل عدالت بتوجہ
توجہ منبع دانش و فتوت جناب منشی نولکشور صاحب دام اقبالہ مطبع
نامی میں بمقام لکھنؤ ماہ جنوری سنہ ۱۸۷۸ع مطابق ماہ محرم سنہ ۱۲۹۵ ہجری زیور
الطباع سے آراستہ ہوئی ہے خدا کے فضل و کرم سے یقین ہے کہ مقبول خاطر عالم ہو

آمین ثم آمین